حسب ضابطہ رجسٹری شدہ ہے

سلسلہ تصوف نمبر ۹۵

جواہر مجددیہ

معہ ضمیمہ جدیدہ

یعنی

سوانح عمری

سلطان طریقت برہان حقیقت، کاشف اسرار سبع مثانی، بحر معاج ہمہ دانی

شمع بزم عرفانی، مقتدائے ارباب معانی

حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی

ملقب بہ

امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ الروحانی

تصنیف لطیف

جناب حضرت مولانا مقبول الثقلین خواجہ احمد حسین خاں صاحب نقشبندی قادری مجددی سجادہ نشین

قطب دوران محمد عباس علیخان صاحب نقشبندی قادری مجددی امروہی علیہ الرحمۃ

حسب فرمائش

ملک چنن الدین تاجر کتب اللہ والے کی قومی دکان کشمیری بازار لاہور

(دین محمدی پریس لاہور میں باہتمام منیجر محمد عارف پرنٹر چھپا)

Marfat.com

تصنیفات سرسیّد

ترجمہ فی قصہ اصحاب الکہف والرقیم
قیمت ۵/

ازالۃ الغین عن ذوالقرنین
قیمت ۵/

53399

تفسیر القرآن جلد اول
قیمت ۳/

تفسیر القرآن جلد دوم
قیمت ۶/

تفسیر القرآن جلد سوم
قیمت ۶/

تفسیر القرآن جلد چہارم
قیمت ۶/

تفسیر القرآن جلد پنجم
قیمت ۶/

تفسیر القرآن جلد ششم
قیمت ۶/

مکمل مجموعہ لکچرز و اسپیچز
مجلد ۳ یا ۵ جلد

احکام طعام اہل کتاب
قیمت ۱/

سرسید کے آخری مضامین
قیمت ۹/

الدعاء والاستجابۃ
قیمت ۲/

مجموعہ لکچرز و اسپیچز
نواب محسن الملک
قیمت ۳/

اسباب بغاوت ہند
قیمت ۱/

تحریر فی اصول التفسیر
قیمت ۵/

الجن والجان علی ما فی القرآن
قیمت ۵/

خلق الانسان

جس میں فلسفہ الٰہی نے انسان
کی پیدائش کے متعلق آجکل کی
نئی تحقیقات سے ثابت کیا ہے
کہ انسان کیڑے سے پیدا ہوتا ہے
لیکن آج سے تیرہ سو برس پہلے مسلمانوں
کی پاک کتاب اس بات کو دنیا پر روشن کر
چکی ہے اسی مضمون کو سرسید نے قرآن سے
نکر بنا ثابت کیا ہے اور
نئے فلسفہ الٰہی کا خوب جواب دیا ہے
اس کا مطالعہ ہر شخص کے لئے
ضروری ہے
قیمت ۱۲/

فضائل الامام
من مسائل حجۃ الاسلام
قیمت ۸/
لکچر اسلام ۲/

المنظر
فی تفسیر مسائل الامام الہمام
امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ
قیمت ۱/

المشتہر
اللہ والے کی قومی دکان کشمیری بازار لاہور

Marfat.com

فہرست مضامین جواہر مجددیہ

مضمون	صفحہ
خطبہ کتاب	۱
پہلا جوہر	۲
حضرت مجدد رح کے ابتدائی اور خاندانی حالات کے بیان میں	۲
آپ کا نام. لقب - مذہب اور طریقہ	۲
آپ کا نسب	۲
آپ کے خاندانی حالات	۳
فرخ شاہ کابلی کے حالات	۳
امام رفیع الدین کے حالات	۳
تعمیر قلعہ و بناء شہر سرہند	۴
آپ کے والد جناب مخدوم عبدالاحد اور شیخ حضرت عبدالقدوس گنگوہی سے بیعت	۵
جناب مخدوم کی حضرت صاحبزادہ شیخ رکن الدین سے خلافت	۶
جناب مخدوم کی حضرت شاہ کمال کیتھلی سے طریقہ قادریہ میں خلافت	۶
جناب مخدوم کا بعض شیوخ سے استفادہ	۶
جناب مخدوم کے خوارق وکرامات	۶
جناب مخدوم کی تصانیف	۷
جناب مخدوم کے عقائد اور تعلیم	۷
جناب مخدوم کے مریدین وتلامذہ	۷
جناب مخدوم کی وفات	۸
جناب مخدوم کی اولاد	۸
دوسرا جوہر	۹
حضرت مجدد کی ولادت اور آپ کے علم شریعت اور طریقت کے بیان میں	۹
آپ کے ظہور کے متعلق آیات واحادیث	۹
آپ کے متعلق اولیاء سابقین کی بشارتیں	۱۰

Marfat.com

مضمون	صفحہ
حضرت غوث پاکؒ کا ارشاد	۱۰
حضرت شیخ احمد جامؒ کا ارشاد	۱۰
حضرت مولانا جامیؒ کا ارشاد	۱۰
حضرت داؤد قیصریؒ کا ارشاد	۱۰
حضرت خلیل اللہ بدخشی کا الہام	۱۱
حضرت شیخ عبدالقدوسؒ گنگوہی کا ارشاد	۱۱
منجمین کی پیشینگوئی	۱۱
ارکان سلطنت کی خواہیں	۱۱
حضرت مخدوم کا کشف	۱۱
اکبر بادشاہ پر ایک جعلی کتاب کا نزول اور مجدد اسلام کی ضرورت	۱۲
آپ کی ولادت باسعادت کا بیان	۱۲
اثنائے ولادت کے واقعات	۱۳
آپ کا زمانہ طفولیت	۱۴
آپ اور حضرت شاہ کمال کیتھلی	۱۴
آپ کا علم شریعت	۱۵
آپ کا اپنے والد ماجد سے استفادہ	۱۵
آپ کے دیگر اساتذہ اور کبرویہ کی اجازت	۱۵
سند مصافحہ	۱۵

مضمون	صفحہ
آپ کا اپنے والد ماجد سے خلافت پانا	۱۵
آپ کے والد ماجد کا طریقہ نقشبندیہ کی توصیف کرنا	۱۶
افضلیت طریقہ نقشبندیہ	۱۶
آپ کا سفر دہلی اور حضرت خواجہ باقی باللہ سے نیازمندی	۱۶
طریقہ نقشبندیہ میں آپ کی بیعت اور قلب کا جاری ہونا	۱۷
حضرت خواجہؒ کا بعض واقعات کو آپ سے ظاہر فرمانا	۱۷
آپ کے بعض حالات خود آپ کے قلم سے	۱۸
تعلیم ذکر اسم ذات	۱۸
مدہوشی وفنا	۱۸
مقام ظلال وفناء الفناء	۱۸
مرتبہ علمی	۱۹
مقام حیرت وحضور نقشبندیہ	۱۹
مقام فناء حقیقی وشرح صدر	۱۹
مقام حق الیقین وجمع الجمع	۱۹
مرتبہ فرق بعد الجمع	۲۰
نسبت مرادیت ومحبوبیت	۲۱
آپ کے متعلق حضرت خواجہؒ کے	

Marfat.com

مضمون	صفحہ
خیالات	۲۱
حضرت خواجہؒ کی جناب میں آپ کی عقیدت	۲۱
خواجہؒ کی آپ پر عنایت	۲۲
آپ کو حضرت خواجہؒ سے خلافت	۲۲
آپ کا دوسرا سفر دہلی اور حضرت خواجہ کی مزید عنایت	۲۲
آپ کی سرہند شریف کو واپسی	۲۴
آپ اور حضرت خواجہؒ کے احباب	۲۴
حضرت غوث پاکؒ کے خرقہ کی حوالگی اور سید شاہ سکندر قادری سے آپ کو خلافت	۲۴
ارواح اولیاء اللہ کی آمد اور آپ کے لئے مسابقت	۲۵
سرہند شریف میں اولیاء اللہ کا ہجوم اور آنحضرت صلعم کا فیصلہ	۲۵
سب طریقوں کی نسبتوں کا طریقہ مجددیہ میں شمول	۲۶
تعلیم نسبت قادریہ	۲۶
آپ کا تیسرا سفر دہلی اور حضرت خواجہؒ کے آپ کے متعلق ارشاد	۲۷
آپ کے نام حضرت خواجہؒ کے بعض خطوط	۲۷

مضمون	صفحہ
آپ کی سرہند شریف کو واپسی اور سفر لاہور	۲۹
حضرت خواجہ کی خبر وصال اور آپ کی روانگی لاہور سے	۲۹
آپ کے بعض ناتجربہ کار پیر بھائیوں کی ایک حرکت	۲۹
خاطیوں کی توبہ اور معذرت	۳۰
خاطیوں کے قصور کی معافی	۳۰
آپ کے شیوخ اور سلاسل	۳۰
تیسرا جوہر	
حضرت مجددؒ کے مخصوص کمالات اور اخلاق و اعمال کے بیان میں	۳۴
آپ کے مخصوص کمالات	۳۴
آپ کی کرامتیں	۳۵
آپ کے متفرق حالات	۴۰
آپ کا حلیہ شریف	۴۴
آپ کے اخلاق اور عادت اور وضع	۴۴
آپ کے عقائد	۴۵
آپ کے شبانہ روزہ اعمال	۴۵
آپ کے آداب وضو	۴۶

Marfat.com

مضمون	صفحہ
آپ کے آداب بیت الخلا	۴۶
آپ کی نماز تہجد، وتر اور مراقبہ	۴۸
آپ کی نماز فجر	۴۹
آپ کا حلقہ ذکر و توجہ	۴۹
آپ کی نماز اشراق و نماز استخارہ و نماز اوابین	۴۹
آپ کی خلوت	۵۰
آپ کی نماز چاشت	۵۱
آپ کا طعام اور قیلولہ	۵۱
آپ کی نماز فی الزوال	۵۲
آپ کی نماز ظہر	۵۳
آپ کا حلقہ ذکر و توجہ تعلیم دین و نماز عصر و ختم خواجگان	۵۳
آپ کی نماز عشاء و وتر	۵۳
آپ کے اوراد	۵۴
عام مسائل نماز	۵۴
آپ کی نماز جمعہ و عیدین و تراویح وغیرہ	۵۵

مضمون	صفحہ
چوتھا جوہر	۵۷
حضرت مجددؒ کی تصانیف تعلیم طریقہ وصال صاحبزادگان اور خلفاء کے بیان میں	۵۷
آپ کی تصانیف	۵۷
آپ کے مکتوبات شریف	۵۷
مکتوبات شریف کی تردیدات	۵۹
تردید کے جوابات شافیہ	۶۰
آپ کے طریقہ کی تعلیم اور دیگر طریق سے فرق	۶۰
آپ کا مرض الموت	۶۱
آپ کا وصال اور عمر شریف	۶۲
آپ کا مدفن اور اس زمین کی فضیلت	۶۳
آپ کے صاحبزادگان اور صاحبزادیاں	۶۳
آپ کے خلفاء	۶۵
قصائد تصنیف	۶۵

Marfat.com

جواہر مجددیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ زَانَ الْبَشَرْ ۔ بِالْعُلُوْمِ اخْتَصَّ كَامِلَ الْعَزْمْ
فَاصْطَفٰى مِنْهُمْ حَبِيْبًا وَّ اٰلَهٗ ۔ بِالتَّحِيَّاتِ الَّتِیْ لَا تُحْصَرْ

بعد حمد شریف حضرت خالق الموجودات و نعت لطیف جناب سید الکائنات پہ حقائق آیات متوسل سلسلہ بہیہ طریقہ مجددیہ کمترین بندگان فقیر احمد حسین خاں سنی حنفی امروہی ثم الحمید آبادی سجادہ نشین والدی قطب زمان حضرت حافظ محمد عباس علیخاں قادری نقشبندی مجددی امروہی قدس سرہ العزیز و اولاد خاص صاحب الطریقہ حضرت سید شمس الدین امیر کلال رضی اللہ عنہ عرض پرداز ہے۔ کہ بفحوائے عِنْدَ ذِكْرِ الْاَبْرَارِ تَنَزَّلُ الرَّحْمَةُ اور بمصداق حکایاتُ المشائخ جُنْدٌ مِّنْ جُنُوْدِ اللّٰهِ۔ مقربان بارگاہ الٰہی کے حالات کا تذکرہ باعث نزول رحمت اور سبب حفظان ایمان ہے اور پیران طریقت کی یادگاری مریدان باعقیدت کے لئے روح و ریحان

شعر اَعِدْ ذِكْرَ نُعْمَانٍ لَنَا اِنَّ ذِكْرَهٗ ۔ هُوَ الْمِسْكُ مَا كَرَّرْتَهٗ يَتَضَوَّعُ

(یعنے بار بار نعمان (امام اعظم) کا ذکر کرو۔ کہ ان کا ذکر مثل مشک کی ہے جسقدر کروگے خوشبو آئیگی) بالخصوص اشاعت تصانیف بزرگان دین کے موقع پر ضرور ہے۔ کہ اُن کے حالات کی بھی صراحت کی جائے کہ ناظرین باتمکین کو کما حقہٗ واقفیت اور معرفت تام اور استفادہ عام حاصل ہو۔ لہذا فقیر عفی عنہ نے ترجمہ مکتوبات قدسی آیات کلام معارف نظام سلطان طریقت برہان حقیقت کاشف اسرار سبع مثانی بحر مواج ہمہ دانی شمع بزم عرفانی مقتدائے ارباب معانی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ الروحانی کے ساتھ میں آپکے صحیح اور مختصر حالات اردو زبان میں جمع کرکے (حسب فرمایش ملک فضل الدین ملک حسن الدین ملک تاج الدین صاحبان تاجران کتب کشمیری بازار لاہور طبع کنندگان مکتوبات شریف کردئے اور نام اس کا جواہر مجددیہ رکھا کہ طالبان خدا و سالکان راہ صفا مستفید ہوں۔ اور اس ناچیز کو دعاء خیر سے یاد فرمایئں۔ پس یہ مجموعہ منقسم ہے چار جوہروں پر +

پہلا جوہر۔ آپکے ابتدائی اور خاندانی حالات کے بیان میں۔ **دوسرا جوہر** آپ کی ولادت آپکے علم شریعت اور علم طریقت کے بیان میں **تیسرا جوہر** آپکے مخصوص کمالات اخلاق اور اعمال کے بیان میں۔ **چوتھا جوہر** آپ کی تصانیف تعلیم۔ وصال صاحبزادگان اور خلفاء کے بیان میں +

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلا جوہر

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے ابتدائی اور خاندانی حالات کے بیان میں

آپ کا نام ۔ لقب مذہب اور طریقہ

نظم

کسے قدرت جو لکھے نام نامی شاہ والا کا ۔۔۔ قلم بال ہما کا ہو کہ شاخ پاک طوبیٰ کا
وہ نور حق نما احمد ۔ احد سے ہے ظہور اس کا ۔۔۔ محیط بحر عرفان ہے نگین ہے عرش اعلیٰ کا

آپ کا نام نامی احمد لقب بدرالدین کنیت ابوالبرکات منصب خزینۃ الرحمۃ قیوم زمان مجدد الف ثانی اور عرف امام ربانی محبوب صمدانی ۔ مذہب آپ کا حنفی ہے ۔ طریقہ آپ کا مجددیہ جامع کمالات جمیع طرق قادریہ ۔ سُہروردیہ ۔ کبرویہ ۔ قلندریہ ۔ مداریہ ۔ نقشبندیہ ۔ چشتیہ نظامیہ و صابریہ ہے ۔

آپ کا نسب

نظم

نسب تحریر کیا ہو اُس شہ گردوں مقامی کا ۔۔۔ شرف خورشید پا سکتا نہیں جس کی غلامی کا
شہنشاہوں کے دل ہیبت سے جسکی ہوگئے پانی ۔۔۔ وہی فاروقِ اعظم نام ہے جدِّ گرامی کا

آپ کا نسب عالی (۲۷) واسطوں سے حضرت فاروق امیرالمومنین سیدنا **عمر فاروق** رضی اللہ عنہ سے اس طرح متصل ہے :-

حضرت شیخ احمد بن مخدوم عبدالاحد[2] بن شیخ زین العابدین[3] بن شیخ عبدالحی[4] بن شیخ حبیب اللہ[5] بن امام رفیع الدین[6] بانی قلعہ سرہند شریف ۔ بن شیخ نصیر الدین[7] بن شیخ سلیمان[8] بن شیخ یوسف[9] بن شیخ اسحٰق[10] بن شیخ عبداللہ[11] بن شیخ شعیب[12] بن شیخ احمد[13] بن شیخ یوسف[14] بن شیخ شہاب الدین[15] معروف بہ فرخ شاہ کابلی بن شیخ نصیر الدین[16] بن شیخ محمود[17] بن شیخ سلیمان[18] بن شیخ مسعود[19] بن شیخ عبداللہ[20] واعظ اصغر بن شیخ عبداللہ[21] واعظ اکبر بن شیخ ابوالفتح[22] بن شیخ اسحٰق[23] بن شیخ ابراہیم[24] ۔ شیخ ناصر[25] بن شیخ عبداللہ[26] بن سیدنا عمر[27] بن الخطاب[28] رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن نفیل[29] بن عبدالعزیٰ[30] بن رباح[31] بن عبداللہ[32] بن قرط[33] بن رزاح[34] بن عدی[35] بن کعب[36] بن لوی ۔

کعب کا نسب حضرت سیدنا آدم علیہ السلام تک بتوسط ۴۸ واسطوں کے منتہی ہوتا ہے اور آنحضرت صلعم کا نسب مبارک ۷ واسطوں سے کعب تک اس طرح منتہی ہوتا ہے محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مُرّۃ بن کعب ۔

کعب کا زمانہ ظہور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے (۵۶۰) سال پہلے اور رفع حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے (۷۵) سال بعد تھا کعب کی یہ عادت تھی کہ ہمیشہ قریش کو جمع کر کے وعظ اور پند کیا کرتے اور اپنے فصیح و بلیغ نظموں سے اُن کو آنحضرت صلعم کے ظہور کا مشتاق بنانے تھے منجملہ اس کے ایک شعر یہ بھی ہے ؎

عَلیٰ غَفْلَۃٍ یَاتِی النَّبِیُّ مُحَمَّدٌ ۔۔۔ فَیُخْبِرُ اَخْبَارًا صَدُوْقًا خَبِیْرُھَا

(ترجمہ) تم غفلت ہی میں رہ جاؤگے اور نبی محمد آجائینگے ۔ اور ایسی سچی خبر سنائینگے ۔ جن سے انکی

سچائی کی تصدیق ہوگی +

آپ کے خاندانی حالات - آپ کے جملہ بزرگ چرخ ولایت و عرفان کے آفتاب برج ہدایت و ایمان کے ماہتاب تھے چنانچہ امیر المومنین حضرت فاروقِ اعظم خلیفہ رسول اللہ ہیں۔ اور عبداللہ جلیل القدر صحابی ہیں۔ جن کی شادی حضرت فاطمہ بنت امام حسن رضی اللہ عنہ سے ہوئی +

بقول ابو جعفر محدث آپ کی اولاد داخل سادات ہے۔ شیخ ناصر اور ابراہیم تابعین اسحٰق اور ابراہیم تبع تابعین سے ہیں +

واعظ اصغر تک یہ خاندان ملک حجاز میں ہی رہا۔ شیخ مسعود خلفائے عباسیہ کے اصرار سے دارالخلافہ بغداد شریف میں آکر مقیم ہوئے۔ شیخ سلیمان نے اپنے خاندانی علوم تحصیل کر کے حضرت سری سقطی سے بھی بغداد کہنہ میں خلافت پائی۔ اس سلسلہ کا نام سری سقطیہ ہے +

فرخ شاہ کابلی کے حالات - آپ حضرت فریدالدین مسعود گنج شکر کے بھی جد اعلیٰ ہیں۔ یعنی فریدالدین بن شیخ جمال الدین سلیمان بن قاضی شعیب بن محمد احمد بن محمد یوسف بن شیخ محمد بن فرخ شاہ آپ اعاظم وزرائے سلاطین کابل سے تھے۔ مسلمان حکمرانوں میں آپ پہلے شخص ہیں۔ جنہوں نے ہندوستان پر حملہ کیا ہے۔ بتخانے منہدم کئے۔ مسجدیں تعمیر کرائیں۔ بُت پرستوں کو ذلیل اور کفار و مشرکین کو تہ تیغ کیا۔ سرکش جوگیوں رکھیوں کو قتل کیا۔ اس کے بعد آپ نے ممالک ایران۔ توران۔ بدخشان اور خراسان کو مسخر کیا۔ تخت گاہ کابل میں افغانوں اور مغلوں میں زمینداری تقسیم کی۔ اور مستحکم حدود قائم کئے۔ جواب ۱۳۳۱ھ تک حسب حال برقرار ہیں۔ آخر العمر آپ نے امارت ترک فرما کے ایک درہ میں جو شہر کابل سے تھوڑے فاصلہ پر تھا۔ عزلت اختیار فرمائی۔ اب وہ درہ فرخ شاہ کے نام سے مشہور ہے +

شیخ یوسف اپنے والد بزرگوار حضرت فرخ شاہ کابلی کے بعد جانشین ہوئے۔ اور آخر عمر میں اُنہوں نے بھی سب جاہ و جلال دُنیاوی ترک کر دیا اور گوشہ نشین ہو گئے تھے +

احمد بن یوسف بن فرخ شاہ نے علاوہ تعلیم خاندانی حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سُہروردی سے بھی خلافت پائی۔ اُن کے بعد اُن کے فرزند شیخ شعیب خلیفہ و جانشین ہوئے۔ اُن کے بعد اُن کے فرزند شیخ عبداللہ جانشین ہوئے۔ اور اُنہوں نے حضرت بہاءالدین ذکریا سے بھی خلافت پائی۔ بعدہٗ خلافت خاندانی تلاش سہروردیہ کے بعد دیگرے خاندان ہی میں منتقل ہوتی رہی۔ حتےٰ کہ حضرت امام رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ہوئے +

امام رفیع الدین کے حالات - آپ جامع علوم ظاہر و باطن تھے اپنے والد ماجد کے خلیفہ اتم ہوئے۔ بعدہٗ بہت سے مشائخ کبار سے استفادہ کیا۔ جن کی تعداد قریب (۴۰۰) کے کتب تواریخ میں درج ہے۔ بالآخر آپ بمقام اُچ علاقہ ملتان میں سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں کے خلیفہ اکمل ہوئے

اور بلحاظ تقدس مخدوم صاحب نے آپ ہی کو اپنا امام نماز مقرر فرمایا ٭

ایک روز کا واقعہ ہے۔ کہ آپ کے ایک صاحبزادہ صاحب کسی بلندی پر کچھ گا رہے تھے راہ سے کوئی عورت جا رہی تھی۔ آواز سُن کر متاثر ہوئی اور گر گئی۔ اس کا پاؤں ٹوٹ گیا۔ جب آپ کو معلوم ہوا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ لڑکے کی گردن کیوں نہیں ٹوٹی۔ فوراً ہی لڑکا اوپر سے زمین پر گرا۔ اور گردن ٹوٹ کر مر گیا ٭

تعمیر قلعہ و بناء شہر سرہند

صحیح لفظ یہ سہرند مرکب (سہ شیر اور رند جنگل) سے تھا کثرت استعمال سے سرہند ہو گیا یہ نام رکھنے کی وجہ تواریخ میں اس طرح لکھی ہے۔ کہ کبھی اس مقام پر ایک وحشت ناک جنگل شیروں کا موطن تھا۔ ایک روز فیروز شاہ غلجی کے عہد میں اس جنگل میں سے عمال شاہی خزانہ کو لاہور سے دہلی لے جا رہے تھے۔ اُن میں سے ایک شخص عارف و صاحبدل تھا۔ اُس نے وہاں چشم باطن سے ایک نور تحت الثرے سے فوق العرش تک محیط ملاحظہ کیا۔ اور خیال کیا۔ کہ کیا عجب ہے یہاں سے کوئی بزرگ جلیل القدر ظاہر ہوں۔ پس جب یہ صاحبدل دہلی پہونچے۔ تو بادشاہ کے پیر مخدوم جہانیان سے جو وہاں آئے ہوئے تھے۔ اس کا تذکرہ کیا۔ اُن پر اس کا بہت بڑا اثر ہوا۔ اُنہوں نے بادشاہ سے کہا کہ ہمارے سلسلہ میں سینہ بسینہ یہ وصیت چلی آتی ہے کہ ہندوستان میں زمانہ رسالت سے ایک ہزار سال بعد ایک بزرگ وحید اُمّت پیدا ہوگا۔ جو امامِ وقت مجدد اسلام اور فیضانِ ولایت و نبوت سے مالا مال ہوگا اور اولیاء سابقین کی سب نعمتیں اُس کو حاصل ہونگی۔ اُس کے ظہور کا مقام آج فلاں جنگل میں معلوم ہوا ہے۔ وہاں کچھ آبادی بھی ہو جائے۔ تو بہتر ہے۔ بادشاہ نے اپنے وزیر خواجہ فتح اللہ کو بطور خاص اس کام کی سربراہی کی خدمت سپرد فرمائی۔ وہ فی الفور کئی ہزار آدمی ہمراہ لیکر اُس جنگل میں تشریف لے گئے۔ اور ایک مرتفع مقام پسند کر کے قلعہ کی بنیاد رکھی اور تعمیر میں مصروف ہوئے۔ مگر جس قدر تعمیر کا حصہ دن کو تیار ہوتا تھا۔ رات کو سب گر جاتا تھا ہر چند اس کا تجسس کیا گیا سبب دریافت نہ ہوا۔ بادشاہ کو اطلاع دی۔ بادشاہ نے مخدوم صاحب کی خدمت میں عرض کرایا۔ آپ نے اپنے خلیفہ امام نماز رفیع الدین کو جو وزیر موصوف کے برادر خرد تھے۔ اس کام کی سربراہی کے لئے مامور فرمایا۔ اور وہاں کی قطبیت اور ولایت دیگر روانہ کیا اُنھوں نے بر سر موقع پہونچکر اپنے نور باطن سے اس کا سبب دریافت کیا۔ تو یہ معلوم ہوا۔ کہ شاہی پیادوں نے شاہ شرف بوعلی قلندر کو بیگار میں پکڑ کر کام میں لگا رکھا ہے۔ وہ رات کو اثر ڈال کر کُل عمارت گرا دیتے ہیں۔ آپ نے قلندر صاحب سے بہت معذرت کی۔ اور اُن کا اعزاز کیا تو قلندر صاحب نے فرمایا۔ کہ میں آپکے بلوانے کے لئے ایسا کرتا تھا۔ اب اللہ نے آپ کو ایک وحید اُمت کے ولادت کے لئے یہاں بھیجا ہے۔ جو تمام روئے زمین سے کفر و شرکت کی ظلمت کو دور کرے گا پھر ان

Marfat.com

دونوں صاحبوں نے ملکر ۱۰۰۷ھ میں بسم اللہ کہکر قلعہ کی بنیاد رکھدی۔ جو چند مدت میں تیار ہوگیا۔ شہر آباد اور نہایت پُر رونق ہوا ؎

سرہند ملو کہ رشکِ چین است ۔۔۔ خلدیست برین کہ بر زمین ست

سرہند شریف میں شاہجہان پادشاہ نے جو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اور آپ کی اولاد کا مرید اور نہایت معتقد تھا۔ ۱۰۴۴ھ میں ایک عالی شان محل اور باغ تعمیر کرایا۔ ۱۰۷۸ھ تک شہر کی آبادی اور ترقی رہی۔ بعدہٗ جب سلطان اورنگ زیب تسخیر ممالک دکن میں مصروف ہوگیا۔ یہاں سکھوں نے موقع پاکر شہر کو لوٹ مار کر کے اُجاڑ دیا۔ شہر سرہند کلیہ خراب۔ تاریخ ویرانی ہے۔ اب کچھ کچھ آبادی باقی ہے۔ ہر سال ۲۶ صفر سے ۲۸ صفر تک حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز کا عرس ہوتا ہے۔ ہزارہا برگزیدہ بزرگ جمع ہوکر فیض حاصل کرتے ہیں۔ اس عرس میں شرع شریف کی پابندی ملحوظ رکھی جاتی ہے۔ صبح شام صرف کلام اللہ شریف کا ختم ہوتا ہے۔ بعض صاحب نعتیہ عمدہ عمدہ قصیدے بھی پڑھتے ہیں یہ شہر دہلی کے شمال ومغرب میں ۳۷ فرسنگ اور لاہور سے بجانب مشرق ۳۳ فرسنگ اور کابل سے ۱۲۵ فرسنگ واقع ہے۔

آپ کے والد ماجد اور حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی سے بیعت

قدوۃ العارفین مخدوم عبدالاحد قدس سرہ آپ کے والد ماجد اور پیر طریقت ہیں۔ عین عالم شباب میں آپ کو جاذبۂ الٰہی وعشق خداوندی نے حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی کی خدمت میں پہنچایا۔ اُن سے بیعت کی تلقین اذکار اور اوراد ضروری پائے۔ آپ کے آستانہ عالیہ پر قیام کرکے سلوک کی درخواست کی۔ شیخ نے یہ ارشاد فرمایا کہ پہلے آپ علوم دینیہ حاصل کریں۔ بعدہٗ اس علم کے حاصل کرنے کے لئے کمر ہمت باندھیں تو مناسب ہے۔ کہ درویش بے علم مثل طعام بے نمک کے ہے۔ تب آپ نے عرض کیا مجھے اپنی زیست کا اعتبار نہیں ہے۔ اُنہوں نے فرمایا۔ اُس کا وقت ابھی بہت دُور ہے۔ اللہ پاک کو آپ سے ایک خاص کام لینا ہے۔ آپ کی پیشانی میں ایک ولی برحق کا نور جلوہ گر ہے۔ اُس کا ظہور ہونا ضروری ہے۔ اگر میں زندہ رہا۔ تو اُس کو وسیلہ قرب الٰہی گردانونگا۔ اس کے بعد آپ نے شیخ کی کبرسنی کی طرف خیال کیا۔ فوراً ہی شیخ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اگر میں خود تمہارے علوم دینیہ کی تکمیل کرنے کے وقت تک بقید حیات نہ رہا۔ تو ہمارا صاحبزادہ موجود ہے۔ آپ یہ مصرعہ پڑھتے ہوئے وہاں سے رخصت ہوئے۔ ع

صبر سے کنیم تا کرمِ او چہا کند۔

آپ تحصیل علوم دینیہ سے فارغ ہونے نہ پائے تھے۔ کہ شیخ کے وصال کی خبر ملی بہت کچھ حسرت وافسوس کیا۔ پھر بعد تکمیل تحصیل آپ مختلف شہروں کی سیاحت کرتے ہوئے کئی سال کے بعد شیخ قدس سرہ العزیز کے آستانہ پر حاضر ہوئے۔

Marfat.com

جناب مخدوم کی حضرت صاحبزادہ شیخ رکن الدین سے خلافت

صاحبزادہ شیخ رکن الدین قدس سرہ العزیز سجادہ نشین کو حضرت شیخ قدس سرہ جناب مخدوم کی تعلیم کے متعلق ہدایت فرما گئے تھے۔ اُنہوں نے اُس کے بموجب آپ کا کمال اعزاز کیا۔ بہت جلد فوائد اور برکات سے بہرہ یاب کر کے ۹۷۹ھ میں آپ کو طریقہ قادریہ اور چشتیہ صابریہ کا خرقہ خلافت عنایت فرمائی۔ فصیح و بلیغ عربی عبارات میں خلافت نامہ عطا کیا۔ اس موقع پر تیمنًا اُس کے شروع کا ایک شعر نقل کیا جاتا ہے۔ ؎

بُشْریٰ لَقَدْ اَنْجَزَ الْاِقْبَالُ مَا وَعَدَا ۔۔۔ وَکَوْکَبُ الْمَجْدِ بِالْاُفُقِ الْعُلٰی صَعَدَا

ترجمہ منظوم

بشریٰ تراکہ دولت و اقبال رو نمود ۔۔۔ انجاز وعدہ کرد و نقابے ز رخ کشود

در آسمانِ رفعتے شمسے بر آمدہ ۔۔۔ نورے ازاں بتافتہ اندر جہاں نمود

جناب مخدوم کی حضرت شاہ کمال کیتھلی قادری سے خلافت

شاہ صاحب اکثر قصبہ پائل میں سرہند شریف سے جو چار فرسنگ پر ہے مقیم رہتے تھے۔ حضرت مخدوم نے وہیں اُن کی خدمت میں حاضر رہ کر سلوک طریقہ قادریہ طے کیا۔ اور فواید و برکات بالخصوص نسبت فردیت حاصل کی۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز نے شاہ صاحب کی نسبت اپنی کتاب مبدء و معاد میں الفاظ صاحب جذبات قویہ و خوارق عظیمہ تحریر فرمائے ہیں۔ آپ بحالت جذبہ رات دن جنگل و بیابانوں میں پھرا کرتے تھے۔ جب رات ہو جاتی۔ اکثر صحراء لق و دق میں شہر ظاہر ہو جاتا۔ آپ وہاں چلے جاتے۔ اُس شہر کے باشندے آپ کی خدمت کرتے۔ کھلاتے پلاتے آرام سے رکھتے۔ جب صبح ہوتی وہ شہر نظروں سے غائب اور باشندے ندارد ہو جاتے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز یہ بھی فرماتے ہیں۔ کہ ہم کو جب خاندان قادریہ کے مشائخ کا کشف ہوتا ہے۔ تو بعد حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے شاہ صاحب جیسا کوئی بزرگ نظر نہیں آتا۔ بتاریخ ۱۹۔ جمادی الثانی سنہ ۹۲۱ھ بعمر ۸۰ سال شاہ صاحب نے وصال فرمایا۔ قصبہ کیتھل مضافات سرہند شریف میں دفن ہوئے۔

جناب مخدوم کا بعض شیوخ سے استفادہ

آپ نے کابل سے بنگالہ تک سیاحت فرمائی۔ شہر رہتاس میں حضرت شیخ اللہ داد سے اور جونپور میں حضرت سید علی قوام نظامی اور دیگر مشائخ کرام سے استفادہ فرمایا۔

جناب مخدوم کی خوارق و کرامات

اکثر آدمی آپ سے فرماتے تھے۔ کہ ہم نے آپ سے مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ یا بغداد شریف میں ملاقات کی تھی۔ آپ انکسار کر کے فرماتے۔ بھائی میں تو وہاں کبھی نہیں گیا۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ رات کو کوئی شخص اتفاقًا آپ کے حجرہ میں چلا گیا۔ اور آپ کے ہر عضو کو علیحدہ علیحدہ پڑا ہوا پایا۔ باہر نکلا اوروں سے بیان کیا۔ لوگ اندر گئے۔ دیکھا تو آپ کو ذکر و شغل میں مصروف زیب مسند پایا۔ آپ سے واقعہ عرض کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اس کا ذکر کسی سے نہ آنے پائے۔

Marfat.com

جناب مخدوم صاحب کی تصانیف۔

علم شریعت و طریقت میں کئی رسالے آپ کے تصنیف ہیں۔ اُن میں سے اسرار شہود اور کنوز الحقائق مشہور ہیں۔ اُن کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جو کچھ اسرار و حقائق آپ نے ان میں لکھے ہیں۔ سب الہامی ہیں *

جناب مخدوم کے عقائد اور اُن کی تعلیم۔

آپ اصولاً و فروعاً حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کے متبع اور انہیں کے عقائد کے مقلد تھے۔ اور اُن کے کلام کے دقائق اور اسرار کے بیان میں آپ ید طولیٰ رکھتے تھے۔ کتاب تصوف میں سے عوارف المعارف اور فصوص الحکم اور مواقع النجوم و دیگر تصانیف شیخ نہایت ہی عمدگی سے آپ پڑھاتے تھے۔ مسئلہ وحدت الوجود کی تفہیم وجودی طریقہ سے کرتے اور فرماتے تھے۔ کہ ہمارا حال و مشرب یہ ہے کہ جو کچھ نظر آرہا ہے۔ واحد حقیقی ہے۔ کہ بعنوان کثرت نمودار ہوا ہے۔ اور اپنے شیخ گنگوہی علیہ الرحمۃ کا واقعہ بیان فرماتے تھے۔ کہ آپ نے ایک روز ارشاد فرمایا۔ کہ اس عالم میں رویت و مشاہدہ حق سبحانہ تعالیٰ سے خواہ وہ بچشم سر ہو یا بچشم سر بلا ایقان فائدہ نہیں، آپ سے حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے ایقان کے معنی دریافت کئے۔ تو فرمایا۔ کہ "اتحاد" یعنے شاہد و مشہود میں اعتباری اثنینیت بھی باقی نہ رہے۔ قال شیخ عبداللہ بلیانی سہروردی المتوفی ۶۸۶ھ

نظم

حقیقت جز خدا دیدن روا نیست — کہ بیشک در دو عالم جز خدا نیست
نمے گویم کہ عالم او ست ا و ہ نہ — کہ ایں نسبت باد کردن روا نیست
نہ او عالم شد و نے عالم او شد — ہمہ را ایں چنیں دیدن خطا نیست

آپ ارشاد فرماتے تھے۔ کہ امور خلاف شرع اور بدعات سے مجھ کو دلی نفرت ہے۔ کسی درویش کو جب خلاف شرع پاتا ہوں۔ اُس کی صحبت ترک کر دیتا ہوں۔ جب مجھ پر کسی امر کا انکشاف ہوتا ہے۔ تو قرآن و حدیث دو شاہد عدول کے روبرو اس کو پیش کرتا ہوں۔ اگر اُن سے مطابقت ہو جاتی ہے۔ تو قبول کر لیتا ہوں۔ ورنہ رد کر دیتا ہوں *

جناب مخدوم کے مریدین و تلامذہ

آپ کے ہزاروں مرید اور صدہا شاگرد تھے علم شریعت اور طریقت کی تعلیم جاری تھی۔ قدوۃ المشائخ شیخ میرک لاہوری مصنف شطحیات و سفینۃ الاولیاء وغیرہ اُستاد ظاہر و باطن شہزادہ دارا شکوہ آپ کے مرید اور تلمیذ تھے۔ بعض اوقات آپ لوگوں سے ایسے ایسے اسرار و معارف عالیہ بیان فرماتے تھے۔ کہ بڑے بڑے علماء فحول اُس کے سمجھنے میں حیران و ششدر رہ جاتے۔ اور بہت ہی خوض و غور کے بعد سمجھتے تھے۔ **نظم**

ارباب بقا زندہ بجان دگر اند — بیروں ز وجود کون و در جہانے دگر اند

Marfat.com

کس پے بزبانِ حالِ ایشاں بزد — این طائفہ گویا بزبان دگراند

جناب مخدوم کی وفات

جب آپ کا اخیر وقت ہوا۔ آپ نے کئی مرتبہ ارشاد فرمایا۔ وہ بات وہی ہے جو شیخ بزرگوار (شیخ عبدالقدوس) نے فرمائی تھی۔ آپ کے صاحبزادہ حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز حاضر تھے۔ انہوں نے آپ سے دریافت فرمایا۔ کہ حضور وہ کیا بات ہے، فرمایا حقیقت حق سبحانہ تعالیٰ ہستی مطلق ہے۔ لیکن لباس کونیہ محجوبونکی آنکھ پر ڈال کر انہیں دُور و مہجور رکھتا ہے"۔ آپ نے عرض کیا کہ مجھ کو کچھ وصیت فرمائیے۔ فرمایا۔ بس تمہیں یہی وصیت کرتا ہوں۔ اور میں محبت اہلبیت میں سرشار ہوں۔ اور نعمت کے دریا میں مستغرق ہوں ؎

الٰہی بحق بنی فاطمہ — کہ بر قولِ ایماں کنی خاتمہ

تاریخ ۱۷ رجب ۱۰۰۷ھ بعمر ۸۰ سال وصال فرمایا۔ مزار شریف سرہند میں بجانب شمال ایک میل پر واقع ہے۔

جناب مخدوم کی اولاد۔

آپ کی شادی ایک بزرگ زادی سے بمقام سکندن جو اب ضلع بلندشہر میں ایک قصبہ ہے ہوئی تھی۔ اُن کے بطن سے سات صاحبزادے تولد ہوئے۔

(۱)۔ شیخ شاہ محمد۔ انہوں نے حضرت مخدوم سے ظاہری و باطنی تعلیم و خلافت پائی۔

(۲)۔ شیخ مسعود۔ یہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کے مرید ہوئے۔

(۳)۔ آپ کا نام اور کوئی کیفیت معلوم نہ ہوسکی۔

(۴)۔ شیخ احمد (امام ربانی) آپ کے حالات جوہر دوم میں مفصل مندرج ہیں۔

(۵)۔ شیخ غلام محمد۔ }
(۶)۔ شیخ فوادو } دونوں صاحبوں کے حالات مکتوبات شریف جلد اول میں مندرج ہیں۔

(۷)۔ آپ کا نام و کیفیت معلوم نہ ہوسکی۔

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دُوسرا جوہر

حضرت مجددؒ کی ولادت اور آپ کے علم شریعت اور طریقت کے بیان میں

آپکے ظہور کے متعلق آیات واحادیث سے اشارہ

کوئی نص صریح تو ہماری نظر سے آپ کے ظہور کی نسبت نہیں گذری۔ لیکن بمصداق آیہ شریفہ ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین ہ غور کرنے سے آپکے وجود باوجود کی طرف اشارت ظاہر ہوتی ہے چنانچہ آیت شریف ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَقَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ پتہ دے رہی ہے۔ کہ آخر زمان میں بھی تھوڑے بزرگ مقربین بارگاہ الٰہی مثل اولین کے ہونگے۔ اور آپ اور آپکے خلفاء متاخرین اولیاء سے ہیں۔ اور بسبب اتباع سنت سنیہ آپ کا طریق مماثل طریقہ اولین یعنے اصحاب کبار رضی اللہ عنہ کے ہے چنانچہ حضرت شاہ عبدالقادر اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی وغیرہ مفسرین نے لفظ آخرین سے آپ کی ذات اور آپ کے خلفاء مراد لئے ہیں۔ اور بعض احادیث بھی اس تفسیر کی مؤید موجود ہیں۔ جیسا کہ سنن ترمذی میں مروی ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَثَلُ اُمَّتِیْ کَمَثَلِ الْمَطَرِ لَا یُدْرٰی اَوَّلُہٗ خَیْرٌ اَمْ اٰخِرُہٗ (ترجمہ) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری امت مثل بارش کی ہے نہیں معلوم کہ اس کا پہلا حصہ بہتر ہے یا آخر کا ۔

جامع الدرر میں ہے قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ فِیْ ھٰذِہٖ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا اَمْرَ دِیْنِھَا۔ (ترجمہ) ارشاد فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر صدی کے شروع میں اس امت سے اللہ تعالٰے ایک مجدد کو بھیجتا رہیگا۔ جو دین کو نئے سرے سے درست کرتا رہیگا ۔

جمع الجوامع میں امام سیوطی نے نقل کیا ہے۔ کہ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَکُوْنُ رَجُلٌ فِیْ اُمَّتِیْ یُقَالُ لَہٗ صِلَۃٌ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ بِشَفَاعَتِہٖ کَذَا وَکَذَا (ترجمہ) ارشاد فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میری اُمت میں ایک شخص صلہ ہوگا (یعنے مخلوق کو خالق سے ملانے والا یا شریعت کو طریقت کے ساتھ جمع کرنے والا) جس کی شفاعت سے اتنے اتنے یعنی بیشمار آدمی جنت میں داخل ہونگے۔ دونو معنے کے لحاظ سے آپ کی ذات بابرکات صلہ اور مصداق حدیث ہے ۔

دوسری حدیث روضہ قیومیہ میں درج ہے کہ یُبْعَثُ رَجُلٌ عَلٰی اَحَدِ عَشَرَ مِائَۃِ سَنَۃٍ ھُوَ نُوْرٌ عَظِیْمٌ اِسْمُہٗ اِسْمِیْ بَیْنَ السَّلَاطِیْنَ الْجَابِرِیْنَ وَیَدْخُلُ الْجَنَّۃَ اُلُوْفًا (ترجمہ)

گیارہویں صدی کے شروع میں دو جابر بادشاہوں کے درمیان ایک شخص بھیجا جائیگا۔ وہ میرا ہم نام اور نور عظیم الشان ہوگا۔ اور ہزاروں آدمیوں کو اپنے ساتھ جنت میں لیجائیگا۔

آپ کی نسبت اولیاء سابقین کی بشارتیں

حضرت غوث پاک کا ارشاد

۵ جناب غوث اعظم نے خبر دی ان کی آمد کی۔ ظہور ہو جائیگا الف ثانی کا چنانچہ روضہ قیومیہ میں دیگر کتب معتبرہ سے منقول ہے۔ کہ ایک روز حضرت غوث پاک اعظم رضی اللہ عنہ کسی جنگل میں مراقبہ فرما رہے تھے۔ یکایک ایک نور آسمان سے ظاہر ہوا اس سے تمام عالم منور ہو گیا اور الہام ہوا کہ آپ سے پانسو سال کے بعد جبکہ عالم میں شرک و بدعت پھیل جائیگی۔ ایک بزرگ وحید امت پیدا ہوگا۔ وہ دنیا سے شرک و الحاد کے نام کو نابود کر دیگا۔ دین محمدی کو نئے سر سے تازگی بخشیگا۔ اس کی صحبت کیمیائے سعادت ہوگی اس کے صاحبزادہ اور خلفاء بارگاہ احدیت کے صدر نشین ہوں گے اس کے بعد آپنے اپنے خرقہ کو خاص اپنے کمالات سے مملو کر کے اپنے صاحبزادہ سید تاج الدین عبدالرزاق رضی اللہ عنہ کے تفویض کیا۔ اور ارشاد فرمایا۔ کہ جب ان بزرگ کا ظہور ہو یہ ان کے حوالہ کرنا اس وقت سے صاحبزادہ صاحب کی اولاد میں وہ خرقہ یکے بعد دیگرے اسی طرح سپرد ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ ۱۰۱۳ھ میں حضرت پیران پیر آپ کے پوتے سید شاہ سکندر قادری نے آپ کے حوالہ کیا جس کا مفصل بیان انشاء اللہ آگے آئیگا۔

حضرت شیخ احمد جام کا ارشاد

مقامات شیخ الاسلام احمد جام قدس سرہ العزیز میں مذکور ہے کہ شیخ قدس سرہ العزیز نے ارشاد فرمایا میرے بعد سترہ آدمی میرے ہم نام پیدا ہوں گے ان سب کے آخر کے صاحب جو مجھ سے (۴۰۰) سال بعد پیدا ہونگے سب سے افضل ہونگے۔

شیخ کے فرزند شیخ ظہور الدین قدس سرہ العزیز نے اپنی کتاب رموز الواثقین میں لکھا ہے۔ کہ "تا آخیر عمر تک میرے باپ کے ہاتھ پر چھ لاکھ آدمیوں نے بیعت کی تھی۔ میں نے ان سے عرض کیا۔ کہ اکثر مشائخ کبار کے حالات کتابوں میں مرقوم ہیں۔ مگر آپ کے حالات سب سے ممتاز ہیں۔ آپنے فرمایا آپ سے چار سو سال بعد ایک بزرگ میرا ہمنام پیدا ہوگا اس کے حالات مجھ سے کہیں افضل اور مثل اصحاب کبار ہونگے۔

حضرت مولانا جامیؒ کا ارشاد

نفحات الانس میں مولانا جامیؒ نے بھی شیخ احمد جامؒ کا مقولہ مذکورہ بالا نقل کیا ہے۔ اور شیخ کی سنہ وفات ۵۳۶ھ تحریر کی ہے۔ چونکہ حضرت امام ربانی کا ظہور ۹۷۱ھ میں ہوا جو زمانہ شیخ سے پورے چار سو سال بعد ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ وہ بزرگ آپ ہی ہیں۔

حضرت داؤد قیصری کا ارشاد

حضرت داؤد قیصریؒ شارح فصوص الحکم مقدمہ قیصری کی دوسری فصل میں لکھتے ہیں کہ ہر ایک اسم اور کوکب کا دورہ ہزار سال کا ہوتا ہے چنانچہ اولوالعزم نبیوں کی شریعت کا زمانہ

Marfat.com

بھی ہزار سال کا ہے۔ اُس امت میں بھی ہزار سال بعد ایک نائب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوگا وہ دین کی اصلاح اور درستی کریگا۔

حضرت خلیل اللہ بدخشی کا الہام

مقامات شیخ خلیل اللہ بدخشی میں مذکور ہے کہ شیخ نے ایک روز فرمایا سبحان اللہ سلسلہ خواجگانِ نقشبند میں ایک عزیز افضل ترین اولیاء امت ملک ہند میں پیدا ہونے والے ہیں۔ ان سے شرف ملاقات نہ ہوسکنے کا مجھ کو افسوس ہوگا انہوں نے ایک خط بطور عرضداشت آپ کے نام تحریر کیا۔ اور اپنے خلیفہ خواجہ عبدالرحمن بدخشی کو دیا۔ جو ۱۰۲۲ھ ہجری المقدس میں آپ کے حضور میں پیش کیا گیا۔ اُس میں آپ سے دعا کے لئے استدعا کی گئی تھی۔ آپ نے ملاحظہ فرما کر اُن کے لئے دعا فرمائی۔ اور کہا کہ شیخ خلیل اللہ کا مقام کبار اولیاء امت میں نظر آتا ہے۔

دیگر مشائخ کرام کے الہام

حضرت شیخ سلیم چشتی اور شیخ نظام نارنولی اور شیخ عبداللہ سہروردی اکابر اولیاء ہندوستان کی خدمات میں لوگ آ آ کر اکبر بادشاہ کی بددینی اور گمراہی کی شکایت کرکے ترقی اسلام کی دعا کے لئے خواستگار ہوا کرتے تھے۔ یہ اولیاء وقت جب توجہ باطنی فرماتے تو الہام ہوتا کہ عنقریب ایک امام وقت مجدد اسلام کا ظہور ہوگا۔ وہ سب بددینی اور ضلالت کو دفع فرمائیگا اور قیامت تک اس کا نور باقی رہیگا۔

شیخ عبدالقدوس گنگوہی کا ارشاد

جناب مخدوم کے بیعت کے وقت شیخ نے فرمایا تھا کہ آپ کی پیشانی میں ایک ولی برحق کا نور جلوہ گر ہے اُس سے شرق و غرب روشن ہونگے۔ بدعت و ضلالت دور ہوگی۔ میں اگر اس وقت تک زندہ رہا۔ تو اس کو وسیلۂ قرب الٰہی گردانونگا۔

منجمین کی پیشگوئی

روضۂ قیومیہ میں مفصل مندرج ہے کہ محرم ۹۷۱ھ میں نواب خان اعظم رکن سلطنت کے دربار میں نجومی جمع ہوئے اور بالاتفاق سب نے یہ کہا کہ تین دن سے ایک ستارہ طلوع ہوا ہے جو حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے اس وقت تک کبھی اور نہ نکلا تھا اُس کے بعد نتائج ظاہر ہونگے کہ کوئی مردِ خدا اسلام کو دوبارہ تازگی بخشیگا۔

ارکان سلطنت کی خوابیں

ارکانِ سلطنت اکبری شیخ سلطان اور خان اعظم اور مدار المہام سید صدر جہان نے چند خوابیں اس بارہ میں دیکھیں۔ ان کی تعبیر کے لئے حضرت شیخ جمال اکبر الاولیاء کی خدمت میں عرض کرایا۔ تو انہوں نے ارشاد فرمایا۔ سرہند سے جو نور کا ظہور دیکھا ہے۔ وہ کسی ولی برحق کی ولادت ہے۔ اور بگولوں کا دور ہونا اور بچھوؤں کا مارا جانا کفر و بدعت کا دور ہونا ہے۔

حضرت مخدوم کا کشف

حضرت مخدوم عبدالاحد قدس سرہٗ العزیز آپکے والد ماجد نے ایک روز مراقبہ میں دیکھا۔ کہ عالم میں تاریکی پھیل گئی ہے۔ خوک و بندر اور ریچھ لوگوں کو ہلاک کررہے ہیں۔ ایک نور اُن کے سینہ سے نکلا جس سے جہان روشن ہوگیا۔ اور برق خاطف نے نکلکر سب درندوں کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔

Marfat.com

پھر کیا دیکھتے ہیں۔ کہ ایک تخت پر کوئی بزرگ مسند نشین ہیں۔ اس کی چاروں طرف بہت سے نورانی آدمی اور ملائک مودب کھڑے ہیں ملحدوں، زندیقوں، ظالموں اور جابروں کو لالا کر انکے حضور میں پیش کر کے بکریوں کی طرح ذبح کر رہے ہیں۔ اور منادی ندا دے رہا ہے۔ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (ترجمہ) (حق آیا اور باطل بالکل پامال ہوا) آپنے یہ واقعہ حضرت شاہ کمال کیتلی سے عرض کیا۔ آپنے توجہ ملی اللہ کرکے فرمایا۔ کہ آپکے ایک فرزند گرامی جو افضل اولیاء امت ہوگا۔ پیدا ہوگا۔ اس کے نور سے شرک و بدعت کی تاریکی دور اور دین محمدی کو روشنی اور فروغ حاصل ہوگا۔

اکبر بادشاہ پر ایک جعلی کتاب کا نزول اور مجدد اسلام کی ضرورت

اکبر بادشاہ کے عہد میں جس قدر کفر و الحاد کو فروغ اور شریعِ اسلام کو ضعف اور انحطاط ہوگیا تھا۔ محتاج بیان نہیں۔ دربار کا ادب سجدہ تھا۔ اور بادشاہی کا مہر سجع جل جلالہ۔ ما اکبر شانہ تھا۔ وزیر ابوالفضل نے ایک کتاب بادشاہ کو لاکر دی اور کہا کہ آسمان سے آپکے واسطے فرشتہ لایا ہے۔ تاکہ آپ اس پر عمل کریں۔

بہ قدرت ہے کہ بے ابوالفضل مردک فرشتے نے نہ پائی راہ شہ تک
کتاب اتری تو ایسی لغو مہمل کہ ہر یک فقرہ بے معنی و معضل

چنانچہ اس کتاب میں ایک آیت یہ بھی تھی یَا اَیُّهَا الْبَشَرُ لَا تَذْبَحِ الْبَقَرَ وَاِنْ تَذْبَحِ الْبَقَرَ فَمَاوَاكَ السَّقَرُ (ترجمہ) اے بشر تو گائے کو ذبح مت کر۔ اور جو تو کریگا تو تھکانا تیرا جہنم میں ہوگا۔ شخصی طاقتیں بادشاہی مقابلہ سے عاجز تھیں۔ امداد غیبی کا ہر کس و ناکس کو انتظار تھا۔ اور امام وقت مجدد اسلام کے ظہور کے لئے سب چشم براہ تھے۔ **نظم**۔

گھٹا چھائی تھی بدعت کے یہاں نور ہدایت تھا زمانہ آپ کا مشتاق اسی شمس ولایت تھا
نگاہیں لگ رہی تھیں نور حق کب جلوہ گر ہوگا کھلے گا یا الٰہی کب وہ دروازہ عنایت کا

آپ کی ولادت باسعادت کا بیان

لکھ اے قلم خوشی سے ولادت جناب کی قیوم وقت شاہ ولایت مآب کی
غوث زمان و قطب زمن و امام دہر سرتاج اولیاء شہ گردوں قباب کی
کیا جوش پر بہار ہے لیل و نہار کی بینا بغل میں ماہ نے لی آفتاب کی
پھولے نہیں سماتے چمن میں گل و سمن نسرین نے نسترن کی دریدہ نقاب کی
تشریف لائے شہ کون و مکان شتاب راہیں بتلائیے ہیں صدق و ثواب کی

مشہور ہے کہ ۱۰ محرم ۹۷۱ھ شب جمعہ کو ایک نور عالمتاب آسمان سے ظاہر ہوا۔ اور تمام خلقت نے مشاہدہ کیا اسی تاریخ میں آپنے شکم مادر بزرگوار میں قرار پکڑا۔ عالم میں سرسبزی کے آثار

نمودار ہوئے۔ ارکانِ دین استوار ہوئے زمین و آسمان میں غلغلہ شادمانی بلند ہوا اور خطۂ ہند اس اعزاز سے ارجمند ہوا۔ نظم

شور تھا ہر سو کہ شاہِ خوش خصال آنے کو ہے
گلشن پیغمبری کا نونہال آنے کو ہے
ہے مجدد الف ثانی جس کا قطبوں میں خطاب
وہ امامِ حق بصد جاہ و جلال آنے کو ہے
دور کرنے کو جہاں سے شرک کی تاریکیاں
نورِ محبوبِ خدائے ذوالجلال آنے کو ہے
آن کر وہ نورِ سنت ہر طرف پھیلائے گا
نائب بر حق نبی بے مثال آنے کو ہے
اے صبا گر ہو گذر اس شاہ کے دربار میں
کہیو خدمت میں فقیر پر ملال آنے کو ہے

بعد گذرنے مدت حمل ۹ ماہ ۴ روز اس آفتاب جاہ و جلال انوار ذوالجلال ماحئ بدعت نے بوقت مسعود شب جمعہ کو بتاریخ ۱۴ شوال ۹۷۱ھ برج حمل سے مطلع شہر سرہند میں طلوع پایا۔ اور اپنے انوار جہان آرا سے عالم و عالمیان کو منور کیا۔ ہر گل و غنچہ پُر نور تھا اور ہر شگوفہ و بوٹا رشکِ طور تھا۔ نظم۔

نائب خیر الوریٰ پیدا ہوئے
نور چشم مرتضیٰ پیدا ہوئے
آج وہ پیدا ہوئے حق کے ولی
جن کے تھے مشتاق سب شیخ و صبی
محیئ احکام دین پیدا ہوئے
حامئ شرع متین پیدا ہوئے
وہ ہوئے پیدا کہ جن کی شان میں
آئیں ناطق ہوئیں قرآن میں
ہے وہ ذاتِ احمدی اسرار حق
جس سے ہیں پُر نور یہ چودہ طبق
صدق صدیقی ہے اُن سے پُر ضیا
عدل فاروقی میں آیا انجلاد
اور عثمانی حیا کا ہے ظہور
مرتضائی علم کا پھیلا ہے نور
مظہر انوارِ پاکِ مصطفےٰ
ہیں وہ بیشک سایۂ خاص خدا
اُن سے ہر سو ہو گئے روشن نجوم
قال صلی اللہ صحبی کالنجوم
اُن کے آتے ہی ضلالت کا نشان
مٹ گیا دنیا سے بے ریب و گمان

اثنائے ولادت کے واقعات آپ کی ولادت باسعادت کے وقت آٹھ واقعے پیش آئے جس کی تفصیل روضہ قیومیہ میں یہ مندرج ہے:-

(۱) کل اولیاء امت نے جمع ہو کر آپ کی والدہ ماجدہ کو مبارک باد دی۔ اور آپ کے مدارج عالیہ بیان کئے۔

(۲) آپ کے والد ماجد نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السّلام کو دیکھا کہ تشریف

لا کر آپ کے کانوں میں اذان و تکبیر کہی۔ اور آپ کے مدارج بیان فرمائے ۔

(۳) آپ کے والد ماجد نے انبیاء مرسلین اور اولیاء کاملین اور ملائک مقربین کو مع ستر ہزار علم سبز دیکھا اور آپ کے فضائل بیان کرتے ہوئے سُنا ۔

(۴) شیخ عبدالعزیز خلیفہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ العزیز آپ کی ولادت کے وقت سرہند شریف میں موجود تھے۔ آپ نے دیکھا کہ ملائک کا ہجوم ہے۔ اور سب آپ کے فضائل بیان کرتے ہیں ۔

(۵) شیخ ابوالحسن شیبی قدس سرہٗ آپ کی ولادت کے وقت سرہند شریف میں موجود ہے۔ آپ نے دیکھا کہ تمام انبیاء اور اولیاء جمع ہیں۔ ایک بزرگ نے منبر پر چڑھ کر بیان کیا۔ کہ جن فیوض و کمالات اس وقت تک علیحدہ علیحدہ اولیاء کر دئیے گئے تھے۔ آپ کو اس کا مجموعہ عطا کیا گیا ۔

(۶) آپ کی ولادت سے ایک ہفتہ تک مزار و مزامیر سب باجے بیکار رہے۔ بہت سے قوالوں مطربوں ارباب نشاط نے حیرت زدہ ہو کر توبہ کی ۔

(۷) صوفیان ارباب سماع و سرود کو آپ کی ولادت سے ایک ہفتہ تک کیفیت مسدود رہی کشف سے آپ کے فضائل اور مقامات عالی منکشف ہوئے۔ اسی بناء پر آپ کے ظہور کے بعد اس وقت تک کے باقیماندہ اولیاء نے آپ کی طرف رجوع کیا ۔

(۸) آپ کی ولادت کے دن اکبر بادشاہ کا تخت اوندھا ہو گیا۔ ہر چند سیدھا کیا گیا۔ مگر سیدھا نہ ہوا۔ بادشاہ نے ایک ہیبت ناک خواب دیکھی۔ ہیبت زدہ ہو کر معبروں سے بیان کی۔ انہوں نے تعبیر دی۔ کہ کسی بزرگ کے ظہور سے آپ کے آئین میں تزلزل واقع ہو گا۔ چنانچہ ویسا ہی ہوا ۔

آپ کا زمانہ طفولیت بفضلہٖ بمتابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ مختون پیدا ہوئے۔ آپ عام بچوں کی طرح کبھی گریہ وزاری نہ فرماتے تھے۔ ہر وقت خندہ پیشانی رہتے۔ کبھی آپ برہنہ نہ ہوتے آپ بدن یا کپڑا کبھی نجس نہ ہوتا ۔

آپ اور حضرت شاہ کمال کیتھلی قادری ۔ ایک مرتبہ آپ زمانہ رضاعت علیل ہو گئے۔ آپ کے والد ماجد حضرت سیدہ کمال کیتھلی کو آپ کے اوپر دعا دم کرانے کی غرض سے بلا کر لائے۔ انہوں نے آپ کو ملاحظہ فرمایا اور جوش میں ذکر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس کی عمر دراز کرے۔ یہ عالم باعمل عارف کامل ہے۔ اور بہت سے بزرگ آپ اور مجھ جیسے اس کے دامن عاطفت میں مستفید ہونگے تاقیامت اس کا نور روشن رہیگا۔ اکثر اولیاء امت اس کی ولادت باسعادت کی خبر دے گئے ہیں۔ باخبر بزرگ اس کے ظہور کے منتظر اور چشم براہ تھے۔ بعدہ شاہ صاحب نے اپنی زبان مبارک آپکے دہن مبارک میں دیدی۔ آپ نے بہت زور سے اسکو چوسا۔ شاہ صاحب نے فرمایا۔ اہ۔ طریقہ قادریہ کی تو تمام نعمت

Marfat.com

اس کو پہنچ گئی ۔

آپ کا علمِ شریعت

آپ کا اپنے والد ماجد سے استفادہ

ابتداءً آپ نے کلام اللہ شریف حفظ کرنا شروع کیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ حافظ ہو گئے۔ پھر آپ نے اپنے والد ماجد سے علم ظاہر کی تحصیل شروع کی۔ ابواب فتح و کشائش آپ پر مفتوح ہو گئے۔ تحقیق کا مادہ پیدا تھا۔ مسائل مشکلہ بآسانی حل فرمانے لگے۔ چند ہی روز میں رسمی علوم کتب مروجہ کے درس سے آپ فارغ ہو گئے۔ دلکش عبارات میں بعض کتب پر حاشیے تحریر فرمائے ۔

آپ کے دیگر اساتذہ اور طریقہ کبرویہ کی اجازت

بعدہٗ دیگر علماء فحول مولانا کمال کشمیری سے سیالکوٹ جا کر عضدی وغیرہ چند کتب مشکلہ کا مطالعہ فرمایا۔ کشمیر میں شیخ یعقوب صرفی سے جو قطب وقت شیخ حسین خوارزمی کے خلیفہ تھے۔ آپ نے کتب احادیث سنا کر سند حدیث اور اجازت طریقہ کبرویہ سہروردیہ حاصل فرمائی۔ قاضی بہلول بدخشانی تلمیذ شیخ المحدثین ابن فہد سے جو بالآخر آپ کے مرید ہوئے۔ خلافت پائی۔ تفسیر واحدی مع دیگر مؤلفات واحدی اور تفسیر بیضاوی مع دیگر مصنفات قاضی بیضاوی اور صحیح بخاری مع متعلقات ثلاثیات وغیرہ مشکوٰۃ المصابیح و ترمذی شریف مع شمائل اور جامع صغیر و قصیدہ بردہ اور حدیث مسلسل بالاولیت کی اجازت حاصل فرمائی۔ سترہ سال کی عمر میں آپ فارغ التحصیل ہو گئے اور بشارت ہوئی۔ کہ آپ طبقہ محدثین میں داخل کئے گئے۔ اس کے بعد آپ مسند ہدایت پر متمکن ہوئے۔ مختلف ممالک سے صدہا طلبا جوق جوق آنے شروع ہوئے۔ رات دن درس و تدریس کا مشغلہ تھا۔ حلقہ حدیث و تفسیر گرم رہتا تھا۔ بہت لوگ فارغ التحصیل ہوئے ۔

ایک دو مرتبہ آپ کا دار الخلافہ اکبر آباد بھی جانا ہوا۔ ابوالفضل و فیضی سے ملاقات ہوئی۔ ان کو راہِ راست پر لانے کے لئے تلقین فرمائی۔ بعدہٗ واپس وطن الوف ہوئے ۔

سند مصافحہ

آپ نے حاجی عبدالرحمٰن بدخشی سے مصافحہ کیا۔ انہوں نے حافظ سلطان ادھمی رح سے انہوں نے شیخ محمود سے انہوں نے شیخ عبد معمن حبشی سے۔ انہوں نے آں حضرت صلعم سے۔ یہ ان میں سے ایک صاحب جنّا ہیں ۔

آپ کا علمِ طریقت

آپکا اپنے والد ماجد سے خلافت پانا

اولاً آپ اپنے والد ماجد حضرت مخدوم عبدالاحد قدس سرہ العزیز کے مرید ہو گئے اور آپ نے ان کی صحبت کیمیا خاصیت کو لازم پکڑا۔ ریاضت اور عبادت میں مشغول ہوئے اور انہوں نے ۱۵ سلاسل میں آپ کو خلافت عطا فرمائی ۔

دیگر کمالات اور نسبت فردیت

آپ نے حضرت مخدوم ان کے مختصہ علوم تعلیم کتب تصوف عوارف المعارف

Marfat.com

اور فصوص الحکم حاصل فرمائی ۔ اور نسبت فردیت و توفیق عبادات جو اُن کو اُن کے شیوخ سے پہنچی تھی حاصل فرمائی ۔ چنانچہ اس کو آپ نے اپنی کتاب مبدء و معاد میں ذکر فرمایا ہے کہ "اس درویش کو دولتِ نسبتِ فردیت اپنے پدر بزرگوار سے حاصل ہوئی ۔ جو اور ان کو ایک بزرگ قوی الجذبہ کثیر الکرامات (یعنے شاہ کمال کینتلی قادری) سے حاصل ہوئے ۔ نیز اس درویش کو توفیق عبادات نافلہ کی امداد بھی اپنے والد ماجد سے ہی پہنچی ۔ جو ان کو ان کے چشتیہ طریق کے شیوخ سے حاصل ہوئی تھی ۔

آپ کے والد ماجد کا طریقہ نقشبندیہ کی توصیف کرنا

حضرت مخدوم قدس سرہٗ نے طریقہ نقشبندیہ کے جو فضائل اپنے بزرگوں سے سنے اور کتب میں دیکھے تھے کہ اس بادیہ کی شاہ راہ اور اس دائرہ کا مرکز طائفہ علیہ نقشبندیہ کے ہاتھ آیا ہے ۔ یہ ملک اس طائفہ کے بزرگوں سے خالی ہے ۔ اور افسوس ہے کہ ہم کو اس سلسلہ علیہ سے استفادہ کا موقع نہ مل سکا ۔

افضلیت طریقہ نقشبندیہ

طریقت کے اصول میں یہ بات داخل ہے کہ مرید اپنے پیر کو سب سے افضل سمجھے ورنہ فیض سے محروم رہتا ہے اس سلسلہ کے پیر اعلیٰ سیدنا ابوبکر صدیق ہیں جن کی شان یہ ہے کہ افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق پس آپ کی نسبت ایسا اعتقاد رکھنے سے شریعت اور طریقت دونوں کی تکمیل ہوتی ہے ۔ علاوہ ازیں اس طریقہ کے تمامی اصول و فروع میں اتباع سنت و اجتناب بدعت بدرجۂ کامل ہے یعنے اصحاب کبار کا سا لباس ہے انہیں کی سی معشرت ویسے ہی اذکار و اشغال ۔ وہی محاسبۂ نفس اور ہر دم کی حضوری وہی آداب شیخ ویسی ہی کم ریاضتی ۔ اور فیضان کثیر اور کمالات ولایت کے علاوہ کمالات نبوت کی بھی تعلیم ۔ نہ اس میں چلہ کشی ہے ۔ نہ ذکر بالجہر ۔ نہ سماع بالمزامیر ۔ نہ قبور پر روشنی نہ غلاف و چادر اندازی ۔ نہ ہجوم عورات نہ سجدۂ تعظیمی ۔ نہ سر کا جھکانا ۔ نہ بوسہ دینا ۔ نہ توحید وجودی و دعوی انا الحق و ہمہ اوست ۔ نہ مریدوں کو پیروں کی قدمبوسی کی اجازت ۔ نہ مرید عورتوں کی اُن کے پیروں سے بے پردگی + نظم

کیا سلسلوں میں سلسلہ نقشبند ہے	جو نقشبند ہے وہ یقین حق پسند ہے
جس کہ حصول سلسلہ نقشبند ہے	واللہ ارجمند ہے وہ ارجمند ہے
طالب کو استواری ایمان ہے نصیب	جس کے سبب سے مرتبہ اس کا دوچند ہے
جولانگہ شریعت غرا میں دیکھئے	کس زور کس قیام سے ان کا سمند ہے
ایوانِ معرفت کی ترقی کے واسطے	سب سے سوا سرا ہے میں انکے کمند ہے

آپ کا سفر دہلی اور حضرت خواجہ باقی باللہ سے نیاز مندی

ہمیشہ سے آپ کو حج بیت اللہ اور زیارت روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شوق تھا اس لئے آپ ہمیشہ بے چین و بے آرام رہتے تھے ۔ کیونکہ

Marfat.com

آپ کے والد ماجد سن رسیدہ ہو گئے تھے۔ بوجہ ان کی خدمت کے آپ انکی مفارقت گوارا نہ کر سکتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کے والد نے ۱۰۰۷ھ میں وفات پائی۔ ۱۰۰۸ھ میں آپ نے حج کی غرض سے سفر کیا جب آپ دہلی پہنچے مولانا حسن کشمیری سے جو آپ کے دوستوں اور حضرت خواجہ باقی باللہ کے مخلصوں میں سے تھے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے آپ سے خواجہ صاحب کے کمالات کا اظہار کر کے ملاقات کرنے کے لئے تحریک کی۔ اور بیان کیا کہ حضرت خواجہ صاحب اس سلسلہ علیہ نقشبندیہ میں فرد و یگانہ ہیں۔ اور ہر چہار طرف دور دراز تک آپ کی نظیر نہیں۔ آپ کی ایک نظر میں وہ فیض طالبوں کو حاصل ہوتا ہے جو اور طریقوں میں بہت سے چلوں اور شاقہ ریاضت سے بھی کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔ چونکہ آپ نے اپنے والد ماجد سے سلسلہ علیہ نقشبندیہ و اکابر سلسلہ کے حالات سُنے اور کتابوں میں دیکھے تھے اور اس نسبت کی قابلیت و استعداد آپ بوجہ اتم رکھتے تھے۔ آپ مولانا کے ہمراہ حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور حضرت خواجہ صاحب کی یہ عادت نہ تھی۔ کہ کسی سے کوئی اپنی خواہش ظاہر فرماتے۔ البتہ آپ سے حضرت خواجہ صاحب نے خلافِ عادت خانقاہ شریف میں چند روز قیام کرنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ آپ نے ایک ہفتہ قیام کا وعدہ کیا۔ لیکن رفتہ رفتہ ایک ماہ دو ہفتہ کی نوبت پہنچ گئی۔

طریقہ نقشبندیہ میں آپ کی بیعت اور تلطف کا جاری ہونا

ابھی دو روز بھی نہ گذرے تھے کہ آثار حضرت و کشش حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کی نمودار ہوئی۔ اور آپ پر شوق انابت و اخذ طریقہ خواجگان علیہ الرحمۃ نے غلبہ کیا۔ یہاں تک کہ آپ نے حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ سے بیعت کے لئے درخواست کی۔ بمجرد عرض کرنے کے بلا استخارہ (خلافِ عادت) حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے آپ کو خلوت میں طلب فرما کر مرید کیا۔ ذکر قلبی تعلیم فرمایا۔ فوراً آپ کا دل ذاکر ہو گیا۔ اور آرام و حلاوت ذکر قلبی و التذاذ تمام حاصل ہوا۔ یوماً فیوماً ترقیاتِ عالیہ و عروجاتِ متعالیہ ظاہر ہونے رہے۔

حضرت خواجہ کا خاص واقعات آپ سے ظاہر فرمانا

بعد چند روز کے جب حضرت خواجہؒ نے آپ کے اندر آثارِ رشد و ارشاد و استعداد کامل معائنہ کئے خلوت میں آپ سے وہ حالات اور واقعات بیان فرمائے۔ جو آپ پر کئی سال پیشتر گذرے تھے۔

(۱) مرشدی حضرت خواجہ محمد آدم، مکنگی قدس سرہُ العزیز نے جب احقر سے ارشاد فرمایا۔ کہ ہندوستان جاؤ۔ وہاں تم سے اس سلسلہ شریفہ کا رواج ہوگا۔ میں نے چونکہ اپنے آپ کو اس کے لائق نہ پایا تو اضع کرنے لگا۔ آپ نے مجھے استخارہ کرنے کے لیے ارشاد فرمایا۔ حسب ارشاد استخارہ کیا۔ تو ایک طوطی کو ایک شاخ پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ میں نے اپنے دل میں یہ خیال کیا۔ کہ اگر یہ طوطی میرے ہاتھ پر آ بیٹھے تو مجھے اس سفر میں کشائش حاصل ہوگی۔ بمجرد اس خیال کے وہ طوطی میرے ہاتھ پر آ بیٹھی اور

Marfat.com

اور میں نے اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا۔ اس نے میرے منہ میں شکر ڈالی۔ صبح کو میں نے یہ واقعہ حضرت کی خدمت میں بیان کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ طوطی ہندوستان کا پرندہ ہے پس تمہارے دامن تربیت سے ایک ایسا شخص نکلیگا۔ کہ عالم اس کے نور سے منور ہوگا۔ اور اس سے تمہیں فائدہ پہنچیگا میں اس واقعہ کو آپ کے حال پر منطبق پاتا ہوں ٭

(۲) جب ہم تمہارے شہر سرہند پہنچے تھے۔ تو خواب میں دیکھا تھا۔ کہ میں ایک قطب کے جوار میں اُترا ہوں۔ مجھے اس کا حلیہ بھی بتایا گیا۔ میں صبح کو شہر کے گوشہ نشینوں اور درویشوں کی تلاش میں نکلا اور جن جن درویشوں کو دیکھا نہ وہ آثار پائے۔ اور نہ کسی میں علامات قطبیت ظاہر ہوئیں۔ میں نے کہا شاید اس شہر کا کوئی اور شخص اس امر کی قابلیت رکھتا ہو۔ جو آئیندہ ظاہر ہو۔ جب سے میں نے تم کو دیکھا۔ حلیہ اس کے موافق پایا۔ اور اس کی قابلیت بھی میں نے تمہارے اندر معائنہ کی ٭

(۳) میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا چراغ میں نے روشن کیا۔ اور اس کی روشنی ساعت بساعت بڑھتی گئی۔ اور لوگوں نے اس سے اور بہت سے چراغ روشن کئے۔ جب میں سرہند کے قرب و جوار میں پہنچا تو دشت و بیابان میں بہت سی مشعلیں روشن دیکھیں۔ اس واقعہ کو بھی میں تمہارے حالات سے متعلق سمجھتا ہوں۔ رہا یہ حال ان دو تین ماہ کے اندر جو کچھ آپ کو یمن و تربیت خواجہ خواجگان خواجہ بزرگ حضرت خواجہ باقی باللہؒ سے حاصل ہوا۔ اس کی تحریر و تقریر زیادہ ہو قلم قاصر ہے ٭

آپ کے بعض حالات خود آپ کے قلم سے

اپنے ایک طالب کی تحریص و ترغیب کے لئے جو اپنا حال بیان کیا ہے (وہ تبرکاً لکھا جاتا ہے) وَالقَلیل یدل علی الکثیر۔ جب اس درویش کو اس راہ کی ہوس پیدا ہوئی۔ تو عنایت الٰہی اس کی معین و مددگار ہوئی۔ کہ یہ فقیر ولایت پناہ حقیقت آگاہ ہادی طریق اندراج النہایۃ فی البدایۃ والی السبیل الموصل الی درجات الولایۃ مؤید الدین المرضی شیخنا و امامنا محمد الباقی قدس سرہ السامی کی خدمت میں پہنچا۔ جو خلفائے کبار سلسلہ علیہ نقشبندیہ سے ہیں ٭

تعلیم ذکر اسم ذات

اول اس درویش کو آپ نے ذکر اسم ذات کی تعلیم کی اور بطریق عادت زمینہ توجہ کی یہاں تک کہ فقیر کے قلب میں التذاذ تمام پیدا ہوا۔ اور کمال شوق و اشتیاق سے گریہ زاری کرنے لگا ٭

مدہوشی و فناء

ایک روز کے بعد بحالت بیخودی ایک دریائے محیط اور صور و اشکال عالم اس دریا کے سایہ میں نمودار ہوئے۔ رفتہ رفتہ اس کیفیت بیخودی نے اور بھی غلبہ کیا۔ کبھی ایک پہر تک رہتی اور کبھی دو پہر اور کبھی تمام شب۔ میں نے اپنے خواجہ صاحب کی خدمت میں یہ کیفیت بیان کی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ تم کو ایک قسم کی فناء حاصل ہوئی ہے۔ ؎

موج خاکی وہم و فہم و فکر ماست — موج آبی محو سکر است و فناست

مقام ظلال و فناء الفناء

اس کے بعد آپ نے ذکر کرنے سے منع کر دیا لیکن موجودہ ذکر کی نگاہداشت کرلے

Marfat.com

ارشاد فرمایا پھر دو روز کے بعد مجھے فنا مصطلح حاصل ہوئی۔ تو میں نے خدمت والا میں کیفیت عرض کی۔ ارشاد فرمایا کہ تمام عالم کو ایک دیکھتے ہو اور واحد و متصل پاتے ہو یا نہیں۔ میں نے عرض کی ایک پاتا ہوں فرمایا فنائے فنا میں یہ بات معتبر ہے۔ کہ باوجود اتصال ابدان بے شعوری حاصل ہوئی۔ اس رات مجھ پر بھی کیفیت گذری تھی۔ وہ سب میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی۔ اور کہا میں اپنے علم کو نسبت حق سبحانہٗ تعالےٰ اب حضوری میں پاتا ہوں ۞

مرتبہ علمی اس کے بعد ایک نور سیاہ رنگ کا ظاہر ہوا۔ جو تمام اشیاء کو محیط تھا۔ میں نے اس کی کیفیت بھی عرض کی۔ تو ارشاد فرمایا کہ انبساط جو اس نور میں دکھلائی دیتا ہے علم الٰہی ہے۔ کہ بواسطہ تعلق ذات حق سبحانہٗ ان اشیاء کے ساتھ جو بالا و پستی میں واقع ہیں منبسط ہے۔ لہٰذا اس انبساط کی بھی نفی کرنی چاہئے۔ اس کے بعد اس نور منبسط میں انقباض ظاہر ہوا۔ اور تنگ ہونے لگا۔ حتی کہ صرف ایک نقطہ کے برابر رہ گیا ۞

مقام حیرت و حضور نقشبندیہ فرمایا اس نقطہ کی بھی نفی کرنی چاہئے۔ اور حیرت میں آنا چاہئے۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ چنانچہ وہ نقطہ بھی زائل ہوگیا۔ اور حیرت ظاہر ہوئی۔ کہ اس مقام پر خود بخود شہود حق سبحانہٗ و تعالےٰ ہے۔ میں نے یہ کیفیت عرض خدمت کی۔ تو فرمایا یہی حضور نقشبندیہ ہے۔ اور نسبت نقشبندیہ عبارت اسی حضور و آگاہی سے ہے۔ اور اس حضور کو حضور غیبت بھی کہتے ہیں۔ یہی مقام اندراج النہایۃ فی البدایۃ کا ہے اس طریق میں طالب کو بمجرد اخذ نسبت یہ مقام حاصل ہوتا ہے۔ اور دوسرے طریقوں میں کسی کو اگر کچھ حاصل ہوتا ہے تو بڑے کسب و ریاضت اور محنت و مجاہدہ سے اس فقیر کو یہ مقام ابتدائے تعلیم ذکر سے اندرون دو ماہ چند روز حاصل ہوگیا ۞

مقام فنا حقیقی و شرح صدر اس کے بعد پھر ایک روز فنا و حاصل ہوئی۔ جسے فنا حقیقی کہتے ہیں۔ اور دل میں اس قدر وسعت پیدا ہوگئی۔ کہ تمام عالم عرش سے فرش تک اس کے پہلو میں رائی کے دانہ کے برابر دکھائی دینے لگا ۞

مقام حق الیقین و جمع الجمع اس کے بعد میں نے اپنے آپ کو اور ہر فرد عالم کو بلکہ ہر ہر ذرہ کو حق دیکھا ؎

ہر ذرہ کہ دیدیم جمال تو بدیدیم ہر جا کہ رسیدیم سر کوئے تو دیدیم

اس کے بعد ہر ذرہ عالم کو الگ الگ اپنا عین دیکھا اور اپنے آپ کو بلکہ ہر ذرہ کو اس قدر منبسط اور وسیع پایا۔ کہ تمام عالم بلکہ ایسے ایسے کئی عالم اس میں سما جائیں۔ اور میں نے اپنے آپ کو اور ہر ذرہ کو ایک نور منبسط پایا کہ اشکال و صور عالم اس میں مضمحل مثل لاشئے کے پائیں۔ اس کے بعد میں نے اپنے آپ کو بلکہ ہر ذرہ کو مقوم جمیع عالم پایا۔ جب میں نے یہ کیفیت حضرت خواجہ کی خدمت میں عرض کی۔ تو فرمایا۔ توحید میں مرتبہ حق الیقین یہی ہے۔ اور جمع الجمع عبارت اسی مقام سے ہے

Marfat.com

اس کے بعد صور و اشکال عالم کو جیسا کہ اول میں نے حق پایا اس وقت موہوم پایا اور نہایت حیرت پیدا ہوئی اور اس وقت مجھ کو فصوص الحکم کی عبارت جو میں نے حضرت والد ماجد سے سنی تھی یاد آئی اور فی الجملہ تسکین بخش اضطراب ہوئی۔ ھُوَ ھٰذَا اِنْ شِئْتَ قُلْتَ اِنَّہٗ اَیِ الْعَالَمُ حَقٌّ وَ اِنْ شِئْتَ قُلْتَ اِنَّہٗ خَلْقٌ وَ اِنْ شِئْتَ قُلْتَ اِنَّہٗ حَقٌّ مِّنْ وَجْہٍ وَ خَلْقٌ مِّنْ وَجْہٍ وَ اِنْ شِئْتَ قُلْتَ بِالْحَیْرَۃِ بَعْدَ التَّمْیِیْزِ بَیْنَھُمَا (ترجمہ) تو چاہتا ہے کہ تو کہہ کہ عالم حق ہے۔ یا کہہ عالم خلق ہے یا کسی اعتبار سے حق اور کسی اعتبار سے خلق یا امتیاز کر دونوں میں کہ یہ بہترین مرتبہ ہے۔ نظم۔

وحدت مطلق میں جان خلق و حق اک ہے
دیکھنا توحید ہے بولنا ترک ادب

پر ہے حقیقی دوئی عالم و حق میں ضرور
اس کے سوا احتمال کھول نہ زنہار لب

صوفیہ کا یاد رکھ قاعدۂ کلیہ
خلق نہ ہو جائے حق عبد نہ ہو جائے رب

مرتبہ فرق بعد الجمع

بعدہ میں نے آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر اپنا حال عرض کیا۔ ارشاد فرمایا ابھی تمہارا حضور صاف نہیں ہوا۔ تم اپنے کام میں مشغول رہو۔ یہاں تک کہ موجود و موہوم کے درمیان تم پر تمیز ظاہر ہو جائے۔ میں نے فصوص الحکم کی وہ عبارت جو مشعر بعدم تمیز ہے، پڑھ کر سنائی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ شیخ نے جو لکھا ہے۔ وہ مرتبہ کمال کا حال نہیں ہے۔ کیونکہ عدم امتیاز ابتدائی مقامات میں سے ہے۔ میں حسب الحکم اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ اللہ عزوجل نے آپ کی توجہ سے کامل دو روز میں موجود اور موہوم کے درمیان تمیز ظاہر کر دی یہاں تک کہ میں نے موجود حقیقی کو موہوم خیالی سے ممتاز فرمایا۔ اور صفات و افعال کو بھی موہوم محض پایا۔ اور خارج میں بجز ایک ذات موجود کے اور کچھ نہ دیکھا ؎

ذکر کن مذکور تا گردد عیان
نے کہ آن ذکرے کہ باشد بر زبان

جب یہ حالت میں نے عرض خدمت کی تو ارشاد ہوا۔ کہ مرتبہ فرق بعد الجمع یہی ہے اور انتہا یہیں تک ہے۔ اس مقام کو مشائخ طریقت نے مرتبہ تکمیل کہا ہے۔ انتہی کلامہ الشریف۔

نسبت مرادیت و محبوبیت

الحاصل آپ نے دقائق علیہ و واردات مرتبۂ احوال شریفہ بہت ہی تھوڑی مدت میں حاصل فرما لئے۔ جو اور سالکوں کو برسوں میں بھی حاصل نہیں ہو سکتے۔ ؎

چیزے کہ انبیا را حاصل نبود کلی
آن چیز بے مشقت آسان شدست ملوا

حضرت خواجہ صاحب نے اس کی یہ وجہ بیان فرمائی۔ کہ آپ میں نسبت محبوبیت و مرادیت ہے۔ اور اس نسبت والوں کو بمقابلہ مریدیت و محبیت کی نسبت والوں کے بلا محنت و مشقت بہت جلد سلوک طے ہوتا ہے ؎ کلیم مدہوش لن ترانی حبیب ما و رمن آرانی

ببین چہ فرق ست درمیانی میان ہر یک چنانکہ دانی

آپ کے متعلق حضرت خواجہ کے خیالات

چند ہی روز آپ کو حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں گذرنے پائے تھے۔ کہ آپ کی نسبت انہوں نے اپنے ایک دوست کے خط میں یہ الفاظ تحریر فرمائے :-

عبارت مکتوب

شیخ احمد مردیست از سرہند کثیر العلم قوی العمل روزے چند فقیر با او نشست برخاست کردہ عجائب بسیار از روزگار اوقات او مشاہدہ نمودہ آں ماند کہ چراغے شود کہ عالمہا ازو روشن گردد۔ الحمد للہ تعالیٰ احوالِ کاملہ او بمراتبہ یقین پیوستہ وایں شیخ مشار الیہ برادران واقربا دارد ہمہ مردم صالح واز طبقہ علماء چندے را دعا گوئے ملازمت کردہ از جواہر عالیہ دانستہ استعدادہائے عجیب دارند وفرزندان آن شیخ کہ اطفال اند اسرار الٰہی اند بالجملہ شجرہ طیبہ اند انبتہا اللہ نباتا حسنا و فقرا اباب استعدادہائے عجیب دارند "انتہی کلامہ الشریف"

ترجمہ

اہل سرہند سے ایک بزرگ شیخ احمد ہیں بڑے فاضل اور کثیر العمل عالم ہیں۔ فقیر نے چند روز انکی صحبت میں نشست و برخاست کر کے بہت سے عجائب روزگار کا مشاہدہ کیا۔ وہ ایک چراغ ہیں۔ جو ایک عالم کو منور کرینگے۔ الحمد للہ فقیر کے یقین میں کمالات جاگزین ہوگئے ان کے چند بھائی برادر بھی ہیں جو سب کے سب نیک اور بزرگ ہیں۔ کئی عالم ہر وقت ان کی خدمت کیمیا نما بیعت میں حاضر رہتے ہیں۔ انہوں نے آپ کی صحبت میں بڑی بڑی استعدادیں حاصل کی ہیں۔ شیخ کے صاحبزادہ جو ابھی بہت کم سن ہیں اسرار الٰہی ہیں۔ اور شجر طیبہ خدائے تعالیٰ ان کا اچھی طرح سے نشوونما کرے فقرا کے دل خدا سے ملنے کے دروازے ہیں۔ فقط۔

حضرت خواجہ کی جناب میں آپ کی عقیدت

آپ فرماتے ہیں۔ کہ جس روز میں حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور تعلیم طریقت شروع کی۔ مجھے یقین ہو گیا۔ کہ عنقریب حق سبحانہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے مجھے اِس راہ کی انتہا تک پہنچا دیگا۔ ہرچند میں اپنے نقص حال اور قصور اعمال پر نظر کر کے بموجب ع

چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

احتیاط کر کے اِن خیالات کی نفی کرتا تھا لیکن کسی طرح میرے دل سے یہ خیال نہ جاتا تھا بسا اوقات یہ بیت میری زبان پر جاری رہتی تھی۔ ؎

اگریں نورِ یکہ از تو بر دلم تافت || یقین دانم کہ آخر خواہمت یافت

اس کے بعد حضرت استغراق میں گئے۔ اور نہایت عجز و انکسار سے آبدیدہ ہو کر الحمد للہ فرمایا۔ اور خاموش ہو گئے ۔

آپ کو خواجہ صاحب کی جناب میں جو اعلیٰ اعتقاد تھی۔ اُس کی کیفیت خود آپ نے اپنی کتاب مبدء و معاد میں اس طرح تحریر فرمائی ہے۔ ہمارے حضرت خواجہ کے ساتھ ہر مرید اپنی اپنی لیاقت کے بموجب

علیحدہ علیحدہ عقیدت رکھتا تھا اور اسی کے بموجب ہر ایک فیضیاب ہوتا تھا۔ چنانچہ میرا عقیدہ یہ تھا کہ بعد زمانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایسی صحبت اور تربیت و ارشاد سوائے حضرت خواجہ صاحب کے کسی کو نصیب نہیں ہوا ہوگا۔ پس ہزار ہزار شکر ہے کہ مجھ کو میرے اعتقاد کے بموجب فیضان حاصل ہوا۔

حضرت خواجہ کی آپ پر عنایت

ایک روز کا آپ ذکر فرماتے ہیں۔ کہ جب میں حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اکثر اوقات از خود رفتگی جو علامت فنائیت ہے مجھ پر طاری ہوتی تھی۔ اور حضرت علیہ الرحمۃ نے میرے برادر طریقت شیخ تاج سنبھلی کو یہ حکم دے رکھا تھا کہ جملہ مریدین سے اُن کے کوائف و حالات دریافت کر کے آپکی خدمت میں بیان کیا کریں۔ لیکن میرے لئے خاص طور پر یہ حکم تھا کہ بلا کسی کی وساطت کے میں اپنے حالات خود عرض کیا کروں۔ بلکہ بعض وقت خود حضرت یاد کر کے دریافت فرماتے تھے۔ مگر میں بپاس ادب اکثر خاموش رہتا تھا اور کچھ نہ کہتا تھا۔ حتیٰ کہ ایک روز آپ نے خود فرمایا۔ کہ تم اپنے حالات کے بیان کرنے میں خاموش رہتے ہو۔ بیان کرنے میں کیوں تامل کیا کرتے ہو۔ اور میں یہ خیال کیا کرتا تھا۔ کہ میں کیا ہوں۔ اور میرے حالات ہی کیا ہیں۔ جو گوش گذار کروں۔ آپنے ارشاد فرمایا۔ کہ بلا کم و کاست جو کچھ واقعات پیش آیا کریں۔ بیان کیا کرو۔ اسی زمانہ میں اتفاقاً مجھے یہ ایک واقعہ پیش آیا کہ شیخ تاج کی طرف میں متوجہ ہوا اور تصرف کیا وہ بیخود ہو کر زمین پر گر پڑے۔ آپ کے اصرار فرمانے پر یہ واقعہ میں نے ظاہر کیا۔ سنتے ہی آپ کا حال متغیر ہو گیا۔ اور حاضرین جلسہ پر بہت دیر تک سکوت طاری رہا۔

آپ کو حضرت خواجہ سے خلافت

حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے بارگاہ حق سبحانہ تعالےٰ میں آپ جیسے قابل طالب اور لائق مرید کے تربیت پانے اور درجہ کمال تک پہنچنے کا شکریہ ادا کیا۔ اور آپ کے کمالات اور حالات کے محامد و تعریف و توصیف کر کے نیک ساعت میں خلعت خلافت سے آپ کو سرفرازی بخشی۔ اور آپ کے وطن مالوف سرہند شریف کی طرف مرخص فرمایا۔ آپ بموجب ارشاد پیر بزرگوار تربیت طالبین اور ہدایت سالکین میں مشغول ہوئے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں صدہا طالبوں کو معارف پناہ خدا آگاہ کر دیا۔

آپ کا دوسرا سفر دہلی اور حضرت خواجہ کی مزید عنایت

پھر آپکے سینہ فیض گنجینہ میں شوق دیدار جمال باکمال مرشد برحق موج زن ہوا۔ اور بغرض حصولِ ملازمت آپ سرہند سے دہلی آئے۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ آپ کی خیر مقدم کی خبر فرحت اثر سن کر مع خدام کابلی دروازہ تک استقبال کے لئے تشریف فرما ہوئے۔ اور نہایت ہی اعزاز و احترام کے ساتھ اپنے نور نظر اعظم الخلفا مروج الطریقہ کو اپنے ہمراہ خانقاہ شریف میں لا کر فروکش کیا۔ یہاں پہنچکر آپ کے کمالات اور حالات کو اس قدر عروج واقع ہوا کہ آپ کے استعداد عالی کے خصائص سے جواہر اور معارف ظہور پذیر ہوئے۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ خود اسی طرح سے اخذ

53399

Marfat.com

فرماتے تھے۔ کہ جیسے کوئی شاگرد استاد سے حدیث نقل کرتا ہے۔

حضرت خواجہؒ کے بعض خلفاء اور مریدین کے قلوب میں آپ کے جانب سے انکار پیدا ہوا۔ فوراً حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے بقوتِ باطنیہ اس کا ادراک فرمالیا ؎

بندگانِ خاص علام الغیوب — در جہان جان جواسیس القلوب

اور حضرت اُس پر غضبناک ہوئے اور ارشاد فرمایا۔ کہ اگر تم اپنے ایمان کی بقا اور سلامتی چاہتے ہو۔ تو اُن کی جناب میں باادب اور باعقیدت رہو کہ وہ مثل آفتاب ہیں۔ اور ان کے انوار میں ہم جیسے ہزاروں ستارے گم ہیں۔ یاد رکھو کہ اس امت میں جو چار بزرگ افضل ترین اولیاء ہیں یہ بھی اُنہیں میں سے ہیں۔ بسا اوقات حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ آپ کو برسر حلقہ بٹھاتے اور خود مع اپنے خلفاء و مریدین کے آپ کے حلقہ میں مستفیدانہ شریک ہوتے۔ اور بعد فراغت الٹے پاؤں واپس ہوتے۔ کہ آپ کی طرف پشت نہ ہو۔ اور اپنے جملہ خدام کو بھی یہی ہدایت فرماتے۔ کہ وہ اسی طرح ہمیشہ آپ کا ادب کیا کریں۔ اور آپ کے رتبہ کو ملحوظ کر کے اپنے باطن کو آپ کی طرف متوجہ رکھیں۔

ایک مرتبہ آپ نے حضرت خواجہؒ سے نہایت ادب کے ساتھ عرض کیا۔ کہ اس غلامانِ غلام کو حضرت کے اس طرز عمل سے نہایت ندامت اور شرمندگی ہے۔ ارشاد ہوا کہ ہم جو کچھ کرتے ہیں بموجب امر الٰہی ہے جس کی تعمیل پر ہم غیب سے مجبور ہیں۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کے ایک مرید خواجہ بیگی پر زیادہ عنایت مبذول ہوئی۔ تو فرطِ شفقت اُن سے آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ جب امام ربانی صاحب سرہند سے تشریف لائیں تو تم مجھ کو یاد دلانا۔ میں تم پر اُن سے توجہ کراؤں گا۔ ہفتہ عشرہ ہی میں تمہارا کام بنجائیگا۔ جب آپ دہلی تشریف لے گئے۔ تو حسب الارشاد حضرت خواجہؒ آپ نے توجہ فرمائی۔ اور ایک ہی توجہ میں خواجہ بیگی فائض المرام اور کامل العرفان ہو گئے۔

ایک روز کا ذکر ہے۔ کہ آپ حجرے میں آرام کر رہے تھے۔ کہ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ آپ کے ملنے کے لئے تشریف لائے۔ خادم نے چاہا۔ کہ آپ کو بیدار کر دے۔ حضرت خواجہؒ نے منع فرمایا۔ اور خود حجرہ کے دروازہ کے پاس آپ کی بیداری کے انتظار میں کھڑے ہو گئے۔ باوجودیکہ آپ گہری نیند سو رہے تھے۔ فوراً اُٹھ بیٹھے۔ اور چارپائی سے نیچے اُتر آئے۔ مثنوی۔

حالتِ من خواب را ماند گہے — خواب پندارد مرا اوراگمرہے

گفت پیغمبر کہ عَیْنَایَ تَنَامُ — لَا یَنَامُ الْقَلْبُ عَنْ رَبِّ الْاَنَامِ

اور مضطرب الحال ہو کر دریافت فرمانے لگے۔ کہ باہر کون صاحب ہیں۔ حضرت نے ارشاد فرمایا ”فقیر محمد باقیؒ ہے۔“ آپ فوراً ہی حاضر خدمت مبارک ہو گئے۔

Marfat.com

آپ کی سرہند شریف کو واپسی

جس قدر نعمت باطنی اور نسبتہائے عالیہ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کو حاصل تھیں ایثار کرکے سب آپ کو عطا فرمائیں ۔ اور لوائے ارشاد آپ کے سر مبارک پر رکھ کر تمام خلفاء کی ہدایت اور مریدین کی تربیت آپکے حوالہ کی ۔ بعدہٗ آپ کے وطن مالوف کی طرف آپ کو رخصت فرمایا ۔ مدت تک آپ سالکین راہِ خدا طالبین طریق صدق وصفا کی تعلیم وتربیت میں مشغول اور وہ آپ کی صحبتِ کیمیا خاصیت کے فیوض وبرکات سے مستفید رہے آپ اس زمانہ میں اپنے حالات عظیمہ اور مقامات عالیہ کی کوائف اور ترقیات مریدین وطالبین کے حالات سے اطلاع دیکر اپنے پیر بزرگوار سے تصحیح حالات فرماتے تھے ۔ پیر بزرگوار آپکے حالات کی قبولیت کی بشارت دیکر اپنے زیر تربیت سالکوں کی کوائف ذکر وشغل سے آپ کو مطلع فرماتے ۔ اور اُن کے بعض حالات کی کیفیات کو آپ سے استفسار فرماتے تھے ۔ آپ انکی قابلیت اور ترقیات کا وہیں سے ادراک کرکے جوابات صحیحہ تحریر فرماتے تھے ۔ حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ آپکے ادراک اور کشف صحیح کی تعریف وتوصیف تحریر فرماتے تھے ۔

آپ اور حضرت خواجہؒ کے آداب

باوجودیکہ آپ ایسے مقامات بلند ومراتب ارجمند سے سرفراز تھے ۔ مگر اپنے پیر بزرگوار کی ایسی رعایت ادب کرتے تھے ۔ کہ اس سے اور زیادہ متصور نہیں ہو سکتی ۔ صاحب زبدۃ المقامات لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کے خلیفہ حسام الدین اپنے پیر بھائی حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بہت سی تعریف وتوصیف کرنے کے بعد بیان فرماتے تھے ۔ کہ آپ باوجود علوم رتبت وکثرت فضیلت اپنے پیر دستگیر کے آداب کی کمال رعایت کرتے ہیں ۔ حضرت کے مریدوں میں آپ جیسا باادب نہ کوئی خلیفہ تھا ۔ اور نہ کوئی مرید ۔ یہی وجہ ہے کہ اور سب سے زیادہ برکات آپ کو نصیب ہوئیں ۔ چنانچہ ایک روز کا وہ ذکر کرتے ہیں ۔ کہ میں بموجب ارشاد حضرت خواجہؒ آپ کے بلانے کے لئے گیا ۔ جونہی میں نے آپ سے کہا ۔ کہ حضرت یاد فرماتے ہیں ۔ آپکے چہرہ کا رنگ فق ہوگیا ۔ اور خوف وبیم سے اس قدر مضطرب ہوئے کہ تمام بدن میں رعشہ پڑگیا ۔ اس وقت مجھ کو صوفیائے کرام کا وہ مقولہ یاد آیا کہ "نزدیکاں را بیش بود حیرانی"۔

حضرت غوث پاکؓ کے خرقہ کی حوالگی اور شاہ سکندر قادری سے آپکی خلافت

سابق میں مذکور ہوا ہے کہ قطب الوجود حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے اپنا خرقہ مبارک اپنے جانشین صاحبزادہ حضرت سید تاج الدین عبدالرزاق قدس سرہٗ العزیز کو آپکے حوالہ کرنے کے لئے تفویض فرمایا تھا ۔ اور آپ کے جانشینوں میں یکے بعد دیگرے امانتہً چلا آتا تھا ۔ وہ اسی سال آپ کے حوالہ کیا گیا ۔ اُس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت شاہ سکندر قادری قدس سرہٗ العزیز سے ان کے دادا حضرت شاہ کمال کیتھلی نے خواب میں ظاہر ہو کر فرمایا ۔ کہ اس خرقہ مبارک کے وارث جن کے لئے حضرت غوث پاکؓ نے وصیت فرمائی تھی ۔ شیخ احمد سرہندی ظاہر ہوگئے ہیں ۔ ان کے حوالہ کردو ۔ انہوں نے خرقہ شریف کے تفویض

Marfat.com

کرنے میں یہ خیال کرکے تامل کیا کہ گھر کی نعمت گھر میں ہی رہے تو بہتر ہے پھر دوبارہ آپ نے ظاہر ہو کر تاکید فرمائی پھر بھی انہوں نے ٹالا تیسری مرتبہ بحالت غضبانی ظاہر ہو کر متنبہ فرمایا۔ کہ اگر تم اپنی خیریت اور نسبت کی سلامتی چاہتے ہو تو خرقہ مبارک اس کے وارث کے حوالے کر دو۔ ورنہ تمہاری نسبت و کرامت سب سلب کر لی جائیگی۔ شاہ سکندر ہیبت زدہ ہو کر خرقہ شریف لیکر آپ کی خدمت میں تشریف لائے آپ بعد نماز صبح حسب عادت۔ حلقہ و ذکر و توجہ میں مشغول مراقبہ فرما رہے تھے آپ جب فارغ ہوئے شاہ صاحب نے خاندان عالیہ قادریہ کی خلافت آپ کو عطا کی۔ اور خرقہ مبارک آپ کے لئے تفویض فرمایا۔ آپ نے زیب تن مبارک کیا۔ نسبت قادریہ نے آپ پر غلبہ و استیلا کیا۔ نسبت نقشبندیہ مغلوب ہو گئی۔ بعدہ نسبت قادریہ کو غلبہ ہو گیا۔ ایسا ہی کئی مرتبہ ہوتا رہا۔

ارواح اولیاء کی آمد اور آپ کے لئے سابقت

اس اثناء میں روح مبارک حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ مع بزرگان سلسلہ تشریف فرما ہوئے۔ ان کے بعد روح پرفتوح حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند و حضرت امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہما مع بزرگان سلسلہ تشریف فرما ہوئے۔ دونو حضرات میں باہم اشارات ہوئے۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بچپن میں ہی بواسطہ ہمارے پوتے سید شاہ کمال قادری کے ان کی زبان چوس کر کامل فیض نسبت حاصل کیا ہے۔ لہذا ان پر ہمارے سلسلہ کی خدمت اور اشاعت کا بڑا حق ہے۔ حضرت خواجہ نقشبند رح نے فرمایا۔ کہ ہمارے طریق کا اتفاق اس وجہ سے ان پر زیادہ ہے کہ بتوسط ہمارے خلیفہ خواجہ باقی باللہ کے حضرت خاتم الرسل صلعم کی امانت معہودہ انہوں نے پائی ہے۔ دونو بزرگواروں کے ارواح طیبات میں یہی گفتگو ہو رہی تھی۔ کہ ارواح مقدسہ اکابر سلسلہ چشتیہ بھی تشریف فرما ہوئیں۔ انہوں نے بھی اپنا دعوےٰ مع دلیل پیش فرمایا کہ آپ کے بزرگوں کی نسبت آبائی واجدادی ہمارے سلسلہ کی ہے۔ اور آپ نے ہمارے ہی آغوش پرورش میں نشوونما پایا ہے۔ اور سب سے پہلے ہمارے ہی سلسلہ کی خلافت حاصل کی ہے۔ لہذا ہمارے سلسلہ کا حق سب سے زیادہ ہے۔ اس طرح ارواح عالیہ سہروردیہ کبرویہ طریق کے مشائخ عظام کی بھی تشریف فرما ہوئیں۔ انہوں نے بھی اپنا دعوےٰ مع دلیل پیش کیا۔ غرض کہ قاطبتہً جمیع سلاسل کے پیشتر مشائخ کا اجتماع ہو گیا۔ اور امر مابہ النزاع میں رد و بدل شروع ہوا۔ ہر ایک سلسلہ کے بزرگ آنجناب کی نسبت اپنے سلسلہ کے لئے خواہش کر رہے تھے۔ کہ آپ انہیں کے سلسلہ کے شیخ قرار دئے جائیں +

سرہند شریف میں اولیاء اللہ کا ہجوم اور آنحضرت صلعم کا فیصلہ فرمانا

مولانا ہاشم کشمی اور ملا بدرالدین اپنی اپنی تواریخ میں رقمطراز ہیں کہ اس وقت اولیاء امت کا سرہند میں ایسا ہجوم ہوا تھا۔ کہ شہر اور نواح شہر کے دیہات قصبات کے کوچہ و بازار ارواح اولیاء کرام سے پُر ہو گئے۔ ۱۱ر شعبان [illegible]ھ کی صبح سے آخر وقت نماز

ظہر تک یہی معرکہ رہا۔ بالآخر معاملہ حضرت خاتم المرسلین صلعم کی جناب میں فیصلہ کے لئے پیش ہوا اور خورشید رسالت نے ہر ایک بزرگ کو تسلی اور دلاسا دیکر فیصلہ فرمایا۔ کہ آپ سب بزرگوار اپنی اپنی کمالات نسبت بتمام و کمال اس بزرگ کے حوالہ کردیں۔ کہ یہ سب سلسلوں میں داخل ہوجائیں۔ اور تم سب کو علی التساوی حصہ ملے۔ مگر چونکہ سلسلہ نقشبندیہ خیر البشر بعد الانبیاء یعنی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ اور اس میں اتباع شدّت سُنّیہ و اجتناب بدعت نامرضیہ سب سے زیادہ ملحوظ ہے لہذا یہ سلسلہ خاص حضرت مجدد سے زیادہ تر مناسبت رکھتا ہے۔ پس یہ سلسلہ اور سلسلہ قادریہ سہروردیہ بپاس خاطر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ان سے زیادہ ترویج پائینگے۔ اور دوسرے سلاسل کبرویہ و چشتیہ بھی ان سے مروّج ہونگے"۔

سب طریقوں کی نسبت کا طریقہ مجددیہ میں شمول۔

پس جمیع مشائخ عظام نے اپنے اپنے کمالات اور نسبتیں آپ میں القا فرمائیں آپنے سب کو اپنے طریق میں امتزاجاً شامل کیا اور اُن کو اپنی نسبت خاصہ سے جو جناب باری تعالےٰ سے بوساطت رسالت پناہی صلعم آپ کو خصوصیت سے عطا ہوئے تھے ممتزج فرمایا۔ پس طریقہ مجددیہ تمام امت کے اولیا کے سلسلوں کو جامع ہے۔ اور اس طریق کے سالکوں کو ہر ایک سلسلہ کے اولیاء کا فیض حاصل ہوتا ہے۔ اور سب سلسلہ کے مشائخ کی عنایت اس کے شامل حال ہوتی تھی۔ چنانچہ حضرت قیوم اربعہ جملہ سلسلوں میں مرید فرماتے تھے۔ مگر بعد آپ کے بلحاظ اتباع شرع شریف سوائے نقشبندیہ و قادریہ طریقوں کے اور طرق میں مرید کرنے کی ممانعت ہوگئی۔ کہ بعض طریق میں سماع بھی درست ہے اور اس طریقہ میں ممنوع ہے

رباب و نغمہ و جملہ مزامیر بشد ممنوع از آیات و تفسیر

تعلیم نسبت قادریہ ایک روز کا ذکر ہے کہ ایک طالب صادق نے ذوق کیفیت طریقہ قادریہ کی خواہش ظاہر کی۔ آپنے اُن کو اپنی صحبت میں رہنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ وہ صاحب آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے آپ اُن پر نسبت اکابر قادریہ کا اضافہ کرنے لگے حتیٰ اُس کو دو تین روز گذر گئے۔ آپ کے اجل مریدین نے جو خوانِ نعمت نقشبندیہ کے ریزہ چین تھے اپنے احوال میں بستگی دیکھی۔ چار و ناچار اُن میں سے ایک صاحب نے اس بستگی اور قبض احوال کی آپ سے شکایت کی۔ کہ میں دو تین روز سے اپنی نسبت کو بیگانہ پاتا ہوں۔ نہیں معلوم مجھ سے کیا قصور سرزد ہوا۔ دوسرے درویش نے بھی آن کر اسی طرح کی شکایت کی آپ نے فرمایا۔ تم سے کوئی قصور سرزد نہیں ہوا۔ اس بستگی کی وجہ یہ ہے۔ کہ تم انوار اکابر نقشبندیہ رضی اللہ عنہم سے اقتباس کرتے ہو۔ میں ان صاحب کو دو تین روز سے نسبت اکابر قادریہ پہونچا رہا ہوں۔ اُس کے القا کا راستہ کھل رہا ہے۔ چونکہ تم اس نسبت سے مناسبت نہیں رکھتے ہو لا محالہ معطل ہو۔ جب ہم اپنی سیر کو اکابر خواجگان نقشبندیہ کی طرف رجوع کرینگے تو بستگی تمہاری دور ہوجائیگی چنانچہ ایسا ہی ہوا

آپ کا تیسرا سفر دہلی اور آپکے متعلق حضرت خواجہ کے ارشادات

تیسری مرتبہ جب آپ سرہند سے دہلی آئے حضرت خواجہ علیہ الرحمتہ نے بطور کشف اور اکثر بار ارشاد فرمایا کہ اب میرے بدن میں آثار ضعف اور ناتوانی بہت زیادہ ہو گئے ہیں اور اب حیات کی امید کم باقی ہے۔ اپنے صاحبزادگان خواجہ عبید اللہ رح اور خواجہ محمد عبید اللہ کو جو اس وقت شیرخوار تھے۔ آپ کے روبرو پیش کر کے القاء توجہ کے لئے ارشاد فرمایا۔ آپ نے اپنے مخدوم زادوں پر توجہات فرمائیں۔ اور اس کا اثر حضرت خواجہ علیہ الرحمتہ پر بھی ظاہر ہوا۔ بعدہٗ آپ نے حسب الارشاد والدہ مخدوم زادگان پر غائبانہ توجہ فرمائی۔ اس کے بعد حضرت خواجہ علیہ الرحمتہ نے آپ کی شان میں یہ فرمایا کہ:۔

(۱) میاں شیخ احمد کی طفیل سے ہم کو معلوم ہوا کہ توحید وجودی ایک تنگ کوچہ ہے اور شاہراہ طریقت اور ہی ہے ٭

(۲) میاں شیخ احمد ایک آفتاب ہیں۔ اور ہم جیسے کتنے ستارے اُن کی روشنی میں گم ہیں ٭

(۳) ہماری اور میاں شیخ احمد کی تمثیل خواجہ ابوالحسن خرقانی اور اُن کے مرید عبید اللہ انصاری کی ہے۔ کہ اگر پیر زندہ رہتے۔ تو اپنے مرید کے مرید ہوتے ٭

(۴) میاں شیخ احمد کمال مرادوں اور محبوبوں میں سے ہیں ٭

(۵) میاں شیخ احمد کی مانند آج زیر فلک کوئی نہیں ہے ٭

(۶) بعد صحابہ و تابعین میاں شیخ احمد کے مماثل معدودے چند بزرگ گذرے ہیں ٭

(۷) میاں شیخ احمد جامع قطبیت ارشاد و مدار ہیں ٭

(۸) الحمد للہ ہماری تین چار سال کی صحبت رائگاں نہیں گئی۔ شیخ احمد جیسے عزیز الوجود شخص نے تربیت پائی ٭

(۹) شیخ تاج آپکے پیر بھائی فرماتے ہیں۔ کہ حضرت خواجہ صاحبؒ نے آپکے موسومہ بعض مکاتیب میں جو الفاظ عزیز متوقف دیعنے سلوک میں رُکا ہوا شخص) تحریر کر کے اُس کا چارہ کار دریافت کیا۔ عزیز اس سے مراد خود ذات بابرکات حضرت پیر و مرشد تھے ٭

آپکے نام حضرت خواجہ رح کے بعض خطوط

علاوہ ان ارشادات کے حضرت خواجہ علیہ الرحمتہ نے آپکے نام جو مکتوب تحریر کئے ہیں۔ اُن سے آپکے مدارج عالیہ کے کمال کا اظہار ہوتا ہے۔ حرف دو مکتوبات مع ترجمہ بطور تبرک اس جا نقل کئے جاتے ہیں ٭

اصل مکتوب	ترجمہ
حق سبحانہ باعلے مرتبہ کمال برساند ؏	اللہ تعالٰے آپ کو کمال کے اعلےٰ مراتب پہنچائے
وللارض من کاس الکرام نصیب ؎	اور بزرگوں کے پیالہ میں زمین کا بھی حصہ ہوتا ہے

تکلف نیست زانچہ حقیقت آں نوشتہ مے شود پیر انصار قدس سرہ مے فرمود من مرید خرقانیم لیکن اگر خرقانی دریں وقت حی بود باوجود پیریش مرید وے من میکرد۔ ہرگاہ صفت آں بے صفتاں این باشد۔ گرفتاراں آثار صفات چرا جان فدائے لوازم طلب گارے نکنند واز ہر کجا بوئے بمشام ایشاں رسد در پے آں نروند۔ اکنوں تامل و اہمال ہا نہ از استغنائی و بے نیازی است موقوف باشارت است ؎

گر طمع خواہد ز من سلطان دین
خاک بر فرق قناعت بعد از ین

بارے نسخہ حال دا. اوہ ما این است خدائے عزوجل برآنچہ می باید مستعد اے گرداناد داز عیب و پندار خلاصی بخشاد۔ بقیۃ المقصود جناب سیادت مآب میر صالح نیشاپوری سلمہ اللہ اظہار طلب نمودند چوں دقت مقتضی این نبود و تضیع اوقات ایشان دادن از مسلمانی نمود لاجرم بصحبت شما فرستادہ شد انشاء اللہ تعالیٰ بقدر استعداد بہرہ مند میگوند توجہ و ملاطفت کامل یابند والدعاء

جو حقیقت حال ہے لکھی جاتی ہے۔ پیر انصار قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ میں حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی کا مرید ہوں۔ لیکن اگر اس وقت وہ موجود ہوتے تو باوجود پیری کے وہ میرے مرید ہوتے جبکہ ان بے صفتوں کی یہ صفت ہو آثار صفات کے گرفتار کس طرح سے اس جانفزائی کی طلبگاری نہ کریں اور جہاں کہیں سے ان کے دماغ میں خوشبو پہنچے اس کا پیچھا نہ کریں۔ اب دیر و تامل ہمارا بے پروائی اور بے نیازی سے نہیں ہے بلکہ موقوف اشارہ پر ہے۔

گر طمع خواہد ز من سلطان دین
خاک بر فرق قناعت بعد ازین

اب تو موقع بھی ایسا ہے اور ارادہ بھی یہی ہے کہ خدا اس کو مہیا کر دے۔ اور غرور اور خود پسندی سے نجات دے جناب سیادت مآب میر صالح نیشاپوری نے اپنا باقیماندہ مقصود کی طلب کا ظاہر کیا جبکہ وقت اس کا مقتضی نہ تھا۔ انکے اوقات کا ضائع کرنا مسلمانی سے بعید معلوم ہوا۔ لہذا ان کو آپ کی صحبت میں روانہ کیا گیا۔ انشاء اللہ تعالیٰ بموجب اپنی استعداد کے بہرہ یاب ہونگے اور کامل توجہ اور مہربانی حاصل کرینگے۔ والسلام

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اس مکتوب شریف کا نہایت عاجزی اور انکساری سے جواب ادا کیا تھا جو آپ کے مکتوبات شریف کی جلد اول میں موجود ہے۔ دوسرا خط کئی ماہ کے بعد حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے آپ کے نام ارقام فرمایا تھا۔ وہ بھی مع ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

اصل مکتوب

اللہ تعالیٰ فقراء و مساکین در ماندہ را از برکات برگزیدگان بہ رہائی برساناد۔ مدتیست کہ عرض نیاز مندی بدرگاہ ولایت نکردہ ام۔ آرے ایں یک کلمہ را قاصدان صادق حال مے توانند شد

ترجمہ

اللہ تعالیٰ فقراء اور مساکین کو اپنے برگزیدوں کی برکت سے رہائی تک پہنچا دے۔ مدت گزری کہ درگاہ ولایت پناہ میں عرض نیازمندی نہیں کی ہاں اس کلمہ کو سچائی اٹھانے والے قاصد اٹھا سکتے ہیں

الحمد للہ این قسم خود صورت می بندد دیگر چہ نویسیم سخن درویشان بحضرت شما نوشتن نہایت بے شرمی است حکایت اوضاع صوفیہ بسیار بیجا الغرض ما را ضد خودی باید دانست و از فضول احتراز باید کرد۔ والدعاء

الحمد للہ کہ یہ قسم خود صورت پیدا کرتی ہے۔ اور اس کے سوا اور کیا لکھوں۔ درویشوں کی باتیں آپ کی خدمت میں لکھنا نہایت بے شرمی ہے اور ظاہری وضع کی باتیں لکھنا بہت ہی بیجا ہیں الغرض ہمیں اپنی ضد جاننی چاہیئے اور فضول سے احتراز کرنا چاہیئے۔ اور دعا۔

آپ کی سرہند شریف کو واپسی و سفر لاہور

اس کے بعد آپ اپنے وطن مالوف کی طرف رخصت ہوئے اور بموجب ارشاد پیر بزرگوار چند روز وہاں قیام فرما کے عازم شہر لاہور ہوئے۔ آپ کے فیضان علم اور کمالات تام کی بڑی شہرت ہوئی عمائد۔ علماء حضرت مولانا جمال الدین تلوی اور دیگر فضلا مثل مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی وغیرہ آپ کے حلقہ بیعت و ارادت میں داخل ہوئے۔ اور اکثر مشائخ وقت نے آپ سے فیض حاصل کیا مولانا جمال الدین تلوی کو آپ سے بیعت کرنے سے پہلے واقعات پیش آئے۔ کہ وہ منکرین مسئلہ وحدۃ الوجود تھے۔ آپ کی خدمت میں مباحثہ کی غرض سے آئے تھے۔ آپ نے خلوت میں لیجا کر ایک آن کی آن میں مقام توحید انکو دکھا دیا۔ اسی وقت اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے۔ اور آپ کے مرید ہوئے ؎

در دروں یک ذرہ نور عارفی بہ بود از صد معرف صوفی

حضرت خواجہ کی خبر وصال اور آپ کی لاہور سے روانگی

آپ لاہور میں مقیم اور سرگرم حلقہ ذکر و شغل تھے۔ کہ خبر وحشت ملی کہ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کا کچھ دنوں کی علالت کے بعد بتاریخ ۲۵ جمادی الآخر سنہ ۱۰۱۲ ہجری دہلی میں وصال ہوا۔ آپ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن کہتے ہوئے بے اختیار بحالت اضطرار وہاں سے دہلی کو روانہ ہوئے۔ گو راستہ میں شہر سرہند واقع ہوا اور مکان آیا مگر آپ گھر تک نہ گئے۔ بغیر اپنے اہل و عیال سے ملے بشبانہ روز چلکر دہلی پہونچے اور مزار مرشد برحق کی زیارت کی اپنے مخدوم زادوں اور پیر بھائیوں کو صبر دلاسا دلایا۔ سب نے دہلی میں قیام فرمانے کے لئے آپ سے التماس کی۔ آپ نے چند روز قیام فرما کر ان کے شکستہ دلوں کو مراحم عنایت سے تشفی بخشی۔ تربیت و ارشاد سلوک کو بمقابلہ عہد حضرت پیر مرشد قبلہ بہت زیادہ فروغ ہوا۔ بموجب وصیت حضرت خواجہ مریدین و خلفاء خواجہ آپ کے حلقہ ذکر میں مثل مریدین کے شریک ہو کر استفادہ کرتے اور آداب عقیدت نیازمندانہ بجا لاتے تھے۔

آپ کے بعض ناتجربہ کار پیر بھائیوں کی ایک حرکت

اس درمیان میں بعض حاسدوں یا ناتجربہ کار مریدوں نے حضرت خواجہ صاحب کی جناب مجدد علیہ الرحمۃ سے استفادہ فرمانے پر نکتہ چینی شروع کی۔ جو آپ کے خلاف مزاج ہوئی اور بعض خام کار پیر بھائی آپ سے منحرف ہو گئے۔ ہر چند کہ آپ نے وعظ و پند سے ہدایت فرمائی۔ لیکن کچھ اثر نہ ہوا۔ آپ نے بعض کی نسبت اور کمالات سلب فرمائے پھر بھی کوئی متنبہ نہ ہوئے۔ اس کے بعد آپ

Marfat.com

راہی وطن شریف ہوئے +

خاطیوں کی توبہ و معذرت

شیخ تاج الدین سنبھلی نے جو حضرت خواجہ صاحب کے خلیفہ اور ان منحرف لوگوں کے سرغنہ تھے اپنی نسبت کو سلب پا کر آپ کے خلاف ختم پڑھنے شروع کئے۔ ان پڑھنے والوں میں ایک شخص نے جو صاحب کشف تھا یہ دیکھا کہ ہم میں سے ہر ایک نے ایک ایک چراغ روشن کیا۔ ناگاہ تند ہوا کا جھونکا آیا۔ بجلی چمکی۔ یک لخت سب چراغ بجھ گئے۔ اور غیب سے ندا آئی کہ حضرت مجدد الف ثانی کے مخالفین کے حسد کے یہ چراغ تھے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عتابی توجہ سے خاموش اور نیست و نابود کر دئے گئے، یہ واقعہ پیش آتے ہی سب منکرین حیران و سرگردان رہ گئے۔ خود شیخ تاج نے خواب میں دیکھا کہ ایک عظیم الشان محفل ہے۔ اکابر اولیاء اس میں تشریف فرما ہیں۔ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ العزیز صدیقین میں ہیں۔ ان میں سے ایک بزرگ نے شیخ سے خطاب فرمایا۔ کہ تمہاری نسبت کی سلب اور بربادی کا باعث حضرت مجدد صاحب کی طرف اشارہ کرکے، ان کی مخالفت ہے۔ علاوہ شیخ تاج کے اس قسم کی خوابیں اوروں کو بھی ظاہر ہوئیں۔ الحاصل شیخ تاج نے خلیفہ خواجہ حسام الدین احمد اور مولانا محمد ؒ کو جو حضرت خواجہ کے داماد تھے۔ نہایت تضرع کے ساتھ اپنی غلطی سے آگاہ اور خواب کی کیفیت سے مطلع کرکے استدعا کی۔ کہ سب کی طرف سے آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سے معافی کی درخواست کریں +

خاطیوں کی معافی

خواجہ حسام الدین احمد۔ نے بھی مراقبہ میں دیکھا۔ کہ آنحضرت صلعم رونق افروز ہیں۔ اور خطبہ فرما رہے ہیں۔ اس میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی تعریف و توصیف کرکے آپ کی مجددیت اور قیومیت کی تصدیق فرما رہے ہیں۔ آپ نے اس واقعہ کا بھی اپنے ان منکر پیر بھائیوں سے ذکر کیا۔ سب نے توبہ و استغفار کرکے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی طرف رجوع کیا۔ شیخ تاج نے ایک درخواست اپنی اور دیگر پیر بھائیوں کی خطاء کی معذرت کے متعلق آپ کی خدمت میں تحریر کی۔ اور جب آپ حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے عرس کی تقریب میں دہلی تشریف لائے۔ مع کل منکرین ننگے سر اپنی اپنی دستاریں اپنے اپنے گلوں میں ڈالے ہوئے آپ کے استقبال کے لئے دہلی سے کئی میل تک حاضر ہوئے۔ اور اپنے قصور کی صدق دلی سے معافی چاہی۔ آپ نے براہ اخوت سلسلہ ترحم فرما کر کے سب قصورات کو معاف فرما دیا۔ نظم

کیا اولیاء میں شانِ مجدد بلند ہے — قطبوں میں اور غوثوں میں وہ ارجمند ہے
منکر ہے شیخ احمد سرہندی کا وہی — دروازہ جس پہ فیضِ الٰہی کا بند ہے
جو اعتقاد رکھتے ہیں انکی جناب میں — ہاں انکا دو جہان میں رتبہ بلند ہے.
صدیق ؓ سے عروج و مجدد پہ ہے نزول — کیا مستند یہ سلسلہ نقشبند ہے.

آپ کے شیوخ اور سلاسل

آپ نے پانچ مرشدوں سے فیض پایا۔ اور خلافت حاصل کی +

(۱) حضرت شیخ یعقوب صرفی کشمیری ؒ۔ ان سے آپ نے سوائے تحصیل علم ظاہری طریقہ کبرویہ سہروردیہ

میں خلافت بھی پائی۔ شجرہ حسب ذیل ہے +

یعقوب چرخی۔ کمال الدین بین خوارزمی ۔ حاجی محمد خبوشانی ۔ شاہ بندہ ای رشید ابن امیر عبداللہ خواجہ اسحاق جیلانی ۔ سید علی ہمدانی ۔ شیخ محمود مزدقانی ۔ علاوالدولہ سمنانی شیخ عبداللہ المغربی شیخ احمد جوزقانی شیخ علی الالعلا شیخ مجددالدین بغدادی ۔ شیخ نجم الدین کبرائی +

(۲) حضرت حاجی عبدالرحمن بدخشی کابلی معروف بہ حاجی رمزی ۔ ان سے آپ نے مصافحہ کیا ۔ اور انہوں نے اپنے شیوخ سے ۔ پس سند مصافحہ حسب ذیل ہے :۔

حاجی عبدالرحمن بدخشی کابلی معروف بہ حاجی رمزیؒ ۔ حافظ سلطان اوحمی عمر ۱۰۳ سال شیخ محمود شیخ سعید حسن حبشی ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم +

(نوٹ) ان میں سے ایک صاحب جن ہیں +

(۳) حضرت مخدوم عبدالاحدؒ آپ کے والد ماجد ان سے پندرہ طریقوں میں آپ نے خلافت پائی ۔ شجرات حسب ذیل ہیں :۔

(۱) سلسلہ فاروقیہ ۔ یہ آپ کا جدید سلسلہ ہے ۔ اس کا شجرہ بعینہٖ آپ کا نسبی شجرہ مذکورہ جوہر اوّل ہے +

(۲) سلسلہ سری سقطیہ ۔ یہ بھی کسی قدر تفاوت سے آپ کا جدید سلسلہ ہے ۔ اس میں آپ کی ستر ھویں پشت کے دادا خواجہ سلیمان بن مسعود نے حضرت سری سقطی خلیفہ حضرت معروف کرخی سے خلافت پائی ہے ۔ اور ان کا شجرہ مشہور ہے +

(۳) سلسلہ سہروردیہ شہابیہ ۔ یہ بھی کسی قدر تفاوت سے آپ کا جدید سلسلہ ہے اس میں آپ کے بارھویں پشت کے دادا حضرت شیخ احمد بن یوسف نے حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی سے خلافت پائی ہے ۔ اور ان کا شجرہ مشہور ہے +

(۴) سلسلہ سہروردیہ بہائیہ ۔ یہ بھی کسی قدر تفاوت سے آپ کا جدید سلسلہ ہے ۔ اس میں آپ کے گیارھویں پشت کے دادا حضرت شعیب بن احمد نے حضرت بہاءالدین زکریا ملتانی سے خلافت پائی ہے ۔ اور وہ شیخ الشیوخ کے خلیفہ تھے +

(۵) سلسلہ سہروردیہ چشتیہ جلالیہ ۔ یہ بھی کسی قدر تفاوت سے آپ کا جدید سلسلہ ہے اس میں آپ کے پانچویں پشت کے دادا حضرت امام رفیع الدین بانی قلعہ سرہند نے حضرت سید جلال الدین مخدوم جہانیان سے خلافت پائی ہے ۔ اور وہ خاندان سہروردیہ میں حضرت شیخ رکن الدین نبیرہ حضرت زکریا ملتانی کے ۔ اور خاندان چشتیہ میں حضرت چراغ دہلوی خلیفہ حضرت محبوب الٰہی کے خلیفہ تھے +

(۶) سلسلہ قادریہ جدید جیسا کہ شیخ عبدالاحد ۔ شیخ رکن الدین ۔ شیخ ابراہیم ایرجی قادری

سید شاہ احمد جیلی قادری ۔ سید شاہ موسیٰ قادری ۔ سید شاہ عبدالقادر ۔ سید شاہ محمد محسن ۔ سید شاہ ابو نصر ۔ سید شاہ ابو صالح ۔ سید شاہ عبدالرزاق تاج الدین ۔ حضرت غوث پاک سید ابو صالح ۔ سید عبداللہ جیلی ۔ سید یحییٰ زاہد ۔ سید محمد ۔ سید داؤد ۔ سید موسیٰ الثانی ۔ سید عبداللہ ۔ سید موسیٰ الجون ۔ سید عبداللہ المحض ۔ سید حسن مثنیٰ ۔ حضرت امام حسینؑ ۔ حضرت امام حسن ۔ حضرت امام علی مرتضیٰؑ ۔ حضرت رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم ۔

(۷) سلسلہ قلندریہ یعنے بعد نام شیخ رکن الدین ۔ شیخ عبدالقدوس ۔ شیخ عبدالسلام جونپوری ۔ شاہ محمد ۔ قطب الدین بنیا دل ۔ سید نجم الدین قلندر ۔ سید خضر رومی ۔ عبدالعزیز مکی صحابی حضرت رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم ۔

(۸) سلسلہ چشتیہ صابریہ ۔ بعد نام شیخ عبدالقدوس کے ۔ شیخ محمد ۔ شیخ احمد عارف ۔ شیخ عبدالحق ۔ شیخ جلال الدین پانی پتی ۔ شمس الدین ترک ۔ مخدوم سید احمد علی صابر ۔ بابا فرید گنجشکر ۔ خواجہ قطب الدین ۔ خواجہ خواجگان سید معین الدین ۔ شیخ عثمان ہارونی ۔ حاجی شریف زندنی ۔ قطب الدین مودود ۔ ناصر الدین ابو یوسف ۔ ابو محمد ۔ ابو احمد ابدال ۔ ابو اسحٰق شامی ۔ ممشاد علو دینوری ۔ امین الدین ہبیرہ بصری ۔ سدید الدین حذیفہ مرعشی ۔ سلطان ابراہیم ۔ فضیل بن عیاض ۔ عبدالواحد بن زید ۔ شیخ حسن بصری ۔ حضرت علی مرتضیٰ ۔ حضرت رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم ۔

(۹) سلسلہ چشتیہ نظامیہ گیسو درازیہ ۔ بعد نام شیخ عبدالقدوس کے شیخ درویش محمد بن قاسم اودھی ۔ شیخ ابن حکم اودھی ۔ سید صدر الدین ۔ سید محمد گیسو دراز ۔ خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی ۔ شیخ نظام الدین محبوب الٰہی ۔ بابا فرید مذکور ۔ الخ ۔

(۱۰) سلسلہ چشتیہ نظامیہ صدریہ ۔ بعد نام شیخ درویش محمد ۔ شیخ سعد اللہ ۔ شیخ فتح اللہ ۔ شیخ صدر الدین طبیب ۔ چراغ دہلوی مذکور ۔ الخ ۔

(۱۱) سلسلہ چشتیہ نظامیہ جلالیہ ۔ بعد نام شیخ درویش محمد کے سید بڈھن ۔ سید اجمل بہرائچی ۔ سید جلال الدین مخدوم جہانیان ۔ چراغ دہلوی مذکور ۔ الخ ۔

(۱۲) سلسلہ قادریہ جلالیہ ۔ بعد نام مخدوم جہانیاں کے ۔ عبید نجلی ۔ ابو القاسم فاضل ۔ ابو الکلام محمد فاضل ۔ محمد قطب الدین ۔ شمس الدین علی الافلح ۔ شمس الدین خدا ۔ حضرت غوث پاک ۔ شیخ ابو سعید ۔ شیخ ابو الحسن ۔ شیخ ابو الفرح ۔ شیخ ابو الفضل عبدالواحد ۔ شیخ ابو بکر شبلی ۔ شیخ ابو القاسم جنید ۔ سری سقطی ۔ معروف کرخی ۔ امام رضا ۔ امام کاظم ۔ امام صادق ۔ امام محمد باقر ۔ امام سجاد ۔ امام حسین ۔ امام حسن ۔ حضرت امام علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ ۔ حضرت رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم ۔

(۱۳) سلسلہ کبرویہ جلالیہ ۔ بعد نام مخدوم جہانیاں کے ۔ سید حمید الدین سمرقندی ۔ شیخ شمس الدین

شیخ عطا یا خالدی۔ شیخ احمد بابا کمال خجندی۔ شیخ نجم الدین کبری مذکور الخ۔

(۱۴) سلسلہ سہروردیہ جلالیہ۔ بعد نام مخدوم جہانیاں کے۔ شیخ رکن الدین۔ شیخ صدر الدین شیخ بہاؤ الدین زکریا۔ شیخ الشیوخ شہاب الدین۔ شیخ ابوالنجیب حضرت غوث پاک شیخ ابوسعید مذکور الخ

(۱۵) سلسلہ مداریہ۔ بعد نام سید اجمل کے۔ شاہ بدیع الدین قطب مدار۔ شیخ طیفور شامی۔ شاہ عین الدین شامی۔ شاہ معین الدین شامی۔ عبداللہ علمبردار۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ؛

(۴) حضرت خواجہ باقی باللہؒ ان سے طریقہ نقشبندیہ میں آپ نے خلافت پائی۔ شجرہ یہ ہے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ۔ خواجہ امکنگی۔ خواجہ درویش محمد۔ خواجہ محمد زاہد۔ خواجہ یعقوب چرخی۔ خواجہ علاؤ الدین عطار۔ خواجہ بہاؤ الدین محمد نقشبند۔ خواجہ سید امیر کلال۔ خواجہ بابا سماسی۔ خواجہ علی عزیزان رامیتنی۔ خواجہ محمود الخیر فغنوی۔ خواجہ عارف ریوگری۔ خواجہ عبدالخالق غجدوانی۔ خواجہ ابویوسف ہمدانی۔ خواجہ ابوعلی فارمدی خواجہ ابوالحسن خرقانی۔ خواجہ بایزید بسطامی۔ حضرت امام جعفر صادق۔ حضرت قاسم بن محمد۔ حضرت سلمان فارسی۔ حضرت صدیق اکبر۔ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ؛

واضح ہو کہ یہ شجرہ اویسیہ ہے۔ کہ اس میں حضرت بایزید کے بعد حضرت ابوالحسن کا نام ہے حالانکہ دونوں میں باہم ملاقات جسمانی نہیں ہو سکی۔ دوسرا شجرہ متصلہ یہ ہے اس میں بعد نام شیخ ابوعلی فارمدی کے۔ ابوالقاسم گرگانی۔ ابوعثمان مغربی۔ ابوعلی کاتب۔ ابوعلی رودباری۔ ابوالقاسم قشیری ابوعلی دقاق۔ ابوالقاسم نصیر آبادی۔ ابوبکر شبلی۔ شیخ جنید۔ سری سقطی۔ معروف کرخی۔ ہے۔ الخ

(۵) حضرت سید شاہ سکندرؒ ان سے آپ کے خرقہ خاص حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ اور طریقہ قادریہ جدیہ میں خلافت پائی۔ شجرہ حسب ذیل ہے ؛

سید شاہ سکندر۔ سید شاہ کمال۔ سید شاہ فضیل۔ سید گدا رحمن ثانی۔ سید شمس الدین عارف۔ سید ابوالفضل۔ سید گدا رحمن اول۔ سید شمس الدین صحرائی۔ سید شاہ عقیل۔ سید شاہ بہاؤ الدین۔ سید شاہ عبدالوہاب۔ سید شاہ شرف الدین۔ سید شاہ عبدالرزاق۔ حضرت غوث پاک۔ بعدہ سلسلہ جدیہ حسینیہ مذکورہ۔ الخ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تیسرا جوہر

حضرت مجدد رضی اللہ عنہ کے مخصوص کمالات اور اخلاق و اعمال کے بیان میں

آپ کے مخصوص کمالات جو جو کمالات عالیہ اور مدارج مخصوصہ خدائے پاک نے آپ کو عطا فرمائے، زبان قلم اُن کے بیان سے عاجز اور قلم تحریر سے قاصر ہے لیکن بطور مشت نمونہ از خروارے کچھ مختصر خاص خاص درج ذیل کئے جاتے ہیں :-

(۱) آپ کا خمیر بقیہ طینت محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا ؎

(۲) آپ مجدد الف ثانی یعنے دین کو نئے سرے سے تازگی بخشنے والے ہیں ؎

(۳) آپ قیوم اوّل یعنی آپ کی ذات بابرکات باعث قیام عالم و عالمیان ہے ؎

(۴) آپ کو خزینۃ الرحمۃ کے خطاب سے سرفرازی بخشی گئی ؎

(۵) آپ کو مرتبہ فردیت عطا ہوا ؎

(۶) آپ مجموعہ قطب مدار باعث ابقائے عالم جان و قطب ارشاد باعث ابقائے ایمان عالم ہیں ؎

(۷) آپ کے ہی اولیاء میں قیامت تک قطب مدار و ارشاد ہوا کرینگے ؎

(۸) حضرت امام مہدی آخرالزمان آپ کے ہی خلفاء سلسلہ سے ہوں گے ؎

(۹) آپ کو مقام محبوبیت ذاتیہ کا خرقہ عطا کیا گیا ؎

(۱۰) آپ مقام سابقین و اوّلین پر پہنچے جو اصحاب یمین سے بھی آگے ہے ؎

(۱۱) آپ کو صباحت و ملاحت ممتزجہ عطا ہوئی ؎

(۱۲) آپ داعی یعنے بندوں کو خدا سے ملانے والے ہیں ؎

(۱۳) آپ کو ضمنیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و اصالت کرامت عطا ہوئی ؎

(۱۴) آپ نے بیلے واسطہ اللہ پاک سے کلام فرمایا ؎

(۱۵) آپ کو علم لدنی عطا کیا گیا ؎

(۱۶) آپ کو اسرار مقطعات قرآنی عطا کئے گئے ؎

(۱۷) آپ کو علم سموات حضرت امیرالمومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے تعلیم فرمایا ؎

(۱۸) آپ سے حضرت خضر و الیاس نے ملکر اس پر موت و حیات کی کیفیت ظاہر کی ؎

Marfat.com

(۱۹) آپ پر علم الیقین حق الیقین جو اصحاب کبار کو عطا ہوا تھا ظاہر کیا گیا +

(نوٹ) دوسرے اولیاء جس کو حق الیقین فرماتے ہیں۔ وہ آپ کی تحقیق کی رو سے علم الیقین ہی کا جزو ہے ۞

(۲۰) آپ پر مقامات تعینِ حُبّی و وجودی ظاہر کئے گئے +

(۲۱) آپ کو مثل اصحاب کبار مدارج اتباع آنحضرت صلعم سرفراز ہوئے +

(۲۲) آپ کی زیارت کے لئے کعبہ شریف آیا۔ اور آپ کی خانقاہ شریف کے کنوئیں سے آب زمزم بر آمد ہوا۔ بہت لوگوں کو حج کرا دیا۔ اور آب زمزم پلایا +

(۲۳) آپ کی خانقاہ شریف کی زمین کو بہشتی زمین کا درجہ عطا ہوا +

(نوٹ) زمین مقدس آپ کی مسجد کے شمال کی جانب ہے طول چالیس گز ہے جو روضہ مبارک سے شروع ہو کر حجرہ مبارک کے عقب شمال کی طرف ۴۰ گز چلی گئی ہے۔ اور عرض اس زمین کا ۱۰ سا گز ہے۔ جو دولت سرا کے دیوار سے غرب کی جانب کو بلین تک واقع ہے +

(۲۴) آپ کے طریقہ میں تمامی اولیاء کے فیضان ممتزج اور شامل ہیں۔ اس لئے آپ کا طریقہ افضل و اسہل ہے +

(۲۵) آپ کا طریقہ جامع شریعت و طریقت ہے۔ اور اس میں مقاماتِ ولایت کے علاوہ کمالاتِ نبوت بھی شامل ہیں +

(۲۶) آپ کے سلسلہ کے کل مریدین (جو قیامت تک ہوں گے) آپ کو دکھلائے گئے +

(۲۷) آپ پر گزشتہ و آئندہ حالات منکشف ہوئے +

آپ کی کرامتیں — اگر کسی پیغمبر یا نبی سے کوئی بات خلاف عادت ظہور میں آئے۔ تو اس کو معجزہ کہتے ہیں اولیاء امت سے ظاہر ہو تو وہ کرامت ہے ورنہ استدراج۔ انبیاء علیہم السلام کو معجزات اس لئے عطا کئے گئے کہ کفار پر ہیبت ہو اور وہ ایمان لاویں۔ اور اولیاء کو اس لئے کرامت سے سرفراز ہوئی کہ فاسق و فاجر توبہ کریں۔ اور راہ راست پر آویں۔ مگر کرامت کے ظہور اور عدم ظہور سے مدارج بزرگی میں کمی و بیشی لازم نہیں آتی ظاہر ہے کہ اصحاب کبار کے مرتبہ کو بڑے سے بڑا کوئی ولی نہیں پہنچ سکتا۔ اور ان سے بمقابلہ اولیاء اللہ کے خوارق بہت کم ظاہر ہوئے۔ آپ سے بیشمار کرامات ظاہر ہوئیں۔ بعض نے سات سو اور بعض نے اس سے زیادہ فراہم کی ہیں لیکن میں صرف بیالیس کے بیان پر اکتفا کرتا ہوں۔ زبدۃ المقامات میں مذکور ہے کہ آپ کے ایک خادم نے بیان فرمایا کہ جناب نے اس حقیر سے ایک مرتبہ ایسی توجہ عالی کی اس کے اثرات کو اگر چوب خشک پر ڈالوں۔ تو یقین ہے کہ وہ ہری ہو جائے۔ اور اہل عالم پر ڈالوں تو نور سے معمور ہو جائیں پر کیا کروں مجبوری ہے کہ زمانہ آخیر ہے رشد و فساد کا معدن اور خیر و برکات سے خالی

مرضی الٰہی انوار و اسرار کی عام اشاعت کی اجازت نہیں دیتی ۔ میں اس کے اظہار سے معذور ہوں ۔ واضح ہو کہ اسی توجہ کے برکات اس وقت تک سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ کے بزرگوں میں باقی ہیں جس کے وہ احیاء قلوب مردہ فرماتے ہیں ۔ **مثنوی**

ہیں کہ اسرافیل وقتند اولیاء — مردہ را زیشان حیات است و نما
اندرون اولیاء کاں نغمہاست — طالباں را زو حیات بے بہاست
جانہائے مردہ اندر گورِ تن — بر جہد ز آوازِ شان اندر کفن

(۱) آپ کے کرامات عالیہ احیاء قلوب فیضانِ شرح صدر محمدیہ علیٰ صاحبہا السلام و التحیۃ ہے ۔ جو بمقابلہ معجزاتِ باہرہ احیاء اموات وغیرہ جو انبیاء علیہم السلام سے ظہور میں آئے ہیں اعلیٰ و ارفع ہیں ۔ **نظم**

برتر از احیاء کہ با عیسیٰ برفت — وز ید بیضا کہ با موسیٰ برفت
وز کفِ آہن کہ با داؤد بود — ہم ازاں ناقہ کہ با صالح بود
بلکہ از ملکِ سلیمان و ز نگین — فیضِ قلبِ رحمۃٌ للعٰلمین
ہست اعلیٰ ارفع و افضل مدام — دائم و باقی الیٰ یوم القیام
صلِّ یا ربّ علیٰ شمس الہدیٰ — النبیِ المصطفیٰ بدرِ الدجیٰ

(۲) آپ کا دین اور اتباع شرعِ متین احیاء کتاب و سنت استیصال شرک و بدعت ہے

پس کرامت نیست جز افعالِ ربّ — زہد و ورع و علم و اخلاق و ادب

(۳) آپ کے مدارج عالیہ و مقامات مختصہ ولایتِ کبریٰ و کمالاتِ نبوت و رسالت ہے

بود اسرارِ خدا چوں وحی ناب — صاعد و نازل بقلبِ آنجناب
علمِ وہبی لدُنی بوالعجب — دائماً نازل ز ساقِ عرشِ ربّ

(۴) آپ کے صاحبزادہ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ العزیز موسوی المشرب تھے ۔ آپ نے تصرف فرما کے اُن کو محمدی المشرب کرا دیا ۔

(۵) آپ نے ایک مرید کو بشارت دی کہ تجھ کو ولایت ابراہیمی عطا ہوئی ہے اُس کو پورا یقین نہ ہوا ۔ آپ نے شب کو خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس کی تصدیق کرا دی ۔ جب وہ صبح کو آیا ۔ آپ نے اس کی شب گذشت بیان فرمائی ۔ وہ آپ کے قدموں پر گر پڑا ۔

(۶) آپ کو شیخ طاہر لاہوری کی پیشانی پر لگا ہوا لکا فر لکھا ہوا ظاہر ہوا ۔ کئی روز بعد یہ خبر آئی کہ وہ کافر ہو گیا اور اُس نے زنار پہن لیا ۔ آپ نے لوح محفوظ کی طرف نگاہ کی ۔ تو وہاں بھی یہی لکھا ہوا پایا ۔ آپ نے دعا کی اُس کی برکت سے وہ سعید ہو گیا ۔ توبہ کی اور آپ کے مرید ہوئے اور خلافت پائی ۔

Marfat.com

۷۔ آپ کے قادریہ طریقہ کے ایک مرید کو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت کا اشتیاق پیدا ہوا۔ آپ نے اُن کو قلب تارہ کی طرف دیکھنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ اس میں سے حضرت غوث ظاہر ہوئے۔ اس نے اچھی طرح سے آپ کی زیارت کرلی۔ اور آپ پھر وہیں مخفی ہوگئے۔

۸۔ آپ کے مُرید مولانا یوسف کو جانکندنی کا وقت پیش آیا۔ ان کا سلوک کچھ باقی تھا۔ اب ان کے پاس تشریف لائے۔ اور فوراً طے کرادیا۔

۹۔ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں اس مضمون کا خط تحریر کیا۔ کہ دربار پیغمبری میں اصحاب کبار ایک نظر میں کامل ہوجاتے تھے اب محنت سے بھی کچھ نہیں ہوتا۔ آپ نے اس کے جواب میں یہ تحریر فرمایا۔ کہ اس کا جواب صحبت پر موقوف ہے۔ جب وہ شخص حاضر خدمت ہوا۔ آپ کی پہلی ہی ملاقات میں نعمت باطنی سے مالامال ہوگیا۔

۱۰۔ چونکہ آپ کے فیض سے بہت سے اہل قبور بھی مستفید ہوکر ولی ہوگئے۔ ایک شخص نے دم اخیر یہ وصیت کی کہ میرا جنازہ آپ کی خدمت میں لیجا کر پیش کرنا۔ جب جنازہ لایا گیا۔ آپ نے توجہ دی۔ مُردہ کا دل جاری ہوگیا۔ اُسی شب اس کے اقربا نے اُس کی کیفیت کو خواب میں دیکھا۔

۱۱۔ مولانا محمد ہاشم کشمی نے غائبانہ آپ کی شہرت سُن کر ایک خط ملک دکن سے آپ کی خدمت میں لکھا آپ نے اس کو ملاحظہ فرما کر ارشاد فرمایا۔ کہ اُس سے نور ولایت ظاہر ہوتا ہے۔ چند روز میں مولانا حاضر خدمت ہوکر مرید ہوئے اور خلافت پائی۔

۱۲۔ جہانگیر بادشاہ اور شاہجہان شاہزادہ کی باہم نزاع واقع ہوئی۔ اور نوبت مقابلہ کی پہنچی فقراء وقت نے بالاتفاق شہزادہ کو مبارکباد و فتحیابی کی دی۔ مگر آپ نے فرمایا۔ معاملہ برعکس نظر آتا ہے۔ بالآخر وہی نتیجہ ہوا۔ جو آپ نے فرمایا تھا۔

۱۳۔ عبدالرحیم خانخاناں صوبہ دار دکن پر شاہی عتاب ہوا۔ اُس نے آپ سے استمداد چاہی۔ آپ نے اس کو تسلی کا خط لکھا۔ تین چار روز میں بادشاہ نے بجائے عتاب کے خلعت و خطاب سے اس کو سرفراز کردیا۔

۱۴۔ بادشاہ کا ایک امیر پر سخت عتاب ہوا۔ اور وہ لاہور سے دہلی اس لئے طلب کیا گیا کہ ہاتھی کے پاؤں سے بندھوا کر مروا ڈالا جائے۔ اثنائے راہ میں جب وہ سرہند شریف پہنچا۔ آپ سے خواہاں امداد ہوا۔ آپ نے دعا فرمائی۔ جب وہ دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے بجائے عتاب کے خلعت سے سرفراز فرمایا۔

۱۵۔ آپ آخر عمر اجمیر شریف میں مقیم اور حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کے مورد عنایات تھے رمضان شریف میں نمازیوں کو بسبب تنگی مسجد و موسم بارش نماز تراویح میں سخت تکلیف ہونے لگی۔ آپ نے

Marfat.com

دعا فرماتی پس جب تک کلام اللہ ختم نہ ہو گیا۔ بارش نہیں ہوئی ٭

۱۶۔ اسی مسجد کی ایک دیوار نہایت خمیدہ تھی۔ لوگ اندیشہ ناک ہوئے۔ آپ نے فرمایا مطمئن رہو۔ ابھی نہیں گرے گی۔ جب آپ اجمیر شریف سے واپس ہوئے۔ شہر سے باہر ہوتے ہی گر گئی ٭

۱۷۔ مولانا محمد امین سالہا سال سے بیمار تھے نہ کوئی دوا اُن پر اثر کرتی تھی نہ دوا انہوں نے آپ کا نام نامی سن کر آپ کی خدمت میں ایک عرضداشت لکھی۔ اس کے جواب میں آپ نے ایک خط تسلی آمیز لکھ کر اپنا پیراہن مبارک اُن کے ارسال فرمایا اس نے آپ کا پیراہن مبارک پہنا فوراً ہی تندرست ہو گیا ٭

اولیاء را ہست قدرت از الٰہ — تیر جستہ باز گردانند ز راہ

اکمہ و ابرص چہ باشد مُردہ نیز — زندہ گردد از فسون آن عزیز

۱۸۔ شب برات کو آپ پر ظاہر کر دیا گیا کہ اسی سال آپ کا وصال ہوگا چنانچہ ویسا ہی ہوا ٭

۱۹۔ آپ نے اپنے وصال سے پہلے اپنی حیات کے ایام باقیہ ظاہر فرمائے تھے۔ جس کے بعد وفات کی تصدیق ہو گئی ٭

۲۰۔ آپ نے اپنے وصال سے ایک روز قبل کل حال وفات کے متعلق حتیٰ کہ وقت تک معین کر دیا تھا ویسا ہی ہوا ٭

۲۱۔ آپ کا ایک عقیدتمند کسی شہر میں کافروں کے مقابلہ میں مغلوب ہوا اور آپ کو یاد کیا۔ یاد کرتے ہی آپ فوراً پہونچ گئے۔ اس کی مدد کی۔ وہ فوراً غالب ہو گیا ٭

۲۲۔ ہزاروں کافر آپ کے دست مبارک پر مشرف با اسلام ہوئے ٭

۲۳۔ حضرت شیخ آدم بنوری قدس سرہٗ العزیز کو صرف تین روز میں کامل سلوک طے کرا کے خلافت عطا فرمائی ٭

۲۴۔ ایک بنگالی درویش نے آپ سے طریقہ حاصل کیا جب اس پر جذبہ قوی وارد ہوا سر برہنہ جنگل کو چلا گیا ٭

۲۵۔ ایک سوداگر پر آپ نے توجہ فرمائی پہلے ہی مرتبہ میں وہ مدہوش اور مجذوب ہو کر گھر سے دست بردار ہو گیا۔ دوسری مرتبہ جب آپ نے توجہ دی تو ہوش میں آ کر سالک ہو گیا ٭

۲۶۔ ایک جذامی آپ کی خدمت میں دعاء صحت کے لئے حاضر ہوا۔ آپ نے ایک ہی مرتبہ اس کی طرف توجہ فرمائی۔ فی الفور اچھا ہو گیا ٭

۲۷۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے۔ کہ آپ کے حلقہ میں جو حافظ صاحب قرآن شریف پڑھتے تھے علیل ہو گئے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم نے اُن پر دم کر لیا ہے وہ فوراً اچھے ہو گئے ٭

۲۸۔ ایک مرتبہ آپ نے موسم گرما میں سفر فرمایا۔ راہ میں ہوا نہایت گرم چلی خادموں نے دعاء بارش کے

Marfat.com

لئے عرض کیا۔ آپ نے دعا کی۔ فوراً ابر محیط ہو گیا۔ اور مینہ برسنے لگا۔

۲۹۔ آپ کے ایک مرید کو جنگل میں شیر نے گھیر لیا۔ اُس نے آپ کو یاد کیا۔ فوراً آپ عصا ہاتھ میں لئے ہوئے نمودار ہوئے۔ شیر کو مار کر بھگا دیا۔ اور غائب ہو گئے۔ پھر مرید نے دیکھ کر اس سے دریافت کیا کہ یہ کون بزرگ تھے۔ اس نے کہا میرے پیر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ تھے۔

۳۰۔ آپ کے ایک مرید پر کوئی شخص معترض ہوا۔ بسبب اس کے اعضاء ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ لوگوں نے آپ کی خدمت میں اس کی طرف سے معذرت کی۔ آپ اُس کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ کی توجہ سے وہ اچھا ہو گیا۔

۳۱۔ آپ کسی امیر کے مکان پر تشریف لے گئے تھے۔ آپ کے ایک معتقد کو وہاں جانے کے باعث بدگمانی ہوئی۔ ہاتف غیبی نے نہایت سختی کے ساتھ اس کو متنبہ کیا۔ اولیاء اللہ پر اعتراض کا نتیجہ برا ہوتا ہے۔ استغفار کر۔

۳۲۔ ایک طالب حضرت امیر معاویہؓ سے بسبب منازعت حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کدورت رکھتا تھا۔ اُس نے آپ کے مکتوبات شریف میں لکھا دیکھا کہ امام مالک کے نزدیک اصحاب کبار کے منکر کی ایک ہی سزا ہے۔ خواہ وہ حضرت صدیق اکبرؓ کا انکار کرے یا امیر معاویہ کا اس پر وہ طالب علم معترض ہوا۔ اس نے رات کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے اس کو حضرت امیر المومنین کی خدمت میں پیش کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ خبردار ان مکتوبات پر اعتراض نہ کرنا۔ اور جنگ باہمی کے اسرار کسی دوسرے کو معلوم نہیں ہو سکتے۔

۳۳۔ ایک روز آپ کا مرتضیٰ خان کی قبر پر گذر ہوا۔ تو ان کو محاسبہ میں گرفتار پایا۔ بارگاہ ادریت میں دعا کی۔ اللہ پاک نے آپ کی دعا سے اس کی مغفرت فرمائی۔ اسی روز اس کے ایک دوست نے اس کو خواب میں دیکھا۔ تو مرتضیٰ خان نے آپ کی شفاعت سے اپنی مغفرت کی کیفیت بیان کی۔

۳۴۔ آپ کے مریدوں یا معتقدوں میں سے اگر کوئی شخص کبھی بیمار ہوتا۔ تو وہ آپ کی توجہ فرمانے ہی اچھا ہو جاتا۔ اتفاقاً ایک شخص کو پیٹ کے درد قولنج ہوا۔ آپ نے بوقت سحر اس کے حال پر توجہ فرمائی۔ اُسی وقت سے اس کو آرام ہونا شروع ہوا۔ اور صبح تک بالکل اچھا ہو گیا۔

۳۵۔ آپ کی خدمت میں ایک شخص نے کچھ تحفہ پیش کیا اور کسی مریض کی دعاء صحت کے لئے استدعا کی۔ آپ نے اس کو قبول نہیں فرمایا۔ اور تھوڑی دیر تک مراقبہ کر کے فرمایا۔ ہم اس کی مغفرت کے لئے دعا کرتے ہیں۔ بعدہ معلوم ہوا کہ اس وقت اس کا انتقال ہو چکا تھا۔

۳۶۔ ایک بزرگ خواجہ جمال الدین حسین آپ کی خدمت میں استفادہ کی غرض سے حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا تیرا دل عورت میں پھنسا ہے۔ جب تک تو اس سے پاک نہ ہو جائے۔ کچھ حاصل

Marfat.com

نہیں ہو سکتا۔ اُس نے اس کی تصدیق کر کے توبہ کی۔ فوراً برکات ظاہر ہونے لگیں ✦

۳۷۔ آپ کے بھائی شیخ محمود رحمۃ اللہ کے ساتھ قندھار گئے ہوئے تھے۔ ایک روز بیٹھے بیٹھے آپ نے فرمایا۔ آج میں نے شیخ محمود کو ہر چند تلاش کیا۔ مگر اُس کا کچھ پتہ نہیں چلا۔ بلکہ اُن کی قبر قندھار میں دیکھ رہا ہے۔ جب سفر سے قافلہ واپس آیا۔ اس ارشاد کی حرف بحرف تصدیق ہوئی ✦

۳۸۔ آپ کی خدمت میں ایک درویش نے عرض کیا کہ امسال میرا حج بیت اللہ کا عزم مصمم ہے آپ نے غور فرما کے کہا۔ تو عرفات میں نظر نہیں آتا۔ اس کے بعد اس نے ہر چند کوشش کی۔ مگر وہ نہ جا سکا۔ اس کے بعد کئی سال تک وہ ارادہ کرتا رہا۔ مگر ناکام رہا ✦

۳۹۔ حضرت خواجہ حسام الدین نے آپ کو خط لکھا کہ میرا حج کو جانے کا عزم ہے۔ آپ نے جواب میں تحریر فرمایا۔ ہم کو آپ کا جانا معلوم نہیں ہوتا۔ انہوں نے کل انتظام کر لیا مگر جانا نہ ہو سکا ✦

۴۰۔ ایک درویش نے آپ سے خدا کی راہ دریافت کی۔ آپ نے ایک روٹی کا ٹکڑا اس کو کھلا دیا۔ فوراً فیض باطنی کا دروازہ اُس پر کھل گیا ✦

۴۱۔ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں لڑکا تولد ہونے کے لئے استدعا کی۔ آپ نے غور کر کے فرمایا۔ تیری عورت بانجھ ہے۔ اگر تو دوسری شادی کرے گا۔ تو لڑکا پیدا ہوگا۔ جب اُس نے دوسری شادی کی لڑکا تولد ہوا ✦

۴۲۔ جب آپ کا وصال ہوا۔ تو آپ کے صاحبزادہ حضرت شیخ محمد صادق کے مقبرہ میں دوسری قبر کی گنجائش نہ تھی۔ آپ کے واسطے صاحبزادہ کی قبر بسمت مشرق سوا گز ہٹ گئی۔ اور وہیں مدفون ہوئے ✦

آپ کے استغراقی حالات چند ہی عرصہ میں آپ کے کمالات کا عالمگیر شہرہ ہو گیا مور و ملخ کی طرح خلقت کا ہجوم ہوا۔ ہر ملک میں آپ کے خلفاء پہنچ گئے۔ رات دن بازار ہدایت گرم ہوا۔ فرمانروایان ایران توران بدخشان نے ان کے ہاتھوں پر بیعت کی۔ بادشاہ ہند کے لشکر میں بھی شیخ بدیع الدین آپ کے نامور خلیفہ مشغول حلقہ توجہ تھے۔ ہزارہا آدمی اُن کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے۔ اکثر ارکان دولت نے بیعت کی شرک و بدعت سے نفرت پڑھی۔ شدہ شدہ یہ خبر آصف خاں وزیر اعظم کو جو شیعی المذہب تھا پہنچی۔ اور وہ پہلے سے حضرت کے حالات سنے ہوئے تھا۔ کہ آپ کو مذاہب باطلہ کی تردید سے خاص دلچسپی ہے۔ ایک رسالہ ردّ روافض بھی تحریر فرمایا ہے اس کو شیخ بدیع الدین کا لشکر میں قیام اور کسب کے طریقہ کی اشاعت بہت ناگوار ہوئی۔ اور شب و روز موقع کی جستجو میں تھا۔ کہ ایک روز بادشاہ کو تنہا پا کر عرض کیا۔ کہ حضور سرہند کے ایک مشائخ زادہ نے جو علوم غریبہ میں ماہر ہے۔ اور اُس نے مختلف درویشوں سے خلافت پائی ہے۔ دعوئے مجددیت کا کیا ہے۔ صدہا آدمی اُس نے

Marfat.com

خلیفہ کر کے ملک در ملک بھیجدئے ہیں۔ ہزارہا بلکہ لکھوکھا آدمی اسکے خلفاء کے مرید ہوگئے ہیں۔ کئی بادشاہ ممالک غیر حلقۂ ارادت میں داخل ہوگئے۔ ہمارے لشکر میں بھی اس کا ایک خلیفہ مقیم ہے۔ اکثر امراء سلطانی۔ خانخاناں۔ سید صدر جہاں۔ خانجہاں۔ خانِ اعظم۔ مہابت خاں زبردست خاں اسلام خاں۔ سکندر خاں۔ دریا خاں۔ مرتضیٰ خاں وغیرہ اُس کے مرید حلقہ بگوش ہوگئے ہیں اب معلوم ہوا ہے کہ اس نے ایک لاکھ سوار مسلح اور بے شمار پیادہ تیار کئے ہیں۔ خوف ہے کہ غفلت میں کوئی اور شکل ظہور پذیر نہ ہو جائے۔ جس قدر اسکے معتقدین ہیں۔ اول ان کا دور دراز فاصلہ پر تبادلہ کر دیا جائے۔ تو پھر ایک انتظام آئندہ ہو سکے گا۔ بادشاہ کو وزیر کی رائے پسند آئی۔ اور دوسرے ہی روز علی الصباح دربار خاص منعقد کر کے خانخاناں کو ملک دکن کی صوبہ داری پر اور سید صدر جہاں کو ملک بنگال کی صوبہ داری پر اور خانخاناں کو ملک مالوہ کی صوبہ داری پر مہابت خاں کو کابل کی صوبہ داری پر اور اسی طرح سے چار سو حکام کو جو آپ کے معتقد خاص تھے۔ دور دراز ملکوں کا حاکم بنا کر بھیج دیا۔ جب انکے مقامات متبدلہ پر پہنچنے کی اطلاع وصول ہوگئی تو بادشاہ نے ایک فرمان حضرت کے نام جس میں آپ کی ملاقات کا اشتیاق ظاہر کر کے آپ کو معہ جملہ مریدین و معتقدین دعوت دی گئی تھی ذریعہ حاکم سرہند روانہ کیا۔ اور حاکم موصوف کو تاکید کی۔ کہ خود حاضر ہو کر پیش کش کرے ٭

وہاں وہ انتظام ہو رہا تھا۔ اور یہاں روزانہ حضرت اقدس تمام واقعات بادشاہی اپنے خدام کے روبرو بیان فرماتے رہتے تھے۔ حتیٰ کہ ایک روز ارشاد فرمایا۔ کہ وَمَا مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا اُوْذِیَ یعنے کوئی نبی ایسا نہیں ہے جس کو راہ خدا میں تکلیف نہ ہوئی ہو۔ وَمَا مِنْ وَلِیٍّ اِلَّا وَابْتُلِیَ یعنے کوئی ولی ایسا نہیں ہے جس کو بلاؤں میں نہ رکھا گیا ہو۔ وَالْبَلَاءُ بِقَدْرِ الْوَلَاءِ یعنے بلا بقدر محبت آتی ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ ہمارے حالات اور اعمال کو اولیاء اللہ کے حالات اور اعمال سے کچھ بھی نسبت نہیں مگر کسی نبی کو خواہ وہ یوسف ہوں یا ایوب یا کوئی اور ہوں۔ بغیر جلال کی رہنوی کو حوثت پورا نہیں ہو سکتا۔ اور اب رضی الٰہی ایسی ہی معلوم ہوتی ہے۔ کہ ہم کو ایسی سیر کرائی جائے۔ کہ حاکم سرہند حکم شاہی لیکر حاضر ہوا آپ نے صاحبزادگان حضرت خواجہ محمد سعید اور حضرت خواجہ محمد معصوم کو کوہستان کی طرف رخصت کیا۔ اور اہل و عیال کو دلاسا دیکر مع حاضر الوقت مریدین لشکر سلطانی کی طرف راہی ہوئے ٭

جب لشکر میں پہنچے اعزاز و احترام کے ساتھ آپ کا استقبال کیا گیا۔ اور آپ اُن خیموں میں جو پہلے سے آپکے لئے استادہ تھے مقیم ہوئے ٭

جب آپ کو بادشاہ کے دربار میں جانے کا اتفاق ہوا۔ تو آئین دربار کے بموجب نہ آپ نے

Marfat.com

سلام کیا اور نہ سجدہ۔ تو بادشاہ کے ندیموں نے آپ کو اشارہ سے سمجھایا۔ آپ نے بآواز بلند فرمایا کہ اس وقت تک یہ پیشانی غیر اللہ کے لئے نہیں جھکی اور نہ آئندہ اُمید ہے۔ ع رباعی

دین است و دین پناہ ست حسین — شاہ ست حسین و بادشاہ ست حسین
سر داد و نداد دست در دست یزید — واللہ کہ بنائے لا الٰہ است حسین

بادشاہ پر اس گفتگو کا بڑا اثر ہوا۔ اور خوف زدہ ہو کر وزیر سے مشورہ کیا۔ کہ واقعی بڑا بے باک شخص ہے اس کو دربار سے اس طرح جانے نہ دیا جائے ورنہ خوف فساد و فتنہ ہے۔ وزیر نے رائے دی۔ کہ ان کو اگر بالفعل قلعہ گوالیار میں نظر بند رکھا جائے تو مناسب ہے۔ آپ کو مع ہمراہیں قلعہ میں بھیج دیا گیا۔

آپ نے وہاں پہنچتے ہی ایک ایک خط اپنے کل خلفاء کے نام بدیں مضمون ارسال فرمایا کہ میری یہ کیفیت ہے۔ اور یہ سب میری رضامندی سے ہے۔ خبردار آپ لوگ کسی قسم کی جنبش اور حرکت نہ کرنا۔

ہر چند کہ آپ کے مریدین ہزار ہا آدمی ایک ہفتہ میں آمادہ مقابلہ ہو گئے تھے اور مہابت خاں مع افواج ماتحت کابل سے روانہ ہو کر کئی منزل تک آ گیا تھا۔ مگر یہ نامہ نامی اور صحیفہ گرامی پہنچتے ہی باز رہا۔

ایک روز آپ نے بیٹھے بیٹھے فرمایا۔ کہ اب ہمارے کبر جلال الٰہی پوری ہو گئی۔ اور بہت جلد یہاں سے روانگی ہو گی۔ قلعہ کے تمام عمال آپ کے گرویدہ اور معتقد حلقہ بگوش ہو گئے تھے۔ سب کو یہ حال معلوم کر کے آپ کی مفارقت کا اثر ہوا۔ یہاں یہ کیفیت تھی۔ اور وہاں بادشاہ کو ایک روز کسی نے عالم بیداری میں تخت سے زمین پر پھینک دیا۔ وہ ہیبت زدہ ہو کر بیمار ہو گیا تھا ہر چند معالجے ہوتے تھے کوئی فائدہ نہ تھا۔ ایک روز خواب میں دیکھا۔ کہ کوئی بزرگ فرماتے ہیں کہ تو نے مجددِ وقت و امامِ وقت کی بے عزتی کی ہے۔ تو [illegible] عذاب الٰہی میں گرفتار ہے بغیر اُس کی دعا کے رفع نہ ہو گا۔ اگر تم کو اپنی اور بادشاہت کی [illegible] ن کی طرف رجوع کر۔ بادشاہ نے خواب سے بیدار ہوتے ہی آپ کی رہائی کا حکم جاری کیا۔ اور آپ کی وجہ سے کل ہندوستان کے قیدیوں کو رہا کیا۔ اور ایک عرضداشت اپنے ندیموں کے ہاتھ سے حضرت کی خدمت میں متضمن استدعاء بہ معافی خطا روانہ کر کے قدوم میمنت لزوم سے مشرف ہونے کی استدعا کی۔ نظم

جب ہوا دبدبہ شانِ مجدد کا ظہور — تہلکہ مچ گیا ایوانِ جہانگیری میں
ہو کے شرمندہ شہ ہند خطا سے اپنے — مدتوں غرق رہا ورطۂ دلگیری میں

آپ نے اس کے جواب میں کچھ شرائط پیش کئے۔ بادشاہ نے سب منظور کر لئے۔ آپ وہاں سے واپسی

میں تین روز سرہند شریف ٹھیرے۔ ہزاروں مخلوق آرزوئے قدمبوسی میں چلی آرہی تھی۔ سب آپ کے جمال باکمال سے مشرف ہوئے پھر آپ عازم لشکر بادشاہی ہوئے۔ بادشاہ قریب تھا۔ ولی عہد شاہجہاں اور وزیر اعظم آپ کے استقبال کے لئے حاضر ہوئے۔ آپ محل شاہی میں تشریف لے گئے۔ آپ نے دعا شروع فرمائی۔ اور بادشاہ کو حکم دیا۔ کہ اپنی خطا کو یاد کرکے روتا رہے۔ بہت جلد بادشاہ کو صحت ہوگئی۔ آپ کے قدموں پر گر گیا۔ سلسلہ طریقت میں داخل ہوا۔ اور احکام شرعی جاری کئے:-

(۱)۔ سجدہ دربار بالکل موقوف کر دیا گیا۔

(۲)۔ گاؤکشی میں آزادی دیگئی۔ گوشت برسر بازار بکنا شروع ہوا۔

(۳)۔ بادشاہ اور ارکان دولت نے ایک ایک گائے دربار عام کے دروازہ پر اپنے اپنے ہاتھ سے ذبح کی۔ اور کباب تیار ہوئے۔ سب نے کھائے۔

(۴)۔ جہاں جہاں ملک میں مسجدیں شہید کی گئی تھیں دوبارہ تعمیر کی گئیں۔

(۵)۔ دربار عام کے قریب ایک خوشنما مسجد تعمیر ہوئی۔ پنج وقتہ بادشاہ مع امراء اس میں آپ کے پیچھے بجماعت نماز پڑھتے تھے۔

(۶)۔ شہر بشہر محتسب شرعی مفتی و قاضی مقرر ہوئے۔

(۷)۔ کفار پر جزئیہ مقرر ہوا۔

(۸)۔ جس قدر قانون خلاف شرع شریف جاری تھے۔ سب یک قلم منسوخ کئے گئے۔

(۹)۔ جملہ بدعات اور رسوم جاہلیت مسدود کئے گئے۔

اسلام کو نئے سرے سے رونق اور دین میں تازگی آئی۔ مسلمانوں کے دل باغ باغ اور کفار کے سینے داغ داغ ہوئے۔ نظم

ہر طرف ہے سنت نبوی کی دھوم — ہیں مروّج چارسو دینی علوم
از فروغ علم تفسیر و حدیث — ہوگیا محبوس شیطان خبیث
ہے بہار سنت نبوی کو جوش — ہے جہاں میں نغمۂ دیں کا خروش
جھومتی ہیں ڈالیاں کس شوق میں — مست گل ہیں اور غنچے ذوق میں
پُر فضا ہے نکہت باغ نبیؐ — پتی پتی سے عیاں ہے تازگی
ہے زباں پہ بلبلوں کی مرحبا — اور گلوں کا قہقہہ صلِ علےٰ

اس کے بعد وزیر نے اور اور طرح سے بددینی کے فتنے رواج دینے کے لئے بہت سی تدابیریں کیں۔ کبھی علامہ سید نور اللہ شستری مجتہد شیعی کو ایران سے بلا بھیجا۔ کہ بادشاہ کو گمراہ کرے۔ جب وہ اس میں بھی ناکام رہا۔ اور بالآخر بادشاہ نے بارشاد حضرت مجدد علیہ الرحمۃ مجتہد کو قتل کرا دیا۔ تو مجبور ہو کر

کے بعد جادوگروں کو بلا بھیجا۔ جب وہ بھی حضرت کی کرامتوں کی برکت سے مقابلہ سے عاجز رہے۔ اور قتل کر دئیے گئے۔ اس کے بعد عام طور پر دین اسلام کا رواج ہوا۔ اسی طرح سے عالمگیر بادشاہ کے عہد تک جو آپ کے صاحبزادہ حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ کا مرید تھا۔ برابر دین اسلام کو رونق اور تازگی رہی۔ انشاء اللہ تعالےٰ قیامت تک آپ کے خلفاء اور مریدین سے احیاء دین و ترویج شرع متین ہوتی رہیگی ؎

یا الٰہی تا قیامت یہ چمن　　　پھولتا پھلتا رہے بہرِ حسن

آپ کا حلیہ شریف آپ کا قد موزون اور کامل تھا۔ آپ نازک اندام اور آپ کا رنگ گندم گوں مائل بہ سفیدی تھا۔ آپ کے ناصیہ اور رخسار مبارک سے ایسا نور ہویدا تھا۔ کہ آنکھ کام نہ کر سکتی تھی۔ آپ کے بدن مبارک پر کبھی میل نہ جمتا تھا۔ آپ کے پسینہ میں گرمی ہو یا برسات کسی موسم میں بُو نہ آتی تھی۔ آپ کی پیشانی کشادہ تھی۔ اس پر سجدہ کا نشان۔ اور پیشانی سے بینی تک ایک سرخ خط کشیدہ تھا جو ہمیشہ چمکتا رہتا تھا۔ آپ کے ابرو سیاہ باریک کشادہ آنکھیں بڑی بڑی سرخی مائل۔ سفیدی و سیاہی نہایت گہری۔ آپ کی بینی بلند۔ لب سرخ۔ دہن متوسط۔ دندان متصل اور درخشاں تھے۔ آپ کی ریش مبارک بانبوہ شکوہ مربع۔ اور رخسارہ باریک پر بال متجاوز نہ تھے۔ آپ کے موئے مبارک پر سفیدی غالب تھی۔ ہاتھ کھلے۔ انگلیاں باریک۔ پاؤں نہایت لطیف۔ پاشنے بہت صاف سینہ فیض گنجینہ پر بالوں کا صرف ایک باریک خط تھا۔ آپ کی کمر بہت پتلی اور نازک تھی +

آپ کے اخلاق عادات اور وضع آپ کا خلق سراپا محمدی تھا۔ صبر و شکر۔ حلم و تواضع۔ زہد و ورع و قناعت و تسلیم و رضا و توکل آپ کے عادات میں داخل تھے۔ جنازہ کے ساتھ متابعت کرتے۔ بخشایش موتیٰ کے لئے اپنی ہمت صرف فرماتے۔ اور مریضوں کی عیادت فرماتے۔ مسنون دعائیں اُن پر دم کرتے دفع مرض کے لئے توجہ مبذول فرماتے۔ صدہا ہزارہا آدمی شفا پاتے۔ ایام مسنون پنجشنبہ اور شنبہ کو سفر فرمانے کے وقت ادعیہ ماثورہ پڑھتے۔ دوسرے دنوں کو سفر کے لئے نحس جانتے تھے۔ خلاف شرع جلسوں اور عام دعوتوں میں شرکت نہ فرماتے۔ خاص دعوتوں میں شریک ہوتے۔ اگر کسی موقع پر ذرا بھی آداب شرع آپ سے ترک ہو جاتے۔ آپ بہت استغفار پڑھتے۔ نعمتوں پر صبر اور تکالیف پر شکر کرتے تھے۔ جیسا کہ اخص خواص کو کرنا چاہیئے۔ ہر امر میں آداب سُنّت ملحوظ اور اجتناب بدعت مدِّ نظر رکھتے تھے۔ لباس بھی آپ کا بموجب شرع شریف تھا۔ سر پر عمامہ اُس کے دونوں سرے شانوں پر چھوٹے ہوئے۔ ایک میں مسواک آویزاں کُرتے کے آستین چاک یعنی سلی ہوئی نہ ہوتی تھیں۔ پاجامہ ٹخنوں سے اونچا کبھی نصف ساق تک۔ جوتا معمولی۔ ہاتھ میں عصا۔ کاندھے پر جانماز۔ جمعہ اور عیدین میں لباس فاخرہ مسنون زیب تن فرماتے تھے +

Marfat.com

آپ کے عقائد آپ متکلمین میں سے علماءِ ماتریدین کے عقائد کی تقلید کرتے اور فرماتے تھے۔ کہ کشفِ صحیح سے انکی حقانیت ظاہر ہوتی ہے۔ اس میں بمقابلہ عقائدِ اشعریہ فلسفہ کا دخل نہیں ہے۔ اور یہ طریقہ انوارِ نبوت سے مقتبس ہے۔ اور بعض شیوخ کو جو اسکے خلاف مکاشفات ہوئے ہیں بے اصل و بے بنیاد ہیں۔ آپ تعلیمِ دین کو بمقابلہ تلقینِ سلوک مقدم رکھتے تھے۔ اور نبوت کو ولایت سے افضل فرماتے اور خاص خاص انسانوں کو خاص خاص ملائک پر فضیلت دیتے اور اصحاب کبار کو تمامی اولیاء سے بہتر جانتے اولیاءِ عشرت کو اولیاءِ عزلت سے اعلیٰ اور مذہب حنفی کو دیگر مذاہب پر ترجیح اور طریقہ نقشبندیہ کو اور طرق پر فوقیت دیتے اور فرماتے تھے۔ کہ یہ طریقہ بسبب اتباع شرع شریف بعینہٖ طریقہ اصحاب کبار ہے۔ اسکی نسبت دیگر نسبتوں سے بلند اور ارفع ہے اور مشائخ متاخرین حضرت خواجہ بزرگ خواجہ نقشبند اور خواجہ محمد پارسا اور خواجہ علاؤالدین عطار و خواجہ عبید اللہ احرار علیہم الرضوان نے جو بعض امورات کو روا رکھا ہے۔ اور وہ بظاہر خلافِ شرع معلوم ہوتے ہیں۔ فرماتے تھے۔ کہ وہ امور لازم الاتباع نہیں ہیں ٭

آپ اکثر اوقات حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کے محامد بیان فرماتے۔ مگر اُن کے بعض مکاشفات خلاف شرع کی تردید کرتے تھے۔ کلمات توحید وجودی کا اظہار بلا غلوِ حال ناپسند اور ایسے قال کی تقلید کو ناجائز فرماتے تھے۔ حافظ ؎

رموزِ سرِّ اناالحق چہ داند آں عاقل　　کہ منجذب نہ شد از جذبہائے رحمانی

معارف توحید شہودی کو توحید وجودی پر اور صحو کو سکر پر ترجیح دیتے تھے۔ ذکر جہر کو خلاف ادب جانتے اور چلہ کشی کو بے ضرورت اور خلاف سنت۔ سجدۂ قبور کو اور سماع اور رقص اور صندل و چراغاں عرس کو ناجائز فرماتے اور سختی سے منع کرتے تھے۔ نفس میلاد شریف کو جائز اور طریقہ مروجہ کو ناجائز فرماتے تھے۔ مگر زیارت قبور کو مستحسن اور اولیائے اللہ سے مدد چاہنے کو درست اور ایصال ثواب عبادات مالی اور بدنی کو جائز اور عام امر مسنون کو خواہ کوئی بہ تعیین ادا کرے داخل سنت قرار دیتے تھے اور طواف و بوسہ دہی قبور کو مکروہ جانتے تھے۔ مزارات والدین بزرگوار پر شروع شروع آپ ہاتھ پھیر کر چہرۂ انور سے ملتے تھے۔ بالآخر اس کو بھی ترک فرما دیا تھا۔ حتی الامکان مذاہب فقہاء میں جمع کر کے متفق علیہ مسئلہ پر آپ عمل فرماتے تھے۔ چنانچہ اس غرض سے آپ خود امامت کرتے تھے۔ کہ سورہ فاتحہ نماز میں پڑھ سکیں۔ اور قرأت خلف الامام بھی نہ ہو۔ اور چونکہ امام اعظم کے نزدیک قبرستان میں قرآن شریف پڑھنا مکروہ اور اُن کے شاگرد امام محمد اور امام ابو یوسف کے نزدیک روا ہے۔ گاہے آپ پڑھتے تھے اور گاہے ترک فرما کر ادعیہ مسنونہ پر اکتفا کرتے تھے ٭

آپ کے شبانہ روز اعمال آپ ہمیشہ سفر ہو یا حضر موسم گرما ہو یا سرما بعد نصف شب بیدار ہوتے اور یہ دعا پڑھتے تھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَ اِلَیْہِ الْبَعْثُ وَالنُّشُوْرُ اور یہ

آیت بھی پڑھتے تھے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّھِمْ یَعْدِلُوْنَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰی اَجَلًا وَاَجَلٌ مُّسَمًّی عِنْدَہٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝ وَھُوَ اللّٰہُ فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الْاَرْضِ یَعْلَمُ سِرَّکُمْ وَجَھْرَکُمْ وَیَعْلَمُ مَا تَکْسِبُوْنَ ۝

آپ کے آداب بیت الخلا بعدازاں بیت الخلا کو تشریف لیجاتے۔ پہلے بایاں پیر رکھتے بعد اُس کے داہنا اور یہ دُعا پڑھتے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔ جب بیٹھتے تو بائیں پاؤں پر زور رکھتے بعد فراغت بکلوخ طاق استنجا کرتے اُس کے بعد پانی سے استنجا کرتے اور بیت الخلاء سے باہر نکلتے وقت پہلے داہنا پیر نکالتے۔

آپ کے آداب وضو وضو کرنے کو رو بقبلہ بیٹھتے اور بلا کسی کی مدد کے وضو کرتے۔ اور آفتابہ بدست چپ رکھتے۔ اور ابتداءً ہاتھ دھونے میں یہ دُعا پڑھتے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی دِیْنِ الْاِسْلَامِ اَلْاِسْلَامُ حَقٌّ وَالْکُفْرُ بَاطِلٌ۔ پہلے داہنے ہاتھ پر پانی ڈالتے بعدازاں بائیں پر بعدازاں دونوں ہاتھ جمع کرکے دھوتے اور اُنگلیوں میں کفِ دست کی طرف سے خلال کرتے اور بوقتِ مضمضہ مسواک استعمال فرماتے اور تین مرتبہ داہنی طرف بعدہٗ تین مرتبہ بائیں طرف کرتے پھر زبان پر کرتے اور اگر زیادہ کرتے تو رعایت وتر ملحوظ رکھتے۔ اور پہلے داہنی طرف کے اوپر کے دانتوں میں پھر نیچے کے دانتوں میں بعدازاں بائیں طرف اوپر کے دانتوں میں پھر نیچے کے دانتوں میں اور ہر وضو میں التزام مسواک رکھتے تھے بعد فراغ مسواک کو اکثر خادم کے سپرد کرتے اور وہ اس کو اپنی پگڑی کے پیچ میں رکھ لیتا۔ اور آپ کلی کے بانی کو دور ڈالتے تھے اور رعایت تثلیث رکھتے تھے بوقت مضمضہ یہ دعا پڑھتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَعَلٰی تِلَاوَۃِ الْقُرْاٰنِ وَعَلٰی صَلٰوۃِ حَبِیْبِکَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اور تین دفعہ استنشاق بھی تازہ پانی سے جدا جدا کرتے اور بوقت استنشاق یہ دُعا پڑھتے اَللّٰھُمَّ اَرِحْنِیْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ وَاَنْتَ مِنِّیْ رَاضٍ اور بعدہٗ مُنہ مبارک پر کمال آہستگی و سہولت سے بالائے پیشانی سے پانی ڈالتے اور داہنا ہاتھ داہنے رخسار پر اور بایاں ہاتھ بائیں رخسار پر گذارتے اور داہنے کو بائیں پر تقدم کرتے تاکہ ابتداء داہنے سے ہوا۔ اور مُنہ دھوتے وقت یہ دُعا پڑھتے۔ اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھِیْ بِنُوْرِکَ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہُ اَوْلِیَائِکَ وَلَا تُسَوِّدْ وَجْھِیْ یَوْمَ تَسْوَدُّ وُجُوْہُ اَعْدَائِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ بعدازاں داہنے ہاتھ کو کہنیوں تک تین مرتبہ دھوتے اور ہر مرتبہ اس پر ہاتھ پھیرتے

Marfat.com

تاکہ قطرہ نہ رہ جاوے اور اسی طرح سے بایاں ہاتھ دھوتے اور انگلیوں کی جانب سے پانی ڈالتے اور داہنا ہاتھ دھوتے وقت یہ دُعا پڑھتے۔ اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَسِیْرًا وَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اور بایاں ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھتے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ اَنْ تُعْطِیَنِیْ کِتَابِیْ بِشِمَالِیْ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ ظَھْرِیْ وَلَا تُحَاسِبْنِیْ حِسَابًا عَسِیْرًا وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ بعد ازاں داہنے چلو میں پانی لیکر بائیں کفِ دست اور انگلیوں پر ڈال کر اس طرح زمین پر ڈالتے کہ چھینٹیں نہ اُڑیں اور تمام سر کا مسح کرتے اور اطراف سر پر دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں پیچھے سے آگے تک پھیرلاتے اور یہ دعاء پڑھتے اَللّٰھُمَّ غَشِّنِیْ بِرَحْمَتِکَ وَاَنْزِلْ عَلَیَّ مِنْ بَرَکَاتِکَ وَاَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِکَ بعد ازاں اُسی پانی سے مسح گوش باطن سبابہ اور پشتِ گوش زانگشت سے کرتے اور یہ دعا پڑھتے اَللّٰھُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ وَرِقَابَ اٰبَآئِیْ وَاَعِذْ لِیْ مِنَ السَّلَاسِلِ وَالْاَغْلَالِ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ بعد ازاں داہنا پیر تین مرتبہ ٹخنوں سے اوپر تک دھوتے اور ہر مرتبہ اُس پر اس طرح ہاتھ پھیرتے کہ قریب خشک کے ہو جاتا۔ اور اسی طرح سے بایاں پیر دھوتے اور یہ دُعا پڑھتے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ اَنْ تَزِلَّ قَدَمِیْ وَقَدَمُ وَالِدَیَّ عَلَی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ یَوْمَ تَزِلُّ اَقْدَامُ الْمُنَافِقِیْنَ وَالْکَافِرِیْنَ فِی النَّارِ بِحُرْمَۃِ النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ اور بعد فراغت وضو یہ دُعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ عِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَۃِ جَنَّۃِ النَّعِیْمِ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ہ وَاجْعَلْنِیْ عَبْدًا شَکُوْرًا وَاجْعَلْنِیْٓ اَنْ اَذْکُرَکَ کَثِیْرًا وَیُسَبِّحُکَ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلًا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ تا آخر اور یہ دُعا پڑھتے۔ اَللّٰھُمَّ اشْفِنِیْ بِشِفَآئِکَ وَدَاوِنِیْ بِدَوَآئِکَ وَعَافِنِیْ مِنَ الْبَلَآءِ وَاعْصِمْنِیْ مِنَ الْاَھْوَالِ وَالْاَمْرَاضِ وَالْاَوْجَاعِ۔ اور آب اعضائے وضو کپڑے سے نہ پونچھتے ؛

آپ کی نماز تہجد وتر اور مراقبہ بعد ازاں پوشاک لطیف و نفیس پہنتے۔ بہ تجمل و وقار تمام متوجہ نماز ہوتے اور دو رکعت خفیف گذارتے اور ان دو رکعت میں بعد فاتحہ یہ آیت پڑھتے۔ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ اور دوسری رکعت میں بعد فاتحہ یہ آیت پڑھتے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا باقی نماز تہجد کو بطول قرأت ادا کرتے۔ غالباً دو تین سیپارہ قرآن کے پڑھتے تھے۔ اور گاہ گاہ حالت غلبہ حضور میں نصف شب سے صبح تک ایک ہی رکعت میں گذر جاتی۔ اور جب خادم پکارتا کہ صبح ہوئی جاتی ہے تب دوسری رکعت بہ تخفیف ادا فرما کر سلام پھیرتے۔ پس ازاں دوسری دو رکعتیں بقرأت طویلہ لیکن اول سے کم ادا کرتے اور علےٰ ہذا القیاس بعد کی رکعتیں ایک دوسرے سے کم ادا فرماتے بعد ازاں اگر اول شب میں وتر نہ پڑھے ہوتے تو تین وتر پڑھتے۔ اور بعد فاتحہ پہلی رکعت میں سورہ سبّح اسم اور دوسری میں قل یا اور تیسری میں قُل ھُوَ اللّٰہ پڑھتے۔ سیوم رکعت میں بعد قل ہو اللہ قنوت حنفی کو قنوت شافعی سے ضم کرتے جیسے کہ حنفیوں کی کتاب میں موجود ہے اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا فِيْ مَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنَا فِيْ مَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنَا فِيْ مَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مَا اَعْطَيْتَ وَقِنَا رَبَّنَا شَرَّ مَا قَضَيْتَ اِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ اِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ اِلَيْكَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ اور اگر وتر اول شب میں پڑھ لیا کرتے۔ تو تہجد بارہ رکعت پڑھتے اور کبھی آٹھ اور کبھی دس پر اکتفا فرماتے اور اکثر نماز تہجد میں سورہ یٰسین پڑھتے اور فرماتے کہ اس کی قرأت میں نفع بسیار اور نتائج بیشمار پائے گئے ہیں۔ اور سورہ الم سجدہ اور سورہ ملک اور سورہ مزمل اور سورہ واقعہ اور چہار قل بھی پڑھتے تھے اور بعد نماز آخر سورہ آل عمران سے یہ پڑھتے تھے۔ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِلٰى اٰخِرِ السُّوْرَةِ اور ستر دفعہ استغفر اللہ پڑھتے اور کبھی کبھی آیت کریمہ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ ستر مرتبہ پڑھتے بعدہ صبح تک مراقبہ کرتے یا کلمہ طیبہ پڑھتے یا قبل از صبح موافق سنت سنیہ علی مصدرہ الصلوٰۃ والتحیۃ سو جاتے تاکہ تہجد بین النومین

Marfat.com

واقع ہو ✦

آپ کی نماز فجر اور قبل صبح کے بیدار ہوتے اور وضو جدید فرماکر سنت گھر پڑھتے۔ بعد ازاں بجانب قبلہ داہنا ہاتھ داہنے رخسار کے نیچے رکھ کر لیٹ جاتے۔ پھر اٹھ کر متوجہ مسجد ہوتے۔ لیکن آخر میں یہ اضطجاع ترک کر دیا تھا۔ بعد ازاں فجر بجماعت کثیر اول وقت ادا کرتے اور خود امامت فرماتے۔ اور طوال مفصل پڑھتے اور بعد ادائے فرض اسی جلسہ میں دس مرتبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور سات دفعہ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ بعد ازاں یہ آیت کریمہ تلاوت فرماتے اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ۔ حٰمٓ تَنْزِيْلُ الْكِتَابِ کو اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ تک اور آیۃ الکرسی اور آیہ فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ کو تُخْرَجُوْنَ تک۔ پھر یمین و یسار قوم کی طرف رجوع ہو کر دعا کے واسطے ہاتھ اٹھاتے۔ بعد دعا دونو ہاتھ چہرہ مبارک پر پھیرتے ✦

آپ کا حلقہ ذکر و توجہ بعد ازاں آپ مع اصحاب حلقہ ذکر و مراقبہ فرماتے اور شغل باطنی میں تا بلندی آفتاب بقدر یک نیزہ مشغول رہتے۔ حلقہ میں کبھی کبھی حافظ صاحب سے قرآن شریف بھی سنتے ✦

آپ کی نماز اشراق و استخارہ و نماز اوابین بعدہٗ دو رکعت نماز اشراق پڑھتے۔ اول رکعت میں بعد فاتحہ آیۃ الکرسی اور سورہ یٰسین کو تا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ۔ اور دوسری رکعت میں ختم یٰسین تک اور سورہ والشمس پھر دو رکعت بہ نیت استخارہ پڑھتے کبھی اول رکعت میں قُل یا اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اور کبھی پہلی میں سبح اسم اور الم نشرح و قل یا اور دوسری میں قل ھو اللّٰہ تین مرتبہ اور معوذتین ایک ایک بار پڑھتے۔ اور بعد تشہد درود و استغفار اس طرح پڑھتے اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ بعدہٗ دعا استخارہ پڑھتے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ مَا اُرِيْدُ مِنْ اَيِّ عَمَلٍ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَلْيَوْمَ فَاقْدِرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ مَا اُرِيْدُ مِنْ اَيِّ عَمَلٍ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِي الْيَوْمَ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ

اَرْضٰی بِہٖ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ٥ بوقت شام بعد اتمام اوابین یہی دعاء استخارہ پڑھتے اور بجائے اَلْیَوْمَ اللَّیْل پڑھتے۔ اور جب بعد نماز صبح سکوت فرماتے تو بعض دعوات یعنی بعد اشراق پڑھتے وہ دعائیں یہ ہیں۔ اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْکُ لِلّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ خَیْرَ مَا فِیْ ھٰذَا الْیَوْمِ فَتْحَہٗ وَنَصْرَہٗ وَنُوْرَہٗ وَبَرَکَتَہٗ وَھُدَاہُ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا فِیْ ھٰذَا الْیَوْمِ وَشَرِّ مَا بَعْدَہٗ۔ اَللّٰھُمَّ مَا اَصْبَحَ لِیْ مِنْ نِعْمَۃٍ اَوْ بِاَحَدٍ مِنْ خَلْقِکَ فَمِنْکَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ فَلَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ۔ شام کے وقت بجائے الیوم کے اللیل و اصبح کے امسی پڑھتے۔ اور تین مرتبہ اَعُوْذُ بِکَلِمٰتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ اور تین مرتبہ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ اور سات مرتبہ اَللّٰھُمَّ تُبْ عَلَیَّ قَبْلَ اَنْ یَنْبَغِیَ الْمَوْتُ اور سات دفعہ اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِیْ رُشْدِیْ وَاَعِذْنِیْ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ اور سات دفعہ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً۔ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ ط اور سات مرتبہ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰی طَاعَتِکَ اور سات دفعہ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور سات دفعہ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ اور سو دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ اور تنتیس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہِ اور تنتیس دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور تنتیس دفعہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور ایک دفعہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور بعض ادعیہ نماز کے بعد نماز اوابین پڑھتے۔ اور ان چہار کلمات کو ہر فرض کے بعد موافق اعداد مذکورہ بالا پڑھتے ؛؛

آپ کی خلوت اور صحبت بعد ازاں خلوت میں تشریف لیجاتے۔ اور بمقتضائے حال کبھی قرآن شریف پڑھتے اور کبھی کلمہ طیبہ کا تکرار کرتے۔ اور گاہ گاہ طالبان خدا کو جدا جدا طلب کر کے احوال پرسی فرماتے اور ہر ایک کے حال کے موافق ارشاد فرماتے اور بسا اوقات ایسا ہوتا۔ کہ ان کا احوال خفیہ اگلا پچھلا خود بہ تفصیل و شرح فرماتے اور مقامات او کیفیات سے آگاہ فرماتے۔ اور کبھی خاص خاص اصحاب کو طلب فرما کر اسرار خاصہ و معارف مکشوفہ بیان فرماتے۔ اور ان کے پوشیدہ رکھنے میں کوشش کرتے اور معارف بیان کرتے وقت محسوس ہوتا۔ کہ گویا القاء و اعطاء حال کرتے ہیں۔ بسا رہا ایسا اتفاق ہوا کہ جس وقت طالب کوئی معرفت حضرت کی زبان سے سنتے بمجرد سننے کے اُس معرفت

Marfat.com

سے بتوجہ حضرت متحقق ہوجاتے۔ اور ہر ایک کو اس کے حال اور استعداد کے موافق ذکر و فکر فرماتے اور تمام کو علو ہمت و اتباع سنت و دوام ذکر و حضور مراقبت و اخفاء حال کی تاکید فرماتے۔ اور تکرار کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی نہایت ترغیب دلاتے۔ اور فرماتے کہ تمام عالم بمقابلہ اس کلمہ معظم کے مثل قطرہ کے ہے بمقابلہ دریائے محیط کے اور فرماتے کہ یہ کلمہ طیبہ جامع کمالات ولایت و نبوت ہے۔ اور فرماتے کہ فقیر کو معلوم ہوا ہے۔ کہ اگر تمام جہان کو ایک مرتبہ کلمہ پر بخشدیں اور بہشت میں بھیجدیں تو بھی گنجائش رکھتا ہے۔ اور فرماتے کہ اس کے برابر کوئی آرزو دل میں نہیں ہے کہ ایک گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر اس کلمہ کے تکرار سے متلذذ و محظوظ ہوں۔ مگر کیا کیا جائے۔ کہ یہ آرزو میسر نہیں اور مریدوں کو کتب فقہ کے مطالعہ کی تاکید فرماتے۔ تاکہ معلوم ہو کہ کونسا مسئلہ مفتی بہ ہے۔ اور کون مسنون و معمول بہ۔ اور کون بدعت و مردود۔ حضرت کے اصحابوں سے خاموشی کی صحبت ہوتی۔ اور اصحاب پر اس قدر دہشت و ہیبت غالب تھی۔ کہ مجال انبساط و دم زدن نہ تھی۔ اور حضرت کی تمکین اس درجہ کی تھی۔ کہ باوجود تواتر و تکاثر واردات متنوعہ و متلونہ ہرگز کبھی اثر تلوین ظاہر نہیں ہوا۔ البتہ بسبیل مدت چشم پرآب ہوجاتی۔ اور گاہ گاہ اثنائے بیان حقائق میں تلون رنگ رخسارہ و دیدہ ہوجاتا۔

آپ کی نماز چاشت بعدہٗ نماز ضحی یعنے نماز چاشت کی آٹھ رکعت ادا کرتے۔ ہر چند کہ چار رکعت جو اول پڑھتے تھے۔ داخل ضحی تھیں۔ حاصل یہ کہ نماز ضحی بارہ رکعت پڑھتے تھے اور کبھی بسبب قلب انہیں چار رکعت پر جو کہ اول بنام اشراق پڑھتے اکتفا فرماتے۔ اور کبھی وہی اول پر اور قرأت نماز چاشت میں بعد فاتح سبح اسم اور والشمس اور واللیل اور والضحیٰ اور چہار قل پڑھتے تھے۔ اوائل حال میں نماز تہجد والضحیٰ و فی الزوال میں اکثر تکرار قرأت سورہ یٰسین فرماتے حتیٰ کہ گاہ گاہ اتنی اتنی مرتبہ اس سورہ کا دن رات میں پڑھنے کا اتفاق ہوجاتا۔ اور آپ نماز ضحی خلوت میں ادا فرماتے تھے۔

آپ کا طعام و قیلولہ بعدہٗ مجلس میں تشریف لے جاتے اور کھانا تناول فرماتے اور کھاتے وقت فرزندان اصحاب و بچوں کو طعام تقسیم فرماتے اور خادموں میں سے اگر کوئی شخص موجود نہ ہوتا۔ تو اس کے حصہ کا کھانا رکھ چھوڑنے کے واسطے ارشاد فرماتے۔ حضرت کے گھر کا کھانا بہت لذیذ ہوتا۔

نقل ہے۔ کہ جب حضرت لشکر سلطانی کے ہمراہ تھے بادشاہ کا گذر سرہند شریف میں ہوا۔ حضرت نے بادشاہ کی دعوت کی۔ بادشاہ کھانا کھا کر نہایت خوش ہوا۔ اور کہا کہ ایسا لذیذ کھانا کبھی نہیں کھایا ہوگا۔ کیونکہ یہاں کی سی سرایت انوار و نسبت اطہارت اس کے کھانے میں کہاں۔ راقم الحروف کا تجربہ ہے۔ کہ جو خادم حضرت والدی مرشدی و مولائی حضرت حافظ عباس علیخان صاحب قادری و نقشبندی مجددی قدس سرہٗ کے گھر کے کھانے میں خواہ وہ کیسا ہی خشک ہوتا۔ لذت پاتے

کسی امیر و کبیر کے کھانے میں خواہ وہ کیسا ہی عمدہ ہوتا نہیں پاتے وہی سرایت انوار و نسبت کی وجہ ہے کھانا کھاتے وقت حضرت داہنا زانوں کھڑا کر لیتے۔ اور بایاں لٹا دیتے اور کبھی داہنا زانو لٹا دیتے۔ اور گاہ گاہ دونوں زانو کھڑا کر لیتے اور بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرتے اور بعض اوقات یہ دعا پڑھتے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ فَاللّٰهُ خَیْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ۔ اور سورہ لایلاف پڑھتے اور بعد کھانا کھا چکنے کے اگر طعام نمکین ہوتا تو دعا پڑھتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ هٰذَا الطَّعَامَ اللَّطِیْفَ الْمَلِیْحَ بِغَیْرِ حَوْلٍ وَّلَا قُوَّةٍ۔ اور اگر طعام شیریں ہوتا تو هٰذَا الطَّعَامُ الْحُلْوُ فرماتے اور کبھی یہ دعا پڑھتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَاَسْقَانَا وَاَشْبَعَنَا وَاَرْوَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ اور اگر کسی کی دعوت نوش فرماتے تو یہ بھی پڑھتے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاٰکِلِهٖ وَلِمَالِکِهٖ وَلِمَنْ کَانَ لَهٗ شَیْئًا فِیْهِ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ۔ اگر صاحب طعام موجود ہوتا تو فرماتے۔ جَزَاکُمُ اللّٰهُ وَعَلَی خَیْرًا۔ اور اگر صاحب طعام غائب ہوتا تو جَزَاهُمُ اللّٰهُ خَیْرًا۔ اور کبھی یہ دعا پڑھتے۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی اَجْعَلْهَا عَوْنًا عَلٰی مَا تُحِبُّ۔ مگر کھانے کے بعد ہاتھ اٹھا کر فاتحہ نہ پڑھتے تھے۔ جیسا کہ عام ملا کرتے ہیں۔ اور تین انگلیوں سے لقمہ لیتے۔ اور جب خواہش نہ ہوتی حلق تک لیجا کر مزہ لے لیتے۔ گویا کہ کھانے کی رغبت نہیں ہے محض اس نیت سے کہ کھانا سنت ہے تناول فرماتے۔ آپ کی غذا نہایت قلیل دو چپاتی گیہوں کی ہوتی تھیں۔ اور بکری کا گوشت اور مغز (بھیجا) بہت مرغوب تھا کباب بھی دستر خوان پر ہوتے تھے۔ مع ذلک فرمایا کرتے۔ کہ بحکم اقتضائے آخر زمانہ بھوک میں کمال اتباع آنسرور دین و دنیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میسر نہیں ہوتا۔ اور کھانا نہایت خشوع و خضوع سے تناول فرماتے اور اس امر کی مریدوں کو بھی نہایت تاکید فرماتے۔ اور آپ کے ارشادات میں سے ہے کہ عارف کو کوئی چیز ملکیت سے بشریت کی طرف لانے والی کھانے سے زیادہ نہیں۔ بعدہٗ تھوڑی دیر بحکم سنت قیلولہ فرماتے تھے۔ اور جیسے کہ ہی اذان ہوئی بمجرد استماع اللہ اکبر بے اختیار بعجلت اٹھ بیٹھتے۔ اور تخت سے زمین پر اتر آتے +

آپ کی نماز فی الزوال

جس وقت آپ اذان سنتے اُس کا جواب دیتے۔ بوقت شہادت ثانیہ تقبیل ابہامین فرما کے قُرَّةُ عَیْنِیْ بِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اور بوقت حیعلتین لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فرماتے اور فی الفور وضو کر کے مسجد میں تشریف لاتے۔ پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتے بعد ازاں چار رکعت سُنت فی الزوال بطول قرأت ادا کرتے اور فرماتے۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے زمانِ بعثت سے تا زمانِ رحلت سنت زوال ترک نہیں کیں۔ اور اس میں طوال مفصل پڑھتے۔ اور کبھی بمقتضائے گنجائش اختصار فرماتے +

آپ کی نمازِ ظہر

بعد ازاں چار رکعت سنت مؤکدہ ظہر کی پڑھتے اور بعد تکبیر اقامت خود امامت فرماتے۔ اور ظہر کے فرض ادا کرتے۔ اور قرأت طویل پڑھتے اور بعد فراغ نماز فرض کے یہ دعاء اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَاِلَیْكَ یَرْجِعُ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ پڑھ کر کھڑے ہو جاتے۔ بعد ازاں دو رکعت سنت مؤکدہ پڑھتے۔ اور پھر چار رکعت سنت زائد پڑھتے۔ بعد ازاں ظہر کے بعد کی ماثورہ دعائیں پڑھتے۔

آپ کا حلقۂ ذکر و توجہ و تعلیم دین و نماز عصر و ختم خواجگان

اس کے بعد قوم کی جانب متوجہ ہو بیٹھتے۔ اور اصحاب کے ساتھ حلقہ کرتے۔ اور حافظ صاحب قرآن شریف پڑھتے۔ اور حضرات مریدوں کو مراقبہ کراتے اور بعد فراغ کے دو ایک سبق دینی کتب کے درس فرماتے۔ اور جب بعد مثلین وقت عصر ہو جاتا تو تجدید وضو کے واسطے اٹھتے اور چار رکعت سنت عصر ادا کرتے۔ بعد ازاں خود امامت کرتے اور بجماعت کثیر فرض ادا کرتے۔ بعد ازاں ادعیہ ماثورہ وقت عصر کو پڑھ کر قوم کی طرف پھر بیٹھتے اور اصحاب ختم خواجگان پڑھتے اور حلقہ کرتے اور حافظ صاحب قرآن پڑھتے۔ اور حضرت اور اصحاب مراقب بیٹھتے اور کبھی احوال پرسی کا شغل کرتے۔ اور متوجہ حال طالبان ہوتے۔ اور ان کی ترقی کے واسطے ہمت فرماتے اور کبھی کچھ اور عمل صالح کرتے۔

آپ کی نماز مغرب اور صلوٰۃ اوابین

بعد ازاں اول وقت نماز مغرب پڑھتے اور بعد ادائے فرض دس مرتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پڑھتے اور سات دفعہ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ پڑھتے۔ بعد ازاں چھ یا چار رکعت نماز اوابین پڑھتے۔ اور اکثر اوقات اس میں سورہ واقعہ و سورہ اخلاص اور گاہے چھ رکعت پڑھتے۔

آپ کی نماز عشاء و وتر

بعد زوال بیاض افق کہ نزدیک امام اعظم صاحب شفق اسی سے مراد ہے وہ وقت عشاء متفق علیہ ہے مسجد میں تشریف لاتے اول دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتے۔ بعد ازاں چار رکعت یا دو رکعت سنت گذارتے اور پھر فرض ادا کرتے اور بغیر اس کے کہ ادعیہ پڑھیں صرف اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ دعا تک پڑھ کر اٹھ کھڑے ہوتے۔ اور دو رکعت سنت مؤکدہ پڑھتے۔ بعد ازاں چار رکعت اور مستحب پڑھتے۔ بعد ازاں وتر پڑھتے۔ بعد الم سجدہ پڑھتے اور کبھی بعد فرض چار رکعت میں سورۂ سجدہ و تبارک و قل یا ایھا الکافرون و قل ہو اللہ پڑھتے۔ اور دعا قنوت حنفی و شافعی کہ حنفیوں نے جمع کیا ہے۔ اور اول بیان ہو چکی ہے جمع کرتے۔ بعد ازاں دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے۔ اول رکعت میں اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ اور دوسری رکعت میں قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھتے آخر میں ان دو رکعت کو ترک کر دیا تھا۔ اور ارشاد فرماتے تھے۔ کہ اس میں اختلاف ہے۔

Marfat.com

آپ کے اوراد آپ بلاناغہ رسالہ صلوٰۃ تاسورہ جو ایک جزو سے زیادہ ہے۔ اور دلائل قادریہ جو حضرت غوث الاعظم رح کا مصنفہ درود ہے۔ کبھی بعد ظہر اور کبھی بعد عشاء پڑھا کرتے تھے۔

عام مسائل نماز بر وقتِ نماز حضرت ہر دو ابہام کان کی لو تک لے جاتے اور ہاتھوں کی انگلیوں کو بغیر اس کے کھلی یا چوڑی رکھیں۔ بلکہ متوجہ قبلہ رکھتے اور اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھوں کو نیچے لاتے اور زیرِ ناف داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر اس طرح سے رکھتے کہ داہنے ہاتھ کی خنصر اور ابہام سے حلقہ ہو جاتا۔ اور تین انگلیاں کلائی پر لمبی لمبی رکھی جاتیں۔ اور دونوں پیروں کے درمیان چار انگشت کا فاصلہ ہوتا اور دونوں پیروں پر برابر زور رکھتے۔ اور ایک پیر پر زور دیکر دوسرے کو آرام نہ دیتے۔ اور قیام میں سجدہ کی جگہ نگاہ رکھتے اور بنہایت تجوید و تعمق معانی و اسرار قرآنی سے قرأت پڑھتے۔ بعد ازاں تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں جاتے اور قدموں پر نظر رکھتے۔ اور سر پشت کے ساتھ برابر کرتے۔ اور زانوں کو انگلیاں کھولکر مضبوط پکڑتے اور زانو ٹیڑھا نہ ہونے دیتے۔ بعد ازاں قومہ بمقدار تسبیح جلسہ کرتے اور بحالِ انفراد سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہتے۔ اور دونوں سجدوں کے درمیان بقدر تسبیح جلسہ کرتے اور سجدہ میں ناک کی نوک پر نگاہ رکھتے۔ اور پیٹ کو زانو سے اور زانو کو بازو سے جدا رکھتے۔ اور بوقت سجدہ تمام اعضا پر برابر زور دیتے۔ اور تشہد میں دونوں پیروں کی انگلیوں کو قبلہ کی جانب متوجہ رکھتے۔ اور کنار پر نظر رکھتے اور حضرت کے تمام اصحاب نماز میں حضرت کی تقلید کرتے۔ بہت سے آدمی حضرت کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر فریفتہ ہوتے۔ بعد نماز عشاء اور قبل سونے کے حضرت سورۃ فاتحہ و آیۃ الکرسی و اٰمن الرسول تا آخر اور آیۃ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ تا مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ اور آیہ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ الخ اور چار نفل پڑھتے۔ اور جس وقت لیٹتے پہلوے راست پر تکیہ کرتے اور داہنے ہاتھ کو داہنے رخسار مبارک کے نیچے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے۔ اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لَنَا وَاِنْ اَرْسَلْتَنَا فَاحْفَظْنَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصّٰلِحِيْنَ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيْ اِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ وَاَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَيْكَ لَا مَلْجَاءَ وَلَا مَنْجَاءَ مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ وَبِرَسُوْلِكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَحْمَدُكَ بِكُلِّ لِسَانٍ وَاَسْتَعِيْذُ بِكَ مِنَ الْبَلَايَا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ اَعُوْذُ بِكَلِمٰتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ تین مرتبہ اس کلمہ کی تکرار کرتے۔ پھر تینتیس مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس مرتبہ الحمد للہ اور تینتیس مرتبہ اللہ اکبر اور ایک مرتبہ

Marfat.com

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ اَبَدًا ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اور کبھی آپ تشہد میں انگشتِ شہادت نہ اٹھاتے تھے، اور کبھی بجماعت نماز نفل سوائے تراویح اور کسوف نہ پڑھتے تھے۔ اور نماز خسوف منفرد ادا کرتے تھے۔

آپ کی نماز جمعہ وعیدین وتراویح وغیرہ

نماز جمعہ کو جس طرح کہ علماء حنفیہ نے فرمایا ہے اسی طرح ادا کرتے اور بعد فرض جمعہ سات دفعہ سورہ اخلاص اور سات دفعہ معوذتین مع بسم اللہ اور احتیاطاً بعد ادائے جمعہ صلوٰۃ ظہر کو ادا فرماتے۔ کہ کل شرائط جمعہ بقول بعض فقہا اس وقت پائی نہیں جاتیں۔ اور اس طرح نیت کرتے۔ نَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّيَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَرْبَعَ رَكَعَةٍ اٰخِرِ فَرْضِ الظُّهْرِ اَدْرَكْتُ وَقْتَهٗ وَلَمْ اَدِّهٖ (ترجمہ ہیں نے چار رکعت آخر فرض ظہر کی نیت کی، ہا یا وقت اس کا اور نہ ادا کیا تھا اس وقت تک) اگر کبھی کچھ بیماری وغیرہ ہوتی، اور نماز جمعہ کو نہ پہنچتے تو منفرد ادا کرتے۔ اور اسی طرح سے سفر میں بھی طریقہ جاری رکھتے۔ اور آخر عشرہ رمضان میں مسجد میں اعتکاف کرتے! اور عشرہ ذی الحج میں عزلت اختیار کرتے۔ اور ان عشرات میں طاعات واذکار وصیام کی طرف بہت راغب ہوتے اور درود پڑھتے۔ اور شبہائے جمعہ کو مع اصحاب حلقہ کرکے درود شریف پڑھتے۔ عید الضحیٰ کو راہ میں تکبیریں باواز بلند کہتے۔ اور عشرہ ذی الحج کو حاجیوں کی مشابہت کرکے سر اور ناخن نہ ترشواتے۔ صرف بعض ادعیہ ماثورہ پڑھا کرتے تھے۔ اور عشرہ ذی الحج میں ہر روز نماز عشا اور نماز فجر کی دوسری رکعت میں سورہ والفجر پڑھتے۔ اور تعریف بغیر عرفہ کو یعنی ان احکام کی یہاں بجا آوری جن کو حاجی لوگ عرفات میں کرتے ہیں، مکروہ جانتے تھے۔ اور نماز تراویح کی بیس رکعت ادا کرتے اور سفر وحضر میں بجمعیت تمام ادا کرتے۔ اور تین قرآن شریف سے کم ماہ صیام میں ختم نہ کرتے اور ہر چہار رکعت تراویح کے بعد تین دفعہ سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ۔ اور ہر دو رکعت کے بعد یہ دعا پڑھتے يَا كَرِيْمَ الْمَعْرُوْفِ يَا قَدِيْمَ الْاِحْسَانِ اَحْسِنْ عَلَيْنَا بِاِحْسَانِكَ الْقَدِيْمِ يَا اللّٰهُ اور ختم کل تراویح پر یہ دعا پڑھتے اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الرِّضْوَانَ وَالْجَنَّةَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ اَللّٰهُمَّ يَا خَالِقَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ بِرَحْمَتِكَ يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ يَا كَرِيْمُ يَا سَتَّارُ يَا رَحِيْمُ

Marfat.com

یَا بَاقِیُ اَجِرْنَا یَا مُجِیْرُ یَا مُجِیْرُ یَا مُجِیْرُ بِعِزَّتِكَ وَفَضْلِكَ رَبِّیْ - اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا یَا غَفُوْرُ یَا غَفُوْرُ - اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ وَالْمُعَافَاتِ الدَّائِمَةَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ - دیگر ایام میں چونکہ خود حافظ قرآن تھے۔ بعد ظہر ہمیشہ تلاوت فرماتے تھے۔ اور حلقات میں استماع قرآن شریف ہمیشہ جاری تھا۔ اور نماز وغیرہ میں اس طرح قرات پڑھتے تھے۔ کہ گویا ادائے معنی ضمن الفاظ میں فرماتے جاتے ہیں۔ اور سامعین کو بدیہی طور سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ اسرار قرآنی اس مقرب سبحانی پر وارد ہو رہے ہیں۔ بہت سے آدمی جو کہ مرید بھی نہ ہوتے تھے۔ کہتے کہ حضرت قرآن اس طور سے پڑھتے ہیں۔ گویا الفاظ اُن کے دل سے نکلتے ہیں۔ اور ہرگز آواز بنا بنا کر نہ پڑھتے تھے۔ اور نماز تراویح میں اکثر سامعین کو غنودگی ہو جاتی تھی لیکن حضرت کو کبھی کچھ نہ ہوتی تھی اور اسی طرح کھڑے کھڑے قرآن سنتے۔ ملا بدرالدین سرہندیؒ نے لکھا ہے کہ ایک روز میں نے حضرت سے عرض کیا۔ کہ کیا باعث ہے۔ کہ آپ کو کبھی غنودگی نہیں ہوتی۔ فرمایا شناوری دریا اسرار قرآنی فرصت نہیں دیتی۔ کہ پلک بھی جھپکاؤں۔ سفر میں منزل پہنچنے تک تلاوت قرآن فرماتے۔ اور جس وقت آئیت سجدہ آتی۔ فی الفور سواری سے اتر کر زمین پر سجدہ کرتے۔ اور حالت انفراد میں تسبیحات رکوع و سجود پانچ و سات بلکہ نو و گیارہ پڑھتے۔ اور کبھی تین تین پر اختصار فرماتے۔ حسب موقع ادا فرماتے۔ کہ شرم آتی ہے۔ کہ باوجود قوت و استطاعت حالت انفراد میں اقل تسبیحات پر اختصار کیا جائے۔ اور حالت امامت میں اس قدر کہتے کہ مقتدی بفراغت تین مرتبہ کہہ سکیں ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

چوتھا جوہر

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی تصانیف تعلیم طریقہ وصال صاحبزادگان اور خلفاء کے بیان میں

آپ کی تصانیف علوم شریعت اور معارف طریقت میں آپ کی بے شمار تصانیف ہیں۔ ان میں سے صرف وہ تصنیفات جن کے مسودہ باقی رہ گئے تھے۔ اور وہ مرتبہ شہرت کو پہنچیں (۵،۶۴) ہیں۔

۱۔ اثبات النبوۃ۔ اس میں آپ نے ابوالفضل وغیرہ دہریہ اور اکثر ملحدین کے اقوال کا رد کر کے آنحضرت صلعم کی نبوت کا بدلائل عقلیہ و نقلیہ نہایت شرح وبسط سے ثبوت دیا ہے۔

۲۔ رسالہ ردّ روافض۔ اس میں آپ نے شیعہ شنیعہ کے اس رسالہ کا دندان شکن جواب دیا ہے جو انہوں نے بوقتِ محاصرہ مشہد مقدس علماء ماوراء النہر کو قتل کرنے اور ان کا مال لوٹنے کے جواز میں لکھا تھا۔

۳۔ شرح رباعیات حضرت خواجہ باقی باللہ الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

۴۔ تعلیقات عوارف۔ جو آپ نے بطور ایک اعلیٰ حاشیہ کے عوارف پر تحریر کیا ہے۔

۵۔ رسالہ علم حدیث۔

۶۔ رسالہ حالاتِ خواجگان نقشبند۔

۷۔ رسالہ تہلیلیہ۔

۸۔ رسالہ مکاشفات غیبیہ۔

۹۔ رسالہ آداب المریدین۔

۱۰۔ رسالہ مبدء ومعاد۔

۱۱۔ رسالہ معارف لدنیہ۔

رسالہ نمبر ۱۰ و ۱۱ میں آپ نے اپنے مکاشفات اور مقاماتِ خاصہ بیان فرمائے ہیں۔ ان رسالوں کے سوا آپ کے (۵۳۶) مکتوب ہیں۔ کہ ہر ایک اُن میں سے بمنزلہ ایک مستقل رسالہ کے ہے۔

آپ کے مکتوبات شریف آپ کے کل مکاتیب (۵۳۶) ہیں جو تین جلدوں میں منقسم ہیں۔

Marfat.com

جلد اوّل موسوم باسم تاریخی دُرُّ المعرفت اس میں بموجب تعداد پیغمبران مرسل یا بعدد اصحاب بدر (۳۱۳) مکتوب ہیں۔ اُس کو آپ کے خلیفہ حضرت مولانا یار محمد الجدید البدخشی الطالقانی نے ۱۰۲۵ھ میں جمع کیا۔

(نوٹ) بدخش مخفف بدخشان کا اور طالقان ملکِ فارس میں ایک شہر کا نام ہے)۔

جلد ثانی۔ موسوم باسم تاریخی نور الخلائق اس میں صرف (۹۹) مکتوب ہیں۔ اس کو آپ کے خلیفہ حضرت مولانا عبدالحی حصاری نے ۱۰۲۸ھ میں جمع کیا۔

جلد ثالث۔ موسوم بہ اسم تاریخی معرفۃ الحقائق اس میں (۱۲۲) مکتوب ہیں۔ اس کو آپ کے خلیفہ حضرت مولانا خواجہ محمد ہاشم برہانپوری نے ۱۰۳۱ھ میں جمع کیا۔

آپ کے مکتوبات قدسی آیات میں اعلیٰ اعلیٰ معارف اور عمدہ عمدہ حقائق بیان ہوئے ہیں۔ عرب و عجم کے علماء اور سر آمد مشائخ نے انکو ملاحظہ کر کے آپ کی مجددیت کی تصدیق کی۔ اور آپ کی تصانیف کی توصیف میں تقریظیں اور رسالے تحریر کئے۔ واضح ہو کہ مکتوبات شریف کے مضامین کی رفعت منزلت دو اعتبار سے ہے۔ ایک یہ کہ بسبب مرور ایام و دوری زمانہ مسعود آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم دین میں بڑے بڑے نقائص اور خرابیاں پیدا ہوگئی تھیں۔ دربار اکبری کے ہمرنگ مسلمانوں میں ایک ملحد گروہ قائم ہو گیا تھا۔ جو توحید کو بغیر رسالت اسلام کے لئے کافی سمجھتا تھا۔ فلسفیوں نے ابطالِ نبوت پر کتابیں لکھدی تھیں۔ جاہل صوفیوں نے طریقت کو شریعت سے علیحدہ اور آزاد ٹھیرایا تھا۔ احکام قرآن و احادیث کی پابندی کو بالائے طاق رکھ دیا تھا نہ الہام اور ابہام میں تمیز رہی تھی۔ نہ کشف اور وساوس شیطانی میں فرق باقی تھا صوفیائے متقدمین کے شطحیات کی غلط غلط توجیہات قائم کر کے ان کو قابل عمل در آمد قرار دیا جا رہا تھا جب آپ کا ظہور ہوا۔ آپ نے اپنی تصنیفات میں نہایت خبریت سے ان سب بے دینوں کا مقابلہ کیا۔ اور کتاب و سنّت سے ہر امر کا فیصلہ فرما دیا۔ اور جو خلافِ شرع کلام صوفیاء متقدمین کا کشف حقیقی کے درجہ میں شمار ہوتا تھا اس کو بھی صاف کر دیا مثلاً ارشاد حضرت شیخ اکبر اَلْوِلَایَۃُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّۃِ وغیرہ مقاماتِ سلوک کے بیان میں اگر کسی سے کچھ چوک یا غلطی ہوئی تھی۔ اس کو بھی آپ نے صحت کر کے وضاحت کر دی مثلاً جناب شیخ نے فصوص الحکم میں مرتبہ جمع تشبیہ و تنزیہ کو اعلیٰ ترین قیام مقعد صدق تحریر فرمایا ہے۔ وَ شُبَّہَ وَ نُزِّہَ وَ قُمْ فِیْ مَقْعَدِ الصِّدْقِ (ترجمہ: تشبیہ و تنزیہ کے مقام کو جمع کر کے پہنچے تو مقام مقعد صدق کو۔ آپ نے اس کی تصحیح میں مکتوب ۹ دوسری جلد میں تحریر فرمایا کہ

اصل عبارت	ترجمہ
ثمرۂ کفر طریقت تشبیہ است و نتیجہ اسلام طریقت	کفر طریقت کا ثمرہ تشبیہ ہے اور اسلام طریقت

Marfat.com

تنزیہہ قدر فرق کہ درمیان تشبیہ و تنزیہہ است ہماں قدر فرق کہ درمیانِ کفر و اسلام طریقت است طائفہ کہ جمع تشبیہ و تنزیہہ کردہ اند و آنرا کمال دانستہ اند آں تنزیہہ نیز از جملہ تشبیہ است کہ در نظرِ شاں تنزیہہ در آمدہ ست والا تشبیہ را چہ یارا کہ با تنزیہہ حقیقی جمع شود و در شعشعان انوار آں مضمحل و ناچیز نگردد۔

کا نتیجہ تنزیہہ جس قدر فرق کہ درمیان تشبیہ تنزیہہ کے ہے اسی قدر فرق درمیان کفر و اسلام طریقت کے ہے۔ وہ گروہ مشائخ جنہوں نے کہ تشبیہ اور تنزیہہ کو جمع کیا ہے۔ اور اس کو کمال خیال کیا ہے۔ در حقیقت وہ تنزیہہ کو نہیں پا سکے جس کو انہوں نے تنزیہہ سمجھا ہے۔ واقع میں وہ بھی تشبیہ ہی ہے ورنہ تشبیہ کو کیا قدرت ہے جو تنزیہہ حقیقی کے ساتھ میں جمع ہوسکے اور اس کے انوار کی چمک میں مضمحل اور ناچیز نہ ہو جائے۔ چنانچہ ضرب المثل ہے کہ آفتاب کے روبرو ستارے نہیں چمکتے +

۵

بلے ہر جا شود مہر آشکارا
مہارا چنہ نہاں بودن چہ چارا

دوسرے یہ کہ آپ کے بعض مکتوبوں میں وہ معارف و مقامات عالیہ بیان ہوئے ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ نے آپ کو مخصوص طور پر بلا شرکت دیگر اولیاء اللہ عطا فرمائے ہیں۔ جیسے امامت۔ سابقیت۔ خالصیت۔ تحلیصیت۔ اصالت اور قیومیت۔ مجددیت الف ثانی۔ و دیگر کمالات نبوت و رسالت وغیرہ +

مکتوبات شریف کی تردیدات

مکتوبات شریف کی تردید کرنا تو دوسری بات ہے۔ اُن کا سمجھنا ہی بغیر لیاقت کاملہ اور عنایت الٰہیہ ہر ذی علم کو دشوار ہے۔ پھر تردید کرنا خواہ وہ غلط ہو یا صحیح اور مشکل ہے۔ تاہم بعض بعض مکتوب کی تردید ضرور لکھی گئی۔ اور اس کے دو باعث ہوئے :

ایک یہ کہ آپ کا ایک مرید حسن خان افغانی آپ سے منحرف ہو کر کچھ مسودات مکتوبات شریف چرا کر لے بھاگا تھا۔ اس نے اُس میں ترمیم اور تحریف کر کے متعدد نقول کر کے بغرض اغوا علمائے وقت کے پاس بھیجدیں۔ جس نے دیکھا۔ آپ سے غیر معتقد ہو گیا۔ بعض بعض نے تردید بھی لکھی۔ مگر رفتہ رفتہ حسن خان کے واقعہ کا اور تحریف کا بھی لوگوں کو علم ہوتا گیا۔ جس جس نے تردید لکھی تھی۔ معذرت چاہی +

چنانچہ شیخ فتح محمد فتحپوری چشتی اپنی کتاب مناقب العارفین میں لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالحق کے صاحبزادہ مولانا نورالحق سے معلوم ہوا کہ آپ نے مکتوبات شریف کے رد میں شیخ نے رسالہ لکھا تھا۔ جب اُن کو حسن خان کی تحریف کا واقع معلوم ہوا تو انہوں نے معذرت کا مکتوب لکھا۔ حالانکہ جناب مجدد رحمۃ اللہ اور شیخ پیر بھائی اور حضرت خواجہ کے مرید ہیں +

دوسرا باعث یہ ہوا۔ کہ جب آپ کی ذات بابرکات سے کرامات ظاہرہ اور کمالات باہرہ کا اظہار

ہوا۔ اور ہر طرف نورِ سنت پھیلا ظلمت۔ شرک و بدعت دُور ہوئی۔ آپ کا عالمگیر شہرہ ہوا بعض بے دینوں میں آتشِ حسد بھڑکی۔ اور آپ کی کلام معجز نظام کی تردید میں کوشاں ہوئے۔ محمد صالح گجراتی نے ایک رسالہ بنام اشتباہ لکھا۔ اور محمد عارف اور عبداللہ سورتی کو اغوا کر کے ان سے کچھ روپیہ فراہم کر کے سید محمد برزنجی مدنی کے پاس پہنچکر اس سے بھی آپ کے مکتوب کا رَدّ لکھوایا۔ اور اس کا ایراد البرزنجی نام رکھا گیا۔ اور قشاشی نے بعداوت آپ کے خلیفہ حضرت شیخ آدم بنوری کے مکتوبات کے رد میں ایک رسالہ لکھا اور اس کا نام اسرار المناسک رکھا +

تردیدات کے جوابات ان تردیدات کے جواب بھی نہایت بسط و شرح سے لکھے گئے۔ اگرچہ شیخ کے معذرت کر لینے کے بعد ان کے رسالہ کی تردید کی ضرورت باقی نہ تھی لیکن مولانا وکیل احمد سکندر پوری نے اس کا جواب شافی ہدیہ مجددیہ اور اشتباہ محمد صالح کا دندان شکن جواب انوار احمدیہ تحریر کیا۔ اور اس میں ضمناً قشاشی کے رسالہ اسرار المناسک کا بھی جواب دے دیا +

ایراد البرزنجی اگرچہ ایک نہایت ہی غیر معتبر اور بالکل ہی بے حقیقت رسالہ تھا۔ حرمین شریفین کے تمامی علماء نے اس کی صحت کی تصدیق پر مہریں کرنے سے کلیتہً انکار فرما دیا۔ تاہم حضرت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی نے اس کا مفصل جواب دیا اس کا نام الکلام المنجی فی ایراد البرزنجی رکھا۔ اور علامہ وقت شیخ نورالدین محمد بیگ نے رد برزنجی میں ایک مفصل رسالہ لکھا۔ اس رسالہ کی صحت پر علماء حرمین الشریفین مثل عبداللہ الافندی۔ شیخ احمد الہنشی۔ سید اسعد المفتی المدنی الحنفی۔ امام العلی الطبری المفتی الشافعی۔ عبدالرحمن بن محمد الصالح الامام المالکی۔ محمد بن القاضی الحنفی۔ شیخ حسن الحنفی۔ مرشد الدین بن احمد المرشدی نے مہریں اور دستخط کئے۔ شیخ معظم عالم محترم سید محمد آفندی اور شیخ الاسلام مکہ معظمہ مذہب حنفیہ شیخ عبداللہ آفندی عتاقی زادہ نے تقریظیں لکھیں۔ اُن کے مضمون کا عشر عشیر ماحصل یہ ہے کہ شیخ صالح نے جو گجراتی ہے بااور تگ آبادی اور اس کے اتباع محمد عارف اور عبداللہ سورتی نے مکتوبات قدس آیات سے عالم ربانی عارف حقانی حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی میں سب کچھ تحریف اور کمی بیشی کر کے عربی ترجمہ کرا کے بہمراہی زر کثیر سید محمد برزنجی مدنی کے پاس رَدّ لکھنے کی غرض سے بھیجے۔ برزنجی نے بطمع نفسانی رَدّ لکھ دیا۔ فوراً ہی فاضل اجل عالم باعمل شیخ نورالدین محمد بیگ نے آپکے اصل مکتوبات ہندوستان سے منگا کر مقابلہ کیا۔ تو ثابت ہوا۔ کہ وُہ اصل تحریف شدہ مکتوب تھے۔ اور درحقیقت ان کا کلام معجز نظام معارف اور حقائق کا گنجینہ اور شرائع اور احکام کا خزینہ ہے۔ ایسے کلام کی تردید ضلالتِ بین اور گمراہی ظاہر ہے۔ ان کے مکتوبات کو دستور العمل قرار دیں +

آپکے طریق کی تعلیم اور دیگر طرق سے فرق اولیاءِ سلف کے سلوک سیر حسب ذیل ہے :۔

۱۔ سیر الی اللہ۔ اس میں عالم خلق۔ عالم امر۔ واحدیت اور وحدیت کی سیر ہوتی ہے ⁛
۲۔ سیر فی اللہ۔ اس میں احدیت کی سیر ہوتی ہے۔ جس کی آپ اپنی تحقیق میں فرماتے ہیں۔ کہ یہ سیر حقیقتاً ظلالِ اسماء وصفات کی ہے ⁛
۳۔ سیر عن اللہ باللہ۔ اس میں احدیت سے کثرت خلق کی طرف نزول کی سیر ہوتی ہے۔
(نوٹ) مراد عالم خلق سے مخلوق تحت العرش۔ عالم امر سے مخلوق فوق العرش ملائک وغیرہ واحدیت سے مفصل صفاتِ الہی وحدت سے مجمل صفاتِ الہی۔ احدیت سے ذات بحت جو ہر قسم کے اعتبار سے منزہ ہے۔ یہی پانچ مرتبے ایک مرتبہ انسان جامع۔ مراتب ستہ کہلاتے ہیں۔ اور یہ مراتب محض اعتباری ہیں۔ ورنہ وہ ایک ہی ذات ہے۔ جو قدم سے امکان تک موجود ہے ⁛

آپ کے سلوک کی سیر حسب ذیل ہے :۔

۱۔ ولایت صغریٰ یا ولایت اولیاء۔ اس میں سیر الی اللہ ہوتی ہے۔ نیز وہ سیر جس کو دیگر اولیاء نے "سیر فی اللہ" سمجھا ہے۔ اور حقیقت میں وہ سیر ظلال ہے ⁛
۲۔ ولایت کبریٰ یا ولایت انبیاء۔ اس میں اصل اسماء وصفات کی سیر ہوتی ہے۔ جو اور طریقوں میں نہیں ہے ⁛

اس کے علاوہ اور ۱۶ یا ۱۷ مقام مفصلہ ذیل ہیں۔ جو قبل ذاتِ بحت اس سلوک میں طے ہوتے ہیں ⁛

(۱) ولایت علیا یا ولایت ملائک (۲) کمالاتِ نبوت (۳) کمالاتِ رسالت (۴) کمالاتِ اولوالعزمی اس کے بعد یا (۵) قیومیت اشیاء یا (۶) حقیقت کعبہ (۷) حقیقت قرآن (۸) حقیقت صلوٰۃ (۹) بعض لوگوں کو حقیقت صوم (۱۰) معبودیت صرفہ (۱۱) عبدیت یا (۱۲) خلت حقیقت ابراہیمیہ (۱۳) محبت حقیقت موسویہ (۱۴) محبوبیت ممتزجہ حقیقت محمدیہ (۱۵) تجنبو ساذجہ حقیقت احمدیہ (۱۶) تعین حبی (۱۷) تعین وجودی۔ اس کے بعد دائرہ لاتعین یعنی ذات بحت مع الصفات الثمانیۃ الحقیقیہ ⁛

آپ کی مرض الموت شب برات ۱۰۳۳ھ کو آپ نے اپنی وفات کے متعلق ظاہر فرمایا۔ کہ اسی سال ہی ہوگی حتیٰ کہ آپ عید الضحیٰ کی نماز سے فراغت پاکر دولت سرا کو تشریف لائے۔ تو اپنے خلفاء اور مریدین سے فرمایا۔ کہ بموجب عدد عمر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میری عمر بھی ۶۳ سال ہوگی۔ اور اس کا وقت قریب آگیا ہے۔ آپ سب کو لازم ہے۔ کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل کرتے رہیں۔ پانچ چار روز کے اندر ہی آپ کو مرض ضیق النفس کا دورہ شروع ہوگیا۔

حتٰے کہ ۱۲ تاریخ محرم ۱۰۳۴ھ ہوئی۔ آپنے تعداد ایام باقیہ ظاہر فرمادی۔ اور ایک روز اپنے والد ماجد کے مزار شریف کی آخری زیارت کو تشریف لے گئے۔ اور دیر تک مراقب رہے۔ اور اُس قبرستان کے اہلِ قبور کے لئے بہت کچھ دُعاءِ مغفرت فرمائی۔ اور وہاں سے جدِّ اعلےٰ حضرت امام رفیع الدین کے مزار پر تشریف لے گئے۔ اور اسی طرح سے مراقبہ فرمایا۔ اور وہاں کے اہل قبور کے لئے دُعاءِ مغفرت فرما کر رخصت ہوئے۔ اور دولت خانہ کو تشریف لائے حتّٰی کہ ۲۲ صفر کو آپنے اپنے مُریدین اور صاحبزادگان سے فرمایا۔ کہ اللہ پاک مجھ کو وہ سب کچھ عطاء فرما چکا جو بشر کو عطا کیا جاسکتا ہے۔ یہ سُنکر سب پر بہت بڑا اثر آپکی جدائی کے پیدا ہونے کا ہوا۔ ۲۳ صفر کو آپنے تمام لباس فقراء کو خیرات کردیا۔ اور مرض مذکور کا غلبہ شروع ہوا۔ وہ شب جس کے بعد آپ کا وصال ہوا۔ باصرار تمام آپ اٹھ کر بیٹھے۔ اور جو حقائق کہ منکشف ہوئے تھے۔ بیان فرمائے۔ کہ میری ہمت کا مرغ آستان قدس تک پہنچا۔ اور آواز آئی۔ کہ یہ حقیقت کعبہ ہے۔ اس کے بعد اور عروج ہوا۔ اور مقام صفاتِ حقیقیہ تک پہنچا۔ جو بوجود ذات موجود ہیں۔ پھر میں شیونات ذاتیہ تک پہونچا۔ وہاں سے ذات بحت تک پہنچا۔ جو ہر قسم کے اعتبارات اور نسبتوں سے معرّا ہے۔ اور گرد ظلیّت نے وہاں تک راہ نہیں پائی ہے ✤

اس کے بعد ضُعف کا غلبہ ہوا۔ تہجد کی نماز وضو کر کے کھڑے ہو کر ادا فرمائی۔ صبح کی نماز بھی بجماعت پڑھ لی۔ اور ہندی کا یہ مصرعہ وردِ زبان ہوا۔ ع

آج ملاوا کے پیا سب جگ دیواں وار

(ترجمہ) آج وہ دوست ملا۔ جس پر سب دنیا کو قربان کروں ✤

پھر اشراق کی نماز جمعیت کے ساتھ ادا کی۔ اور تمام ادعیہ ماثورہ پڑھتے رہے۔ اور مراقبہ میں مصروف ہو ہو جاتے تھے۔ بستر پر اس طرح سے لیٹے۔ سر شمالی طرف منہ قبلہ کی طرف داہنا ہاتھ ٹھوڑی مبارک کے نیچے اور ذکر میں مشغول ہوئے۔ سانس کی تیزی کو صاحبزادہ صاحب نے دیکھ کر عرض کیا۔ کہ مزاج کیسا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ "اچھا ہے۔ جو دو رکعت نماز پڑھ چکے ہیں کافی ہے"۔ یہ حکم آپ کا آخری کلام تھا۔ اس کے بعد اللہ اللہ جاری تھا ✤

آپ کا وصال اور عمر شریف

۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ روز دو شنبہ یا سہ شنبہ کو بوقت اشراق داعی اجل کو آپنے لبیک فرمائی۔ اور اس جہانِ فانی سے طرف عالم جاودانی کے رحلت فرمائی۔ اور عمر شریف آپ کی ۶۳ سال کی ہوئی ✤

نقل ہے کہ اُس روز زمین و آسمان روتے ہیں۔ اور آسمان کا رونا اُس کا چاروں طرف سے

شرح ہونا ہے اسی طرح سے کتاب شرح صدر میں ہے۔ آپ کو غسل دیتے وقت یہ واقعہ پیش آیا کہ دو نو ہاتھ مثل نماز کے قیام کے بستہ تھے۔ کئی مرتبہ غسل دیتے وقت کھول دئے گئے۔ پھر ویسے ہی ہو گئے۔ اور آپ کا چہرہ مبارک متبسم تھا۔ پس بموجب عدد سنت آپ کو کفن دیا گیا۔

آپ کا مدفن اور اس زمین کی فضیلت

آپ کا مدفن شریف وہی گنبد ہے۔ جس میں آپ کے بڑے صاحبزادہ اکابر اولیاء حضرت خواجہ محمد صادق رضی اللہ عنہ مدفون ہیں۔ اور یہ گنبد شریف ارض مبشرہ میں واقع ہے جس کی تفصیل تیسرے جوہر میں مذکور ہوئی ہے۔ یہ گنبد شریف کچھ بڑی عمارت نہیں ہے۔ بلکہ وہ گنبد کہ جس میں آپ کے صاحبزادہ قیوم ثانی یا اُن کے صاحبزادگان مدفون ہیں کہیں وسیع اور رفیع ہیں۔ جس وقت کہ آپ کا جنازہ روضہ مبارک (گنبد شریف) پر لایا گیا ہے۔ فوراً صاحبزادہ صاحب کی قبر مبارک جانب مشرق تقریباً ایک ہاتھ ہٹ گئی ہے اور جگہ وسیع ہو گئی۔ بجانب غرب آپ کی قبر اطہر کھودی گئی۔ اُس میں آپ مدفون ہوئے وہی زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

آپ کے صاحبزادگان اور صاحبزادیاں

آپ کے سب سات صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں:-

۱- اکابر اولیاء حضرت خواجہ محمد صادق رضی اللہ عنہ آپ ۱۰۰۰ھ میں پیدا ہوئے تھوڑی ہی عمر میں علوم ظاہر و باطن میں کمال حاصل کیا۔ آپ کی ذات بابرکات میں انواع و اقسام کے فضائل جمع تھے۔ بتاریخ ۹ ربیع الاوّل روز دوشنبہ بعمر ۱۸ سال بعلالتِ وبائی وصال فرمایا متعلق وفات واقعات عجیبہ پیش آئے ان کی تفصیل دیگر کتب میں مندرج ہے۔ اس وقت تک آپ کا نام نامی وبائی بیماریوں ہیضہ و طاعون کے لئے نقش مجرب ہے آپ اُسی گنبد مبارک میں مدفون ہیں۔ جس کی تفصیل اوپر مندرج ہے۔ آپ کی اولاد میں صرف ایک صاحب زادہ شیخ محمد تھے۔

۲- خزینۃ الرحمۃ حضرت خواجہ محمد سعید رضی اللہ عنہ آپ ۱۰۰۵ھ میں پیدا ہوئے آپ بھی علوم ظاہری و باطنی میں مثل برادر معظم کے کامل و مکمل تھے۔ تاریخ ۲۷ جمادی الثانی ۱۰۷۰ھ آپ کا وصال ہوا اس مقبرہ میں بجانب مشرق آپ مدفون ہوئے۔ اور آپ کے لئے بھی جگہ مثل حضرت والد بزرگوار روضہ شریف میں وسیع ہو گئی تھی۔ آپ کے آٹھ صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں تھیں۔

(۱) شاہ عبید اللہ (۲) شاہ لطف اللہ (۳) مولوی فرخ شاہ (۴) شیخ سعد الدین (۵) شیخ عبد الاحد (۶) شیخ خلیل اللہ (۷) شیخ محمد یعقوب (۸) شیخ محمد تقی۔

(۱) بی بی صالحہ (۲) بی بی فاطمہ (۳) بی بی شاکرہ (۴) بی بی اشرف النساء (۵) بی بی فخر النساء

Marfat.com

(۳) عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی رضی اللہ عنہ۔ آپ ۱۰۰۷ھ میں بمقام سرہند پیدا ہوئے۔ آپ بھی علوم ظاہرہ و باطن میں فرید دہر اور وحید عصر تھے۔ بعد والد بزرگوار آپ ہی کو منصب قیومیت سے سرفرازی بخشی گئی۔ بتاریخ ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ آپ کا وصال ہوا۔ ایک عظیم الشان گنبد میں آپ کا مزار شریف ہے۔ اور اس کے قریب ایک رفیع البنیان مسجد بھی ہے۔ جو آپ ہی کے نام نامی سے موسوم ہے۔ آپ کے چھ صاحبزادہ تھے۔

۱۔ حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ ولادت ۱۰۳۱ھ وفات ۸ ربیع الثانی ۱۱۲۰ھ مزار شریف روضہ مبارک حضرت قیوم ثانی میں ہے۔

۲۔ حضرت شیخ حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی قیوم ثالث ولادت ماہ ذیقعدہ ۱۰۳۴ھ وفات ۹ محرم ۱۱۱۵ھ مزار شریف ایک گنبد بزرگ بجانب شمال واقع ہے۔

واضح ہو کہ حضرت خواجہ محمد زبیر قیوم رابع آپ کے صاحبزادہ حضرت شیخ ابو العُلی کی اولاد میں ہوئے ہیں۔ گویا آپ کے نبیرہ ہیں۔

۳۔ حضرت خواجہ محمد عبید اللہ معروف بہ مروج الشریعۃ ولادت یکم شعبان ۱۰۳۷ھ وفات بتاریخ ۱۹ ربیع الاول ۱۰۸۳ھ مزار شریف روضہ مبارک حضرت قیوم ثانی میں ہے۔

۴۔ حضرت خواجہ محمد اشرف ولادت ۱۰۴۸ھ وفات ۱۱۱۷ھ میں ہے۔

۵۔ حضرت خواجہ شیخ سیف الدین معروف بہ محی السنۃ ولادت ۱۰۴۹ھ وفات بتاریخ ۲۶ جمادی الاول ۱۰۹۶ھ مزار شریف ایک گنبد کلاں میں بجانب جنوب واقع ہے۔

۶۔ حضرت شیخ محمد صدیق معروف بہ مقبول اللہ ولادت ۱۰۵۹ھ وفات سنہ ۱۱۳۰ھ میں۔ مزار شریف علیحدہ مقبرہ میں روبروئے مسجد حضرت قیوم ثانی واقع ہے۔

(۴) حضرت خواجہ محمد فرخ رضی اللہ عنہ آپ نے بعمر ۱۵ سال بحالت طالب علمی وصال فرمایا۔

(۵) حضرت خواجہ محمد عیسیٰ آپ نے بعمر ۸ سال وصال فرمایا۔

(۶) حضرت خواجہ محمد اشرف آپ نے بعمر ۲ سال وصال فرمایا۔

(۷) حضرت خواجہ شیخ محمد یحییٰ آپ کی ولادت ۱۰۲۴ھ میں ہوئی۔ اور بتاریخ ۷ جمادی الثانی ۱۰۹۶ھ وصال فرمایا۔ مزار شریف روضہ مبارک حضرت قیوم اول کے بجانب غرب ایک گنبد میں ہے۔ آپ کے تین صاحبزادہ اور ایک صاحبزادی تھی۔

۱۔ شیخ ضیاء الدین یوسف (۲) شیخ زین العابدین (۳) شیخ محمد امام صاحبزادی بی بی زینب النساء۔

حضرت قیوم اول کی صاحبزادیوں کی تفصیل یہ ہے (۱) بی بی رقیعہ بانو (۲) بی بی خدیجہ بانو۔

Marfat.com

(۳) بی بی ام کلثوم سب نے طفولیت میں وفات پائی ۔

آپ کے خلفاء آپکے خلفاء بے شمار تھے بموجب عدد سنین عمر شریف آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف ۶۳ خلفاء کا ذکر کیا جاتا ہے پس باستثنائے حضرت خواجہ محمد عیسٰے اور خواجہ محمد اشرف علیہما الرحمۃ آپکے پانچوں صاحبزادگان ممدوح خلیفہ ہیں ۔ (۶) مولانا میر محمد نعمان اکبرآبادی (۷) شیخ حمید بنگالی ۔ (۸) شیخ عبدالحی حصاری ۔ (۹) شیخ نور محمد فتنی (۱۰) شیخ مزمل پوربی (۱۱) شیخ نور بہاری (۱۲) شیخ حامد بہاری (۱۳) مولانا فرخ حسین (۱۴) سید باقر سارنگ پوری (۱۵) سید محب اللہ مانک پوری (۱۶) سید حسین مانک پوری (۱۷) مولانا شیخ عبدالہادی بدایونی (۱۸) مولانا شیخ طاہر لاہوری (۱۹) مولانا امان اللہ لاہوری (۲۰) شیخ طاہر اللہ خشنی (۲۱) حاجی خضر افغان (۲۲) مولانا صادق کابلی (۲۳) مولانا محمد ہاشم قادم (۲۴) خواجہ محمد ہاشم برہانپوری (۲۵) شیخ فضل اللہ برہانپوری (۲۶) مولانا حمیدالدین احمدآبادی (۲۷) حاجی حسین (۲۸) شیخ داؤد ساکی (۲۹) مولانا عازی گجراتی (۳۰) خواجہ محمد صدیق الکشمی الدہلوی (۳۱) شیخ بدیع الدین سہارنپوری (۳۲) شیخ احمد دیوبندی (۳۳) شیخ عبدالقادر انبالوی (۳۴) شیخ محمد حری (۳۵) شیخ سلیم البنوری (۳۶) شیخ آدم البنوری (۳۷) مولانا بدرالدین السہرندی (۳۸) شیخ خضر الہلول پوری (۳۹) مولانا محمد یوسف سمرقندی (۴۰) مولانا عبدالغفور سمرقندی (۴۱) مولانا محمد صالح الکولابی (۴۲) شیخ کریم الدین بابا حسن ابدالی (۴۳) حاجی محمد فرکتی (۴۴) مولانا یار محمد قدیم طالقانی (۴۵) مولانا یار محمد جدید طالقانی (۴۶) صوفی قربان القدیم (۴۷) صوفی قربان الجدید ارگنجی (۴۸) مولانا قاسم علی (۴۹) شیخ حسن البرکی (۵۰) شیخ یوسف البرکی (۵۱) شیخ عبدالرحیم البرکی (۵۲) مولانا صغیر احمد الرومی (۵۳) شیخ عبدالعزیز النحوی المغربی (۵۴) شیخ علی المحقق المالکی (۵۵) شیخ زین العابدین (۵۶) شیخ علی الطبری الشافعی المکی (۵۷) شیخ احمد استنبولی (۵۸) فقیہ عثمان الیمنی الشافعی (۵۹) سید مبارک شاہ بخاری (۶۰) مولانا حسن بخاری (۶۱) قاضی توکل بخاری (۶۲) شیخ المحدث عیسٰے المغربی (۶۳) شیخ محمد مدنی ۔

قصیدہ در منقبت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی از مؤلف

پلادے ساقیا ساغر مجدد الف ثانی کا — کہ ہوں مشتاق ہیں یکسر مجدد الف ثانیؒ کا
پلادے وہ مئے عرفاں کہ زائل ہو خودی جس سے — رہوں مخمور تا محشر مجدد الف ثانیؒ کا
رہے نام ونشان میرا نہ کچھ ذات وصفت باقی — رہے باقی رخِ انور مجدد الف ثانیؒ کا
ہیں درجِ گوہرِ معنی وہ برجِ مہرِ عرفانی — جہاں میں نور ہے گھر گھر مجدد الف ثانیؒ کا
عوام ان کے اشارہ سے بنیں خاصانِ حق یکدم — یہ ہے مخصوص اک جوہر مجدد الف ثانیؒ کا
کرامات اُن کی ہیں لاکھوں عیاں ہے جملہ عالم پر — بنانا قطب و غوث اکثر مجدد الف [illegible]

جناب غوث اعظم نے خبر دی اُن کی آمد کی
نہ ہوگا کوئی بھی ہمسر مجدد الف ثانی رح کا

مٹا دی شرک کی ظلمت کیا اسلام کو روشن
طریقہ سب میں ہے بہتر مجدد الف ثانی رح کا

مرید اُن کے مرادیں پوری کر دیتے ہیں اکدم میں
رقم ہو مرتبہ کیونکر مجدد الف ثانی رح کا

مہینوں برسوں کا رستہ کرا دیتے ہیں طے پل میں
ہے وجہ اللہ رخ انور مجدد الف ثانی رح کا

سراسر سنت بیضا ہے ان کا راستہ احمد
طریقہ دیکھئے چلکر مجدد الف ثانی رح کا

ایضاً

دکھا دے اے خدا روضہ مجدد الف ثانی رح کا
کہ ہوں مدت سے میں شیدا مجدد الف ثانی رح کا

امام علم ربانی علیم سر پنہانی
بیاں کس منہ سے ہو رتبہ مجدد الف ثانی رح کا

جناب غوث اعظم نے کہا اک دن بجے ڈنکا
مجدد الف ثانی رح کی مجدد الف ثانی رح کا

نہیں ممکن کہ ہم کچھ لکھ سکیں توصیف میں انکی
حدیثوں میں بیاں آیا مجدد الف ثانی رح کا

خدا کے دوست ہیں وہ اور رسول اللہ کے نائب ہیں
انہی نے خود لقب بخشا مجدد الف ثانی رح کا

شہنشاہوں کو کیا نسبت ہے اس در کے گداؤں سے
کہ ان کے سر پہ ہے سایہ مجدد الف ثانی رح کا

خودی کے نشہ کو کھو کر خدا کو پا لیا اُس نے
کہ جس نے پی لیا پیالہ مجدد الف ثانی رح کا

شریعت اس میں کامل ہے طریقت اس میں حاصل ہے
طریقہ ہے دُرِ بیضا مجدد الف ثانی رح کا

انا الحق کہہ اٹھے بعضے مشائخ جوش وحدت میں
کسی نے ظرف کب پایا مجدد الف ثانی رح کا

پلائے خم کے خم اُس نے کیا مست الست آخر
نہ بہکا کوئی متوالا مجدد الف ثانی رح کا

ندیم حق نے دی ہے جو رکھے اسرار سربستہ
یہی ہے راستہ سیدھا مجدد الف ثانی رح کا

طریق احمدی ہے احمد مرسل نے بخشا ہے
اویس ہند ہے رتبہ مجدد الف ثانی رح کا

ہوئے وہ مسند آرائے ولایت ظاہر و باطن
الم نشرح بنا سینہ مجدد الف ثانی رح کا

ملا شجر طریقت کا ہم صدیق و حیدر کا
نسب فاروق اعظم کا مجدد الف ثانی رح کا

حیا و حلم عثمانی کیا حق نے عطا ان کو
بنا احمد مسمیٰ کیا مجدد الف ثانی رح کا

طریق صابری میں ہیں وہ سجادہ اب جد کے
لکھوں کیا رتبۂ اعلیٰ مجدد الف ثانی رح کا

طریق قادری کا فیض پایا شہ سکندر سے
ہے جامع مشرب والا مجدد الف ثانی رح کا

طریق نقشبندی میں فیوض خواجہ باقی ہے
بنا ہے سینہ گنجینہ مجدد الف ثانی رح کا

خلیفہ اور بھی ہیں خواجہ باقی باللہ کے
مگر سب سے فزوں پایہ مجدد الف ثانی رح کا

دقائق سے ہوئے واقف حقائق کے ہوئے کاشف
تمیز عبد و رب حصہ مجدد الف ثانی رح کا

Marfat.com

جھلک سے اک تجلی کی ہوئی موسیٰ ز خود رفتہ
ہے ذاتِ بحت نظارہ مجددؔ الف ثانیؓ کا

نگاہِ فیض سے دیتے ہیں وہ جذب و سلوک اک دم
ہے سکر و صحو سے یکجا مجددؔ الف ثانیؓ کا

کہا احمدؔ نے انوارِ ولایت دیکھ کر ان کے
کہ ہے جلوہ الہٰی کا مجدد الف ثانیؓ کا

ایضاً قصیدہ در منقبت حضرت مجددؔ الف ثانی رضی اللہ عنہ مصنفہ جناب قاضی مولوی مرزا محمد عبد الرحیم بیگ صاحب ساکن ضلع گنٹور علاقہ مدراس خلیفہ حضرت مؤلف مدظلہم

تعالی اللہ کسے یارا ہے آں حضرت کی مدحت کا
ہے نامِ پاکِ شیخ احمدؔ گلِ باغِ ولایت کا

کہ ہے وہ گوہرِ یکتا خدا کی بحر قدرت کا
لطیفہ ہے رسول اللہ کی نورِ بشارت کا

وہ ہے قطبِ زماں بل قطبِ اقطابِ زمانہ ہے
ستارہ ہے درخشاں وہ سمائے نورِ وحدت کا

شہ غوث الوری نے نورِ حضرت پر نظر کر کے
عطا فرما دیا پہلے ہی سے خرقہ خلافت کا

بس ان کا دوست مومن ہے عدو ان کا منافق ہے
ہے یہ قولِ ولی اللہ ولیِ ربِ عزت کا

جہاں پائے مبارک ہیں شہنشاہِ دو عالم کے
وہاں صدیق اکبر کا ہے سر شاہِ صداقت کا

قدم صدیق اکبر پر نہایت لطف و خوبی سے
جھکا سر ہے مجددؔ آفتابِ ذی جلالت کا

نسب ملتا ہے ان کا حضرتِ فاروقِ اعظم سے
جہاں کے بادشاہوں پر اثر ہے جنکی دہشت کا

کرے ظاہر میں شرع پاک کی تحقیق اور تصحیح
طریقِ باطنی سے بھی مٹایا رخ ضلالت کا

ہے نسبت آپکی اقدم سبھی پیروں کی نسبت سے
یہ درجہ خاص ہے صدیق اکبر ذی وجاہت کا

گیا وہ شاہ ہے شمعِ حریمِ کبریائی تک
کہ تھا وہ مقتدا اقطاب اور اہلِ ولایت کا

طریقہ آپکا نورِ نبوت اور ولایت ہے
صحابہ تابعین کا اور سرکار رسالت کا

کیا الحاد و بدعت اور ضلالت کو جدا دیں سے
معاون شرع نبوی کا طریقت اور حقیقت کا

تھا جب دین نبی گرداب بحرِ علم عقلی میں
کیا دربند ملحد گبر و کافر کی شرارت کا

رہے تاباں اخیر الف ثانی تک طریقہ یہ
ہے کیونکہ دورِ حق گو اس زماں تک انکی سطوت کا

(حکیم محمد امین کاتب قریشی فاروقی از سلیھو کے ضلع گوجرانوالہ)

قیمت مع محصول ۳؎ — قیمت فی جلد ۳؎

حیاتِ جاوِدانی

یعنے

مناقب وحالاتِ حضرت محبوبِ سبحانی شیخ عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

بزبان اردو

یہ کتاب نایاب حضرت غوث صمدانی قطب ربانی محی الدین شیخ عبدالقادر گیلانی کے حالات وکرامات ومناقب میں جامع ہے۔ عربی کتاب قلائدُ الجواھر فی مَنَاقِب شیخ عبدُ القادر مطبوعہ مصر کا نہایت سلیس بامحاورہ اردو ترجمہ ہے۔ اس کتاب میں حضرت موصوف کے بچپن سے لیکر آخیر تک کے کل حالات معہ کراماتِ عالیہ نہایت تفصیل کے ساتھ درج ہیں۔ آپکے علم وفضل کے حالات۔ آپکے مدرسہ کی کیفیت آپکے یارانِ صحبت کے سوانح اور اُن بزرگوں کے حالات جو آپ کے زمانہ میں اولیائے کرام سے تھے۔ نیز آپ کے شاگردوں کے حالات اور اُن لوگوں کا ذکر جن کو جناب عالی مقام سے فیض باطنی نصیب ہؤا ہے۔ آپکے فرزندان عالیمقام کے حالات اور شجرہ انساب اس کے علاوہ دیا گیا ہے۔ اس سے پہلے آج تک اردو زبان میں کوئی ایسی جامع کتاب نہیں چھپی۔ لہذا بپاس خاطر عاشقانِ جناب غوث اعظم وطالبانِ جمال محبوبِ ربانی غوث الثقلین سید عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیش بہا کتاب کو عربی سے اردو میں بصرف زرِ کثیر ترجمہ کیا گیا ہے۔ قیمت ۳؎

المشتہر

اللہ والے کی قومی دکان کشمیری بازار لاہور

Marfat.com

تُنَزِّلُ الرَّحْمَۃُ عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْن

الحمد للہ رب العالمین کہ قرین زمان نیک آئین این نسخہ مذاق العارفین یعنی مسمی بہ

حکایات الصالحین

فی

حالات الصادقین

ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز بکسیلرز کشمیری بازار بل روڈ لاہور

باہتمام ملک محمد عارف پرنٹر دین محمدی پریس سرکلر روڈ لاہور سے طبع کرا کر

ملک دین محمد نے کشمیری بازار لاہور سے شائع کیا

قیمت - - - - - -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد ہے جس نے یوں کلام کیا
میں نے یوں حمد کو تمام کیا

کس جی جان سے اُس خالق انس و جان کی تعریف کروں کہ جس نے تاب آفتاب عالمتاب ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہر دو جہان کو آفتاب سا چمکایا اور ہر ذرّے کو مہر درخشان کیا اور وصف اُس رسول برحق ہادی مطلق کا کس دل و زبان سے لکھوں کہ جس نے راہ بھٹکون جہان تاریکی جان چراغ ہدایت اور مشعل شریعت دکھاکے خرامان خرامان تا در دولت الیقان و الایمان پہنچایا اور بہ احاطۂ چار یار کبار و ابرار کے متاع ایمان جہان کو دشمنان نفس و شیطان سے بچایا۔

بیت

خدایا از تو عشق مصطفےٰ را
محمد از تو مے خواہم خدا را

بعد اسکے فقیر حقیر سراپا تقصیر نالائق خلائق نالائقی را لائق معصیت شعار غفلت کردار ژولیدہ حال پریشان بال رو بخاک نہادہ دل از دست دادہ عاصی حضور احمد ولد مولوی حاجی نور احمد مرحوم میر درساکن قصبۂ سہسوان ضلع بدایون بخدمت ارباب دانش و اصحاب بینش کے عرض کرتا ہے کہ کو مدت دراز سے آمد و رفت اور اقامت بطور خوشباشی اور توکل کیشی بمقام آگرہ میں تھی بارے اتفاقًا برائے چندے وارد آگرہ ہوا ناگاہ اس بیمار دلی کو یہ نسخہ نادرہ ہاتھ آیا اسکے نسخوں سے علاج مرض لاعلاج کا شروع کیا فی الجملہ افاقہ پایا اور مریضوں

اس مرض عالمگیر سے ذکر آیا اہل دل نیم لبسمل اور مردہ دل زندہ ہو گئے یکایک سب کی زبان جان سے یہی کلمہ نکلا کہ اگر یہ کتاب عربی سے اردو ہو جائے تو سارے جہاں کو نفع پہنچائے اور گرفتاران جہان کو بلا سے چھوڑائے اور جی جانکو چاشنی ذوق ایمانی اور مذاق جان کو ذائقہ عرفانی چکھائے مگر چونکہ یہ کار لائق سراسر مناقع خلائق نہ لائق اس نالائق عدیم الفرصت سراپا وحشت ومعصیت کے تھا چاہا کہ کسی شفیق ولی اور شائق اور ماہر اس فن کو تکلیف دوں اور طالبان حق کو راحت پہنچاؤں چنانچہ ایک شفیق ولی جامع علوم ظاہری اور باطنی کو خط لکھا کہ یکایک عنایت الہی اور حمایت رسالت پناہی نے اس نکمہ نادان ہیچمدان عصیان نوناں سے وہ کار نمایاں لیا کہ دامان دل وجان وایمان سارے جہان کو زر وجواہر بے بہا حدیث رسول اللہ اور کلام اہل اللہ سے بھر دیا یعنی اس محض بے بضاعت سراسر جہالت سے کمال قلت فرصت عین وحشت میں عام فہم خاص لپسند عربی عبارت سے اُردو ترجمہ کرایا اور زیور آیات اور احادیث اور اشعار مثنوی معنوی وغیرہ اقوال اہل حال کے مزین کرایا گویا سرچشمہ ازلی کو نالہ کر بہایا اور آفتاب کو ذرے میں چمکایا اور نہ ہیں کہاں اور یہ سرمایہ سرمدی کہاں کجا نقطہ کجا کتاب کجا ذرہ کجا آفتاب :۔ بیت

صلاح کار کجا ؤ من خراب کجا		ببین تفاوت راہ از کجاست تابکجا	

فی الواقع نالائق سے کار لائق ہونا اور ذرہ سے آفتاب چمکنا قدرت خدا اسی کا نام ہی چنانچہ قبل اس سے اسی طور لب لباب مثنوی معنوی کو اس منتشر سے مرتب کرا کے بہشت بہشت آٹھ حواشی سے رونق دلا کے طبع کرایا اور ہر خاص و عام کو نفع پہنچایا اور اس دریائے رحمت کو ہر شہر دیار اور کوچہ وبازار میں نہر سا دوڑایا اور پژمردہ دلونکو شگفتہ دل کرایا اگرچہ بوجہ اصل مطلب اسکے کی اہل بوجھہ اور سوجھ کو ہے مگر حال آبیاری اور فیض جاری اس سرچشمہ فیضان جناب باری کا مثل دریا جاری کے جاری ہے کہ ہر طالب بقدر طلب اور ظرف اپنے کے سیراب اور فیضیاب ہوتا ہے اور محروم نہیں رہتا کہ صرف لفظوں میں جو محض پوست ہیں وہ مزا ہے کہ سننے والے لوٹ پوٹ ہوتے ہیں جیسا کہ مولانا خود ارشاد فرماتے ہیں ؎

راز را گر مے نیابی در بیان		در گمہا رانیز کن از قشر آن	

Marfat.com

سبحان اللہ جس میوے کے چھلکے میں یہ لذت ہو تو اسکے گودہ اور مغز کی لطافت اور کیفیت کیونکر بیاں ہو بس ایسا ہی حال اس کتاب کا ہے کہ سننے والونکو بیتاب اور دیکھنے والوں کے دل کباب کرتی ہے اور ہر کس و ناکس مرد عورت پیر و جوان ناخواندونکو مالا مال کردیتی ہے کہ مجمع ناخواندوں میں اگر ایک شخص پڑھیگا سبکو فائدہ ہوگا پس وہ بھی کھانا ہے جو ایک کھادے اور سب کا پیٹ بھر جاوے اور اور اسی میں بیس باب ہیں اور ہر باب میں دس دس حکایات نادرات پہلے اس کا نام حکایات الصالحین تھا اب حکایات الصالحین فی حالات الصادقین رکھا کہیں کہیں بامید قبول ورطول وا ہے کہیں طول فضول ہو کر مختصر ہو گیا ہے۔ بہر تقدیر اصل مطلب کہیں ہاتھ سے نہیں گیا ہے۔ کہیں فوائد حاشیہ پر ہیں۔ اور کہیں درج حکایات سبحان اللہ کتاب ہے یا فہرست کتاب اصحاب لب لباب ہے یا کسی طالب خدا کا دل کباب حکایات نادرات ہیں یا ترجمہ آیات بینات حکایات ہیں یا دفتر حالات اولیا ہے۔ صاحب کرامات حکایات ہیں یا تشنگان آب ایمان کو مژدہ آب حیات یا گرفتاران معاملات جہان کو برات نجات باب ہے یا باب جنان حکایت ہے یا حکایت عرفان کو خود آرائی کھوتی ہے خدا آرائی کو۔ دل دیتی ہے مرے جیوں کو جلا دیتی ہے۔ آئینہ دل کو جلا دیتی ہے جیسا کہ مولانا ارشاد فرماتے ہیں۔

ابیات

چون کہ اسرافیل وقت اند اولیا ۔ مردہ را زیشان حیاتست و نما
گر تو سنگ خارہ و مرمر شوی ۔ چون بصاحب دل رسی گوہر شوی
کار پاکان روشنی و گرمی است ۔ کار دونان حیلہ و بی شرمی است
از حدیث شیخ جمعیت رسد ۔ تفرقہ آرد دل اہل حسد
شیخ نورانی ز رہ آگہ کند ۔ با سخن ہم نور را ہمرہ کند!

چونکہ مقصود اصلی اس فقیر کا راحت رسانی اور منفعت ایمانی طالبان دولت جاودانی ہے نہ غرض نمائش و نیکنامی اسواسطے قدردانوں کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ اگر کچھ غلطی اور خطا اس سراپا غلط اور خطا کی ملاحظہ کریں تو بدامن عفو خطاپوش چھپا دیں اور اس انگشت نمائی عالم گناہ کو انگشت نما نہ فرمادیں کہ عاجز نواز عاجزونکو نوازتے ہیں اور نقطہ کو

Marfat.com

کتاب اور ذرہ کو آفتاب سمجھتے ہیں جیسا کہ شیخ سعدی فرماتے ہیں - ابیات

چو حرفی پسند آیدت از ہزار	بمردی کہ دست از طعنت بدار	نہ نازم بسرمایہ فضل خویش
بدریوزہ آوردہ ام دست پیش	بہ بخشائے کانانکہ مرد حق اند	خریدار دکان بی رونق اند

ہرچند قصد نام لکھنے کا نہ تھا مگر چونکہ اہل طبع کی طرف سے درج اشتہار ہو گیا مجبوری سے لکھا

اور ذریعہ دعا سمجھا سے	بماند سالہا این نظم و ترتیب	زما ہر ذرہ خاک افتدہ بجائے
غرض نقشیست کز ما یاد ماند	کہ ہستی را نمی بینم بقائے	مگر صاحبدلی روزی برحمت

کند در کار این مسکین دعائی ۞ پس اب بھروسا کرتا ہوں اسی ذات لائق بھروسے پر اور بھول چوک کی معافی چاہتا ہوں اُسی معاف کرنے والے خطا بخشنے والے سے کہ وہی ہے حامی ہر خوار و زار خطا وار مجھ سے گنہگار کا وہو عمیم الاحسان علیہ التوکل و علیہ التکلان حسبی اللہ و نعم الوکیل و نعم المولا و نعم النصیر سے ہر کہ خواند دعا طمع دارم ۞ زانکہ من بندۂ گنہگارم

اُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ

آغاز اصل کتاب

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ معاذ بن جبل سے روایت کرتے ہیں کہ ایکدن زار زار روتا خدمت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں حاضر ہوا فرمایا اے معاذ کس چیز نے تجکو رولایا عرض کیا یارسول اللہ ڈرتا ہوں کہیں آفات لذات دنیا میں گرفتار ہو کر دولت آخرت سے محروم نہو جاؤں اور متاع ایمانی کو اس مقام گمنامی میں گم نہ کر جاؤں کچھ نصیحت فرمائے کہ حب دنیا جی سے جائے اور حب عقبیٰ جی میں سمائے ارشاد کیا اے معاذ ذات پروردگار بے نیاز ہے ہردم گناہ سے بچنا اور لذت دنیا سے بھاگتا رہ کہ کہیں مغرور کر کے نعمت جنت سے محروم نہ رکھے اور مستحق عذاب آخرت کرے اور عذاب آخرت کا ایسا سخت ہے کہ ایک ساعت بلکہ ایک پل بھی کوئی اُسکی تاب نلا سکیگا ف۲ اور اس آخر زمانہ میں بڑی خرابی برپا ہو گئی -

ف۱ حسب الارشاد والاحب الدنیا راس کل خطیئۃ و ترک الدنیا راس کل عبادۃ - محبت دنیا کی سب بلاؤں کا سر ہے اور ترک لذت دنیا سب عبادتوں کی جڑ ہے واقعی باعث دخول نار ہے یا ان قسم عار سے ہے جیسے ابوجہل مستحق ذلیل وغیرہ یا قسم محبت دنیا مردم آزار سے جیسے یزید پلید اللہ تعالی اوّل مومن کو اس بلا سے دور رکھے اور ظہور انوار الٰہی محبت سے معمور جیسا مولانا ارشاد فرماتے ہیں سے نور دل را نور حق تزئین بود ۞ معنے نور علی نور این بود ف۲ جیسا سورہ ملک میں ارشاد ہے - وَهِيَ تَفُوْرُ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ یعنے دوزخ ایسی جوش و خروش میں ہے کہ ابھی پھٹ پڑے -

کہ ہر طرف برائی بروں کی پھیل گئی اور بھلائی مانند بھلوں کے گم گئی اور شریعت صرف اسم اور طریقت محض رسم رہ گئی پس جو کوئی اپنا بھلا چاہے اپنے جی کی چاہ کو بچا ہے اور مصاحبت برائیوں اور صحبت بروں سے بچے اور رفاقت بھلائی اور بھلوں کی بچے اور ہر دم کو دم آخر جانے جیسا جناب مولانا ارشاد فرماتے ہیں ؎

اندرین رہ می تراش و می خراش	تا دم آخر دمے فارغ مباش

اور اچھوں کی پیروی کرے اور ہر دم خدا اور رسول پر مرے تو عالی درجہ عالی درجوں کے سے پاوے اور کوئی چیز مفید تر صحبت اور نصیحت علما اہل شریعت اور عرفا صاحب طریقت سے نہیں پس جو کوئی اس سعادت سرمدی اور دولت ابدی سے محروم رہا دین و دنیا کو تباہ کیا اور زندہ درگور ہوا اور حال اسکا مانند اس مرض کے ہے کہ اول اپنے مرض کا علاج نکیا شدہ شدہ وہ مرض لا علاج ہو گیا وہ مریض مر گیا اسی واسطے لکھا ہے کہ جو کوئی ہر روز تلاوت کلام اللہ اور کلمات اہل اللہ سے مشرف نہو سیاہ دل اور گم کردہ منزل ہو جاتا ہے اور نڈر ہو کر رات دن گنہگاری اور نافرمانی جناب باری میں گرفتار رہتا ہے بھلائی کا کیا ذکر ہے بھلوں کے نام سے برا مانتا ہے جلتا ہے اسواسطے میں نے یہ کتاب بیان حکایتوں اور احوال صحابیوں اور افعال صدیقوں اور حالات عارفوں اور معاملات عابدوں اور واردات متقیوں اور حکایات زاہدوں اور ریاضات حق پرستوں اور طاعات مقبولوں اور شب بیداری بیدار دلوں اور گریہ و زاری بخوف جناب باری اور خموشی از کلام بیجا و بجان کوشی بہ کلام بجا اور نفع رسانی بہر خاص و عام اور کمال ولہی بدادن طعام صرف بحکم خالق انام نہ برائے شہرت و نام لکھی ہے کہ اہل اسلام شرف و خوبی اسلام بخوبی جانیں اور بدل مانیں اور خلاف مذہب غیر مذہب وجاہت اسلام دیکھکر جی جان سے کھو جائیں اور حصول دولت ایمان کو اسی ملت میں منحصر جانیں چنانچہ فرمایا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ نورانی کرو اپنے منھ نورانیوں کے ذکر سے فقط اور اللہ نیک دانا ہے اور اسی پر بھروسا ہے اور اسی سے چاہتا ہوں توفیق اور معافی بھول چوک سے بیشک وہی ہے معاف کرنے والا خطا واروں اور بخشنے والا گنہگاروں کا روایت ہے موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ میری

ونیز سورۂ دہر میں ارشاد ہے ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا و یتیما و اسیرا انما نطعمکم الی الآیۃ ان کا صاحب سراہتا ہے نیکوں کو یعنی نیک عادات نیکوں سے ہے کہ کھانا کھلاتے ہیں صرف اللہ کی محبت چاہنے کو مسکین اور یتیم اور قیدیوں کو بلا لالچ اور بالکل خالی اغراض دینی و دنیوی سے کہ نہ بدلا چاہیں نہ احسان رکھیں حسب حکم کریمہ متاخر آیہ مذکورہ بالا انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزاء و لا شکورا ۱۲

کہاوت ایسی ہے جیسے کوئی شخص عاقل کسی قوم غافل کی خیرخواہی کرے اور اُسکو بلائے ناگہانی اور طوفان آسمانی سے بچانا چاہے اور کہے کہ اے غافلو ایک طوفان بلا اور لشکر پرجفا تمہاری بربادی کو آتا ہے اور میں نے بچشم خود دیکھا ہے پس اگر اپنا بھلا چاہو تو کسی طرف کو بھاگ جاؤ ورنہ ناحق قتل ہو جاؤ گے اور بجز حسرت کے کچھ پھل نپاؤ گے پس ایک فرقہ اُس سچے کے قول کو سچا جانکر اُسیوقت بھاگ گیا اور سب آسائش و آرائش مکان چھوڑ گیا اور دولت جان و ایمان سلامت لے گیا اور ایک گروہ نے اسپر عمل نکیا بلکہ اسکو جھٹلایا کہ ایسی قصے کہانی بہتیرے سنے ہیں وقت پر دیکھا جائیگا جو کچھ ہوگا ابھی سے کیوں راحت مکانی چھوڑیں اور مصیبت جانی اختیار کریں کہ آب نادیدہ موزہ از پا کشیدہ پس وہ فرقہ سب قتل ہو گیا جان و ایمان سے جاتا رہا ذخیرۂ حسرت سر پر لے گیا پس جسنے اسی طور میری تابعداری کی دونوں جہان کی راحت و آبرو پائی اور جسنے سرتابی کی اوسنے خواری دارین سر پر لی روایت ہے کہ حجاج بن یوسف بڑا ظالم تھا کہ ہزاروں اہل حق کو ناحق قتل کیا چنانچہ حالت حیات میں اللہ تعالیٰ نے اُسپر عذاب دوزخ نازل کیا یعنی ایک بڑا بچھو ہر دم اُسکے ڈنگ مارتا تھا اور وہ ٹیک مارکے زار زار روتا تھا ہرچند اُسکے مارنے کو اپنی جان مارتا تھا مگر کسی طرح وہ مار عذاب نہ مار سکتا تھا اور اتفاقاً کبھی مرجاتا تو قدرت خدا سے فوراً زندہ ہو جاتا اور بزبان فصیح کہتا کہ اے دوزخی میں عذاب دوزخ ہوں حکم خدا سے تجھپر مسلط ہوں تجکو ستاؤنگا اور میں ہرگز نہ مٹونگا آخر کار وہ بدا طوار اسی عذاب میں گرفتار زار زار رو بال آخرت اپنے سر پر لے گیا اور دنیا سے گذر گیا۔ ف اور بعض روایت ضعیف میں یوں بھی ہے کہ کسی شخص نے اُسکو خواب میں دیکھا پوچھا کیا حال ہے کہا اچھا حال ہے سنتیں عصر کی کبھی قضا نکرتا تھا اسکے سبب سے چھٹکارا پاگیا اور منقول ہے ف۲ کہ فرعون باوصف خود آرائی اور دعوئ خدائی چار سو برس جیا اور خوب عیش و آرام میں رہا اور دُکھ کے نام کبھی سر بھی نہ دُکھا ہر چند حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہدایت کی وہ راہ راست پر نہ آیا اور ہر ہر دم گمراہی میں گم رہا تو مجبور ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب باری میں عرض کی کہ خداوندا اسکو غارت کر کہ اسکی گمراہی سے سارا جہان غارت ہے حکم ہوا اے موسیٰ عرض تمہاری قابل قبول ہے مگر چند باتیں اس ناپسند کی مجکو پسند ہیں۔

ف گویا اثر حکم محکم آیہ کریمہ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ہے یعنی جو کوئی ذرہ برابر بدی کریگا اُس کی سزا پائے گا۔ ف۲ گویا مصداق آیہ کریمہ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ ہے یعنی جو کوئی ذرہ برابر نیکی کریگا اُس کی جزا پاے گا: ۱۲

اسواسطے یہ خود آرائی اور دعویٰ خدائی کرتا ہے اور اپنی سزا کو نہیں پہنچتا ہے اور وہ یہ ہیں کہ کسی پر ظالم نہیں غرض ہر آشنا کا آشنا ہیں اپنے آرام کے واسطے کسیکو ایذا رساں نہیں بدکار نہیں اور غریبوں کا نام و نشان نہیں چھوڑتا اور ہر وقت لنگر خانہ جاری رکھتا ہے اور بھوکوں کو بخوبی کھلاتا پلاتا ہے بھوکوں کا کھلانا اسکا مجکو بہت بھاتا ہے جب حضرت موسیٰؑ نے بہت دعا وزاری کی تو جناب باری نے بلائے قحط نازل کی۔ فرعون نے عاجز ہو کر لنگر خانہ بند کر دیا اسی وقت مستحق عذاب ہو کر اپنے اوپر دروازہ مرگ کا کھول لیا پھر ساتھ خواری و زاری کے اس جہان گذران سے گذر گیا جیسا کہ اپنے مقام پر مفصل مرقوم ہے۔

باب اول در اکل حلال اور صدق مقال میں

حکایت روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ اگر کوئی عابد اسقدر عبادت کرے کہ اسکی پیٹھ مانند گوشہ کمان کے جھک جاوے اور اسقدر روزہ رکھے کہ مانند تیر کمان کے لاغر ہو جاوے قسم اللہ کی نہ نفع دیگی اسکو اسقدر عبادت اور مشقت اسکی تاکہ جب تک کہ وہ اکل حلال و صدق مقال بطور ہمیشہ اختیار نکریگا فقط حکایت نقل ہے کہ ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے جب محبت خدا کا مزا پایا اور اکل حلال کو جی للچایا تب لذت اور حکومت دنیا سے دفعتاً دل گھبرایا تو یکبارگی حب دنیا اور سلطنت دنیا کو چھوڑ دیا خیال کیا کہ خراسان میں اکل حلال میسر ہوگا ملک عراق کو گئے اور اسکے چہار طرف پھرے کہیں اکل حلال نملا

ف فی الحقیقت جو حاکم شفیق نے اپنے بندوں پر فرمایا ہے انکی طاقت سے زیادہ نہیں جیسا کہ ارشاد ہے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا یعنی اللہ تعالیٰ کسی جی پر اسکی طاقت سے زیادہ کام نہیں لیتا اور ہرگز اسکا دکھ گوارا نہیں فرماتا سچ ہے ماں باپ بیٹے کی طاقت سے زیادہ کام نہیں لیتے اگرچہ اپنی راحت اور اسکی منفعت اسکام میں دیکھتے ہیں پس خالق شفیق کہ شفقت اسکی شفقت مادری پدری سے لاکھوں کروڑوں درجے فائق ہے اپنے عاجز بندے ضعیف البنیان ناتوان پر کیونکر بھاری بوجھ رکھتا آپ ارشاد کرتا ہے کہ خلق الانسان ضعیفا یعنے انسان پیدائشی ناتواں ہے جیسا کہ مولانا فرماتے ہیں ؎ حق ہزاران صنعت و فن ساختست ❊ تا کہ مادر بر تو مہر انداختست ❊ پس حق حق سابق از مادر بود ❊ ہر کہ این حق را اندر بود ❊ اور کلام الہٰی کا ترجمہ ارشاد کرتے ہیں ؎ من نکردم امر تا سودی کنم ❊ بلکہ تا بر بندگان جودی کنم ❊ پس بلاشک ہر حکم خدا میں سراسر منفعت بندہ ہے مگر اپنی نافہمی سے سمجھتا نہیں کسیکو اچھا جانکر عمل میں لاتا ہے اور کسیکو برا جانکر چھوڑ دیتا ہے چنانچہ دوسرے پارہ ۲ دو سورۂ بقرہ اور آٹھواں کلام اللہ میں ارشاد ہے کہ یہ بات دالو حلال چیزیں کھاؤ اور حرام سے بچو سو اکل حلال کی طلب میں سارا جہان حلال سے ہے اور حلال جانکر چھوڑ دیتا ہے فی الحقیقت محض اپنی نافہمی اور کاہلی اور بزدلی کو کام فرمایا ہے اور بڑا دھوکہ کھایا ہے حالانکہ مکہ ہے کہ نو حصہ عبادت میں اکل حلال ہے اور ایک حصہ میں اور سب عبادات ہیں اور سچ ہے بدوں سرسبزی جڑ کی شاخیں کیونکر سرسبز ہو جائینگی یعنی اول آدمی کو محرمات قطعی سے قطعاً بچنا چاہیئے جیسے سود بیاج رشوت وغیرہ جب بفضلہ تعالیٰ اسپر قادر ہو جاوے اور امور مشتبہ اور مشکوک سے بچے جب اسپر بھی قائم ہو جاوے تو اکل حلال خالص کی طلب کرے بعنایت الٰہی شدہ شدہ درجہ بدرجہ مقصود کو پہنچ جائیگا مگر اس مدارج کے طے کرنے میں ہوگی اگرچہ کیسا ہی مالدار ہو جاوے پھر فضل الٰہی سے شدہ شدہ اپنے پیشے میں کامل ہو جاتا ہے اور ہمیشہ نہیں بخوبی آرہ پاتا ہے بلکہ اسکی صحبت والے کامل ہو جاتے ہیں پس مسلمان کا طلب اکل حلال در صدق مقال ہو جب تک پیشہ اہل اللہ اور کلام اہل اللہ سے حاصل نکریگا ہرگز دنیا و آخرت میں عزت نپاویگا ۱۲

لاچار ہو کر ملک طرطوس کو گئے وہاں باغبانی دس درم ماہواری کی اختیار کی ایکدن مالک باغ باغ میں آیا انار شیریں منگایا ابراہیمؒ ایک انار سے گئے وہ ترش نکلا کہا ہمنے شیریں منگایا تھا ترش پھر اور شیریں خوش رنگ سمجھکر لائے اتفاقاً وہ بھی ترش نکلا پھر بہت ترش ہوکر اس نے کہا شیریں کیوں نہیں لاتا ابراہیم نے ناخوش ہوکر بکمال شیریں کلامی کہا میں کیا جانوں شیریں کونسا ہے اور ترش کونسا ہے میں میوہ رکھانے کا نوکر ہوں یا کھانیکا مالک نے از راہ طعن کہا تو مدت سے باغبانی کرتا ہے اور میٹھے کھٹے کو ابتک نہیں جانتا ہے کیا تو ابراہیم ادہم ہے جو ایسی دیانت داری اور پرہیزگاری میں دم مارتا ہے یہ سنتے ہی نوکری چھوڑدی اور کنجی باغ کی پھینکدی مالک فوراً جان گیا کہ یہی ابراہیم ادہم ہیں پھر ہرچند اس نے معذرت اور خوشامد کی انہوں نے قبول نہ کی کہ پہلے تو مزدوری تھی اور اب بزرگی ہے اور ہم محنت کا کھاتے ہیں تقوی طہارت کو نہیں بیچتے پھر ملک شام کو گئے وہاں شفیق بلخی سے ملاقات ہوئی کہا اے برادر ابراہیم کیا حال ہے کہا کیا کہوں اکل حلال کی تلاش میں شہروں شہروں جنگلوں پہاڑوں پہاڑوں مارا مارا پھرتا ہوں کہیں میسر نہیں آتا **حکایت** نقل ہے کہ ایک شخص بشیر نامی بڑے اتقیا میں سے تھے اور ہمیشہ حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوتی تھی ایک دوست انکا جوان صالح تھا اُسے بھی ایک مرتبہ واسطے ملاقات خضر علیہ السلام کے ہمراہ اپنے لے گئے جنگل میں ایک مکان میں ملاقات ہوئی حضرت خضر نے بشیر سے پوچھا یہ جوان کون ہے کہا یہ بڑا متقی ہے حضرت خضر نے جوان سے پوچھا تو کبھی کسی لشکر میں بھی رہا ہے کہا نہیں کہا کبھی صحبت پدر میں بھی رہا ہے کہا نہیں کہا کچھ ترکہ ریاست پدر سے پایا ہے کہا کہاں بعد اسکے وہاں نہ مکان تھا نہ خضر پھر بشیر کو بھی ملاقات حضرت خضر کی کبھی میسر نہ ہوئی تھی فقط **حکایت** ابراہیم شہبانی ایک بادشاہ روم سے نقل کرتے ہیں کہ بہدایت الٰہی بیٹا اسکا مسلمان ہوگیا باپ نے یہ خبر سنکر اُسے مارنے کا قصد کیا وہ بدریافت اس حال کی دارالاسلام کو بھاگ گیا وہاں عبادت الٰہی میں ساٹھ برس مشغول رہا اتفاقاً بیمار ہوا میں پوچھنے گیا دیکھا کہ خاک پر پڑا ہے اور کچھ سر تلے دھرا ہے مجھکو کمال افسوس ہوا میں نے کہا کہ کسی چیز کو جی چاہتا ہے کہا کہ ہاں انار شیریں کو لیں میں یہ سنکر پاس پڑدس سے لکڑی کاٹنے کو کچھ لے کر جنگل کو گیا اور گٹھا لکڑی کا

لایا اور اسکو بیچکر انار شیرین لیا اور جلدی سے اُسے لا کر دیا کہا کہاں سے لائے میں نے
حقیقت اسکی بیان کی بولا جسکے ہتھیار سے لکڑی کا ٹکڑا لائے دریافت کرو کہ وہ نیک چلن
ہے یا بد چلن بعد دریافت معلوم ہوا کہ بدچلن ہے اسی وقت انار پھینک دیا کہ میں ایسے انار کو
نہیں کھانا پھر میں نے ہر طرح سے سمجھایا کہ میں بہت مشقت سے لایا ہوں اور تمہاری جی
کی آرزو تھی کچھ خیال نکیا اور آرزو دے دلی کو دل ہی میں خون کیا **مصرع** اے بسا آرزو
کہ خاک شدہ + پھر بولا شیخ ممشاد کے ملنے کو جی چاہتا ہے ناگاہ شیخ ممشاد بعد مغرب
کے آ گئے میں نے پوچھا کسوقت چلے تھے اور یہاں سے کسقدر فاصلہ ہے کہا سات
آٹھ منزل ہے بعد نماز مغرب کے الہام ہوا کہ فلانا جوان بیمار تمہاری ملاقات کا مشتاق ہی
اُسی وقت چلا جوان انکی ملاقات سے بہت ہی خوش ہوا بعد اسکے جان بحق تسلیم کی **حکایت**
نقل ہے ایک متقی خراسانی کی کہ اکل حلال کی تلاش میں ملک شام تک گئے وہاں کے لوگوں نے
کہا کہ سوائے حضرت حسن بصری رح کے قوت حلال کہیں میسر نہیں تم چاہو ساری جہان !
ملیں پھر تب حسن بصری رح کے پاس گئے انہوں نے کہا کہ میرے پاس قوت حلال کہاں
مجھے فقیر جان کر لوگ کچھ بھیجدیتے ہیں بعد تین دن کے کہ حرام بھی حلال ہو جاتا ہے بقدر
سد رمق کے کھا لیتا ہوں ہاں اور گاؤں میں ایک کسی شخص کے پاس سنا ہو وہاں جاؤ
شاید ملجاوے وہاں بھی گیا دیکھا کہ وہ شخص ہل جوتتا ہے اور بیلوں کو پانی پلاتا اور
چارا کھلاتا تا بآسانی تمام کام لیتا ہے کسی وقت ان کو ٹھوک دیتا تھا
بعد سلام علیک کے اکل حلال طلب کیا کہا اگر پہلے سے آتے تو مل جاتا
اب نہیں رہا اس واسطے کہ ایک روز یہ بیل آپس میں لڑتے ہوئے دوسرے
کے کھیت میں جا پڑے اور اُس کے کھیت کی مٹی اُن کے پاؤں میں لگ کر
اس کھیت میں آ گئی اب اناج اس کھیت کا قسم حلال سے نرہا مجبور ہوں
فقط **حکایت** نقل ہے کہ رہب ابن الفرد الملکی متلاشی قوت حلال کی تھی ایک دن
مکہ میں صفا مروہ کے پاس چھوہارے فروش کو دیکھا اُس سے پوچھا کیسے چھوہارے
ہیں اور کہاں سے لایا ہے۔ وہ ناخوش ہوکر کہنے لگا کیوں ناحق جھگڑا کرتے ہو
لینا ہو تو نہ لینا ہو مت تو کہا میں شبہ کی چیز سے پرہیز کرتا ہوں
وہ بولا سبحان اللہ آپ مصر کی روٹی جو مشکوک ہے۔ بلاشبہ

Marfat.com

حلال جانکر نوش فرماتے ہیں اور چھوہارے لینے میں اسقدر تحقیقات کو کام فرماتے ہیں پس
سنتے ہی بہت روئے اور قسم کھائی کہ نکھاؤنگا کھانا مگر بعد تین دن کے کہ مردار بھی حلال ہے
پھر ویساہی کرتے کہ بعد تین دن کے اول جناب باری میں گریہ وزاری کرتے کہ ای خدا تو خوب جانتا
ہے کہ بشدت بھوک سے جان بلب ہوں اور زندگی سے عاری تب بقدر سدرمق کے کھاتا
ہوں معاف فرمانا ذلیل وخوار روز حشر کے نکرنا تیری کرم عام سے یہی امید ہے بعد اسکے
چند لقمے کھلتے پھر شاگردوں کو بلاکر سمجھاتے کہ خبردار قوت حلال کی تلاش سے غافل
نرہنا کہ بدوں اکل حلال کے کوئی عبادت قبول نہیں اگرچہ کتنی ہی جان مارو حکایت
نقل ہے ایک شخص سیستانی کی کہ شب وروز قوت حلال کی تلاش میں رہتا تھا جب معلوم ہوا
کہ کسی گاؤں میں ایک مجوسی نے غلہ قسم حلال سے ترکہ پایا ہے اس کے پاس گیا کہا اناج بیچتے ہو
اُسنے کہا کہ کہاں رہتے ہو کہاں سے آئے ہو کہا سیستان میں رہتا ہوں قوت حلال کی بھوکھا
ہوں تمہاری پاس سنکر آیا ہوں مجوسی بولا سبحان اللہ اتنی دور آئے اکل حلال کہیں نپایا میرے پاس
موجود ہے مگر واللہ اعلم تمہاری قیمت مال حرام سے ہے یا حلال سے اسواسطے تمہاری ہاتھ بیچنا
منظور نہیں فقط ف حکایت نقل ہے کہ ایک پرہیزگار نے ہرچند اکل حلال تلاش کیا میسر نہ آیا
جب شدت بھوک سے مرنے لگے لاچار ہو جنگل میں درخت کے پتے کھانے شروع کئے بہت روز
اسی طرح گذری یہانتک کہ آنتیں پیٹ کی بالکل سبز ہوگئیں خواب میں الہام ہوا کہ اب تو
پاک ہوگیا اور پیٹ تیرا سب برائیوں سے صاف ہوگیا ف۲ حکایت نقل ہے کہ ایک دن
کہمس بن حسینؒ یاروں میں بیٹھے تھے اتفاقاً ایک دینار اکل حلال انکے ہاتھ سے گر گیا ہرچند
تلاش کیا نہ ملا ناگاہ ایک یار نے پایا اور ان کو لاکر دیا دیکھکر کہا یہ دینار میرا نہیں ہے ہرچند
یاروں نے سمجھایا کہ یہ دینا تمہارا ہے ہمارے کسی کے پاس نہ تھا جو گمان ہو کہ اور کسی کا ہے
فرمایا کیا عجب ہے کہ اور کسی کا گر پڑا ہو کیا اسپر میرا نام لکھا ہے جو اپنا جانوں اور
کسی کا گمان نہ کروں پس ہمکو شبہ کی چیز لینا منظور نہیں ہے فقط حکایت نقل ہے
ادہمؒ سے کہ ایک مرتبہ میں نے نماز عشا بیت المقدس میں پڑھی جب سب نمازی

ف اس مقام سے ایک مسئلہ معلوم ہوا یعنے جب یقینًا معلوم ہو کہ خریدار کا مال حرام سے ہے تو بیچنے والا اپنی حلال
کی چیز اوسکے ہاتھ نہ بیچے ۱۲ ف۲ دینداری وحق پرستی میں خدا آگاہ ہے کہ دو درجہ ہیں درجۂ اول تقوی ہے اور درجہ دوم فتوی ہے پس
اول درجہ والے لوگ اول اور اعلی درجہ گنتے ہیں اور دوسرے درجہ والے کم درجہ ہیں پس تقوی والے کو بدوں دریافت کرنے حقیقت
چیز کے کہ کسکی ہے کہاں سے آئی کون لایا اسمیں تصرف درست نہیں اور اہل فتوی کو چنداں تلاش ضرور نہیں صرف اس قدر درکار ہے کہ اس چیز کی برائی ۱۲

سے چلے گئے اور رات زیادہ گئی دو فرشتے آسمان سے اُتر کر محراب کے پاس کھڑے ہوئے ایک نے کہا یہاں کوئی آدمی معلوم ہوتا ہے دوسرا بولا کہ ہاں ابراہیم ادہم ہے کہا وہ ابراہیم ادہم بلخی کہ بہزار حیلہ کاہی اور جانبازی کے درجۂ ولایت کو پہنچا تھا اور ذرا سی لغزش میں اُس درجے سے گر پڑا افسوس اس کے حال پر اور افسوس دوسرے نے کہا وہ کونسی لغزش تھی کہا ایک مرتبہ اسنے بصرے میں چھوہارے خریدی تھی پھر ایک چھوہارا زمین سے اٹھا کر اپنا جانکر کھالیا پس کھاتے ہی فوراً اپنے درجے سے گر گیا یہ سنتے ہی ابراہیم ادہم روتے چیختے بہزار خواری و زاری بصرے میں پہنچے اور چھوہارے والے کے پاس سے چھوہارے لیکر اُسیکو دے اور اُس سے سب اپنا احوال مفصل بیان کیا اور پہلے چھوہارے کھانے کا بھی اُس سے اپنا قصور معاف کرالیا پھر روانہ ہو کر بیت المقدس میں آئے اور بعد نماز عشا کے بیٹھے رہے جب سب آدمی چلے گئے اور رات زیادہ آئی پھر وہ دو فرشتے بطرز مذکور آئے ایک نے کہا کچھ یہاں بو باس آدمی کی سی آتی ہے دوسرے نے کہا کہ ہاں ابراہیم ادہم ہے بولا کہ وہ ابراہیم جو درجۂ ولایت سے گر گیا تھا اور پھر گریہ و زاری کرکے فضل الٰہی سے اُسی درجہ کو پہنچ گیا:۔

دوسرا باب نفس کشی اور حق کوشی میں

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ کسی نے حضرت بایزید بسطامیؒ سے کہا کہ کچھ بیان فرمائیے جو تمپر اکرام و انعام الٰہی ہوئے فرمایا کیونکر شمار کروں کہ بے شمار ہیں۔ مگر ہاں ہزار انعام سے ایک یہ ہے کہ ایک مرتبہ پچھلی رات کو چاہا کہ نماز تہجد پڑھوں نفس نے کاہلی کی تھوڑی دیر میں پیاس لگی اُٹھکر خوب سیر ہو کر پانی پیا میں نے جی میں کہا سبحان اللہ ہمارے کام میں یہ سستی اور اپنے کام میں یہ چستی پھر میں نے قسم کھائی کہ سال بھر پانی نہ پیونگا فضل الٰہی سے سال بھر تک ایسا ہی ہوا کہ میں نفس پر غالب رہا ورنہ کہیں بکری شیر کے مقابلہ میں غالب ہو سکتی ہے جیسا کہ جناب مولانا ارشاد فرماتے ہیں۔ **بیت**

کشتن این کار عقل و ہوش نیست	شیر باطن سخرۂ خرگوش نیست!

ف اس باب میں حکایات نفس کشی کی ہیں جیکے سر بکا مثا ہے پس محال جانکر ناظرین محال جانکر لیست ہمتی کو کام نہ فرمادیں بلکہ جسقدر ہو سکے بتدریج عمل کریں ۱۲:۔

جب شدت پیاس سے جان بلب ہوتا تو چاہ میں پانی لیکر اُسمیں مٹی ڈالکر قدرے حلق سے اُتار جاتا اور آتش معدہ کو اس طرح بجھاتا اور نفس کو خوب متنبہ کرتا کہ عبادت الٰہی میں سستی نکرنا ورنہ کھانے پینے سے عمر بھر ہاتھ دھو بیٹھے گا **حکایت** نقل ہے کہ ایک بزرگ موسم گرما میں اکیلے سفر کو نکلے اتفاقاً راہ بھولکر جنگل میں جا پڑے شام ہوگئی لاچار ہوکر راہ میں پڑ رہے اور روزہ سے بھی تھے دو رکعت نماز شروع کی پہلی رکعت میں سورۂ بقر اور دوسری میں سورۂ آل عمران پڑھی نفس کو بہت شاق گذرا تنگ ہوکر کہنے لگا کہ شدت گرمی میں سفر کرنا اور اسقدر مشقت اُٹھانا بھوکے پیاسے مرنا اور شام کو بھی روزہ افطار نہ کرنا کیا ضرور تھا میں نے کہا ذرا صبر کر اور اسقدر بیقرار نہو کہ یکایک ایک شخص خوان میں کچھ کھانا اور پانی سر دلایا بعد سلام علیک کے میرے آگے رکھدیا میں نے کہا یہ کیا ہے بولا مجکو خواب میں حکم ہوا تھا کہ جلد اُٹھ اور جو کچھ ماحضر ہو فلانے مقام پر لیجا کہ ایک خاص بندۂ خدا نے ابھی روزہ افطار نہیں کیا پس جو کچھ موجود تھا خدمت میں حاضر کیا۔ معاف کیجئے میں نے پوچھا کہ مکان تیرا کتنی دور ہے کہا سات آٹھ کوس ہوگا فقط۔ **حکایت** نقل ہی مالک بن دینار کی کہ قسم سالن اور میوہ جات سے کچھ نہ کھاتے تھے فقط دو چار چپاتی روکھی رات کو تناول کرتے تھے اور جو گرم ہوتی تو مانند سالن کے مزے سے کھاتے اتفاقاً بیمار ہوگئے پھر فضل الٰہی سے اچھے ہوگئے نفس نے گوشت کھانے کی خواہش کی اور بہت تنگ کیا لاچار ہوکر تھوڑا سا گوشت لاکر پہاڑ پر گئے اور گوشت کی خوشبو نفس کو سنگھاتی اور ناداں لڑکے مچلے کی طرح اُس دانا دشمن کو سمجھاتے تھے اور ہر طرح خبیث حیلے کو تسلی دیتے اور کہتے اے نفس مطمئنہ ظاہر تجکو دُکھ دیتا ہوں اور حقیقت میں سکھ پہنچاتا ہوں کہ دنیا کے مزے سے باز رکھتا ہوں اور آخرت کے مزے چکھاتا ہوں تاکہ لذات دنیا سے باز رہے اور عذاب آخرت سے نجات پاوے اور قیامت میں ذلیل نہووے اور قرب الٰہی میں ہمیشہ خوش رہے۔ اور زار زار روتے اور اس مضمون کے اشعار پڑھتے کہ اس قدر میں نے صبر کیا لذات دنیا سے کہ نفس لاچار ہوکر میرا دوست ہوگیا پھر جو میں نے کہا سو ہی اُس نے کیا اور کچھ عذر نہ کیا اور بہت خواہشیں جی میں مانند دریا کے

اُبلتین اور جوش مارتیں مگر اللہ کے فضل سے صبر میرا سب پی جاتا اور کچھ خیال ہیں نہ لاتا **ف حکایت** نقل ہے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ایک مرتبہ حضرت سری سقطی اپنے اُستاد کی خدمت میں حاضر ہوئے بہت اُداس پا کے عرض کیا کہ یا حضرت آج مزاج کیسا ہے اور اسقدر ملال کیوں ہے فرمایا کیا کہیں کہ کل عجیب واردات وارد ہوئی نفس نے بہت تنگ کیا اور سرد پانی نئے کوزہ سے پینا چاہا بہت بڑا تا رہا آخر مجبور ہو کر ایک نیا کوزہ خادمہ سے منگایا اُسنے لا کے خوب صاف کر کے پانی سرد بھر کے میری پاس رکھدیا جب اپنے معمولات سے فارغ ہوا چاہا کہ پانی پیوں یکایک آنکھ لگ گئی کیا دیکھتا ہوں کہ حور سراپا نور بہت خوبصورت حلہ بہشتی سے آراستہ میرے پاس کھڑی ہے میں متحیر ہو گیا کہ یا الٰہی یہ حسن و جمال باکمال کس صاحب حسن و جمال کا ہے کہ ندیکھا نہ سنا پھر میں نے کہا یہ زیبائش اور آرائش کسکے لئے ہے منہ پھیر کے بھوین چڑھا کے تھوڑی بدل کے کہنے لگی کہ جو سرد پانی نئے کوزے کا پینا چاہتے ہیں ہم اُنکے واسطے ہیں پھر کوزہ میں ٹھوکر مار کر چلی گئی جب میں نیند سے چونکا دیکھا تو کوزہ ٹوٹا ہے اور پانی بہتا ہے **ف حکایت** نقل ہے کہ سات برس تک حبیب عجمی رح کے نفس نے گوشت کی خواہش کی اور نہ کھلایا اور جب بہت تنگ کیا مجبور ہو کر آدھا درم لیکر بازار کو گئے اُسمیں سے آدھی کی روٹی لی اور آدھے کے کباب لیکر چلے ناگاہ راہ میں ایک لڑکا غریب سا کسی غریب کا ملا اس سے پوچھا کہ تو کس کا لڑکا ہے اُسنے کہا کہ میرا باپ مر گیا اور اُسکا یہ نام تھا اتفاقاً باپ اُس لڑکے کا حضرت حبیب عجمی کا آشنا تھا پس سنتے ہی کباب و روٹی اوسکو دیدی اور بہت افسوس کیا **حکایت** نقل ہے کہ دو بزرگ صاحب کرامت بلا کشتی دریا سے عبور کرتے تھے اتفاقاً ایک مقام پر

ف یعنی تین قسم کے آدمی ہیں ایک یہ کہ حرص و ہوا کی بندی ہو گئی خدا کی بندگی چھوڑ کر نفس شیطان کی تابعداری اور بندگی کرنے لگے نیکی کرنے کا کیا ذکر ہے نیکو نکے نام سے جلنے سلگنے لگے پس روح اُنکی تابعدار نفس کی ہو گئی پس جس گھر میں بی بی باندی دونوں جوتی ہوں اس گھر کا خدا حافظ ہے جیساکہ ۱۹ پارہ سورہ فرقان میں ارشاد ہے اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ یعنی ای محمدؐ دیکھا تو نے اس آدمی کو جسنے تابعداری اور پرستش کی اپنے خواہش نفس کی جیسے مولانا فرماتے ہیں سے یاد در مردم ہوا و آرزو ست چون ۱۲ بگذاشتی پیغام ہوست ٭ دوسری یہ کہ نفس تابعدار روح کا اور نہ روح تابعدار نفس کی کہ کبھی روح نفس پر غالب ہو جاتی ہے اور کبھی نفس روح پر غالب آتا ہے پس رات دن خوار زار اور جوتی بیزار ہے جیسے جس گھر میں میاں نیک اور بی بی بدزبان اور بدکردار ہے یا بی بی نیک اور خاوند بد اطوار ہے ہمیشہ اندا انکی تمام محلہ میں پکارتی ہے جیسا کہ طوطی را با زاغ در قفس کردہ اند سے زین بدن اندر عذابی ای اسیر ٭ مرغ روحت بستہ با جنس دگر ٭ اور تیسرے یہ کہ نفس انکی روح کے تابع ہو گیا جیسا اس حکایت میں حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا حال لکھا ہے **ف ۲** سچ ہے نزدیکانرا بیش بود حیرانی فی الواقع اہل حال اور صاحب کمال خیال میں بھی پکڑے جاتے ہیں اسی واسطے اہل اللہ کی عالم خیال میں سوا خیال محبت ذو الجلال کے کچھ نہیں گذرتا ہر دم انکا دل نور خدا سے معمور رہتا ہے چنانچہ مولانا روم فرماتے ہیں سے گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است ٭ من نگنجم ہیچ در بالا و پست ٭ در دل مومن بگنجم ای عجب ٭ گر مرا جوئی در ان دلہا طلب ٭ ۱۲

ٹھہرے ایک شخص نے انکی دعوت کی اور قسم قسم سالن سے خاگینہ تیار کیا ایک صاحب نے خوب کھایا دوسرے نے نہ کھایا جب دریا کے کنارے پر پہنچے جس نے نہ کھایا تھا وہ پانی پر چلا گیا اور جسنے کھایا تھا وہ منہ دیکھتا روتا چلا تارہ گیا رات کو استاد کو خواب میں دیکھا اور اپنی پریشانی کا سب حال بیان کیا فرمایا کیا تو نہیں جانتا کہ جو کوئی نفس کی تابعداری اور شکم پروری کرتا ہے خواہش دلی سے محروم رہتا ہے اور دولت معرفت کو نہیں پاتا ہے

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حاتم اصم نے اپنے شاگرد سے گوشت منگایا وہ لینے گیا دیکھا کہ ایک بزرگ گوشت بیچتے ہیں اُنسے کہا کہ ایک دانگ کا گوشت دیجیئے انھوں نے گوشت اچھا اور زیادہ دیا پھر حاتم اصم کے پاس لایا وہ بہت خوش ہوئے کہا ہر روز انھیں ہی سے لایا کر جب خادم پھر لینے گیا گوشت بیچنے والے بزرگ نے کہا تو ہر روز گوشت کھاتا ہے کہا میں نہیں کھاتا ہوں بلکہ حاتم کے واسطے لے جاتا ہوں متعجب ہو کر کہا کہ حاتم سے بڑا تعجب ہے کہ جو جی چاہتا ہے وہی کھاتا ہے مجکو تیس برس گوشت بیچتے گذرے آج تک لذت گوشت سے واقف نہیں ہوں اگرچہ نفس بہت تنگ کرتا ہے۔ **حکایت** نقل ہے ابو القاسم قادسیہ سے کہ ایک مرتبہ قادسیہ میں رات کو آواز آئی کہ اے لوگو فلانے جنگل میں ایک ولی اللہ کسی مصیبت میں گرفتار ہیں جلد جاکر انکی خبر لو کہ زیادہ دکھ پاتے ہیں یہ سنتے ہی سب شہر والے اُس مقام پر پہنچے دیکھا تو حضرت ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ ایک گڑھے میں پڑے ہیں انکو با کمال ادب اور حفاظت جلد نکال کے سوار کر کے شہر میں لا کر میں نے اپنے مکان میں اتارا دو چار روز کے بعد پھر قصد سفر کا کیا میں نے کمال ادب سے عرض کیا کہ یا حضرت اس قدر مصیبت اختیار کرنے میں کیا حکمت ہے فرمایا کہ مدت سے جنگل میں سیر کرتا پھرتا تھا جب اس شہر کے قریب آیا تو میرا نفس نہایت خوش ہوا کہ یہاں ہمارے بہت دوست آشنا ہیں خوب دعوتیں کھائینگے اور چین اُڑائینگے اور سب دکھ سفر کے بھول جائیں گے۔ مجھ کو اس کی خوشی سے بہت ناخوشی ہوئی کہ صرف دعوت کھانے کے خیال سے اس قدر ابھی سے کودتا اُچھلتا ہے کھا پا دیگا تو جانے کیا آفت و قیامت برپا کریگا تب میں نے کہا قسم خدائے پاک کی تجکو صورت اس شہر کی نہ دکھاؤنگا اگرچہ تو تڑپ کر

مرجاوے فا **حکایت** نقل ہے مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ایک مرتبہ خواب میں گیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ فلانے مقام پر ایک اولیاء اللہ تیری ملاقات کے مشتاق ہیں چنانچہ کئی رات دن برابر یہی خواب دیکھا پھر جلد اُس مقام پر گیا دیکھا کہ ایک بزرگ مسجد کے دروازہ پر اذان کہہ رہے ہیں میں نے سلام علیک کی کہا وعلیک السلام اے مالک بن دینار میں متحیر ہوگیا کہ انہوں نے میرا نام کیونکر جانا کہا جسنے تمکو یہاں بھیجا اُسنے تمہارا نام بتایا پھر بعد نماز کے مجکو گھر میں لے گئے اور روکھی روٹی جو کی میرے آگے رکھی میں نے کہا کہ اگر نمک ہوتا تو اُس سے لگا کر کھاتا شیخ نے خادمہ سے اشارہ کیا وہ لوٹا گرو رکھکر نمک لائے پھر میں روٹی کھا کر شکر الٰہی بجالایا کہ الحمد للہ مجکو اسقدر صبر و قناعت حاصل ہے کہ نمک کو بجائے سالن کرکے مزے سے روٹی کھائی تب خادمہ نے کہا سبحان اللہ اگر تم قانع ہوتے ہو ہمارا لوٹا کیوں گرو ہوتا ہم ستر برس سے نمک سے واقف نہیں پس یہ سنتے ہی مالک بن دینار نے ایک چیخ ماری اور کپڑے پھاڑ ڈالے اور روتے چلاتے جنگل کو چلے گئے

باب تیسرا ریاضت اور عبادت اہل اللہ میں

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لوگوں نے عرض کی کہ آپ اسقدر مشقت شاق کیوں اُٹھاتے ہیں کہ نہ دن کو چین نہ رات کو آرام پاتے ہیں فرمایا اگر دن کو آرام لوں تو رعیت بے آرام ہو اور اگر رات کو آرام کروں تو نفس آمارہ فرصت پاکر خوار کرکے مستحق عذاب قیامت کا کریگا پس جو کوئی دوسرے کی راحت اور اپنی نجات چاہے وہ اس دنیا میں کیسے آرام پائے ف **حکایت** نقل ہے مسروق بن الاخدم کی کہ ہمیشہ تہجد گذار تھے اسقدر نماز میں کھڑے رہتے تھے کہ پیر سوجھ جاتے تھے گھر والے

ف ا سچ ہے جو چور کو اپنے گھر میں چوری کرتے دیکھتا ہے اسکو مارتا ہے وہ اپنا مال و متاع بچاتا ہے اور جو نیکے اور سوتا رہے تو چور چراتا ہے اور یہ خبر نہیں ہوتا جب صبح ہوتی ہے تو واویلا کرتا ہے کہ ہائے میری فلانی چیز چوری گئی ہائے میری اُسکی چیز چوری گئی مفت میں بیوقوف کہلاتا ہے اور کچھ فائدہ نہیں پاتا ہے ہاں اگر جاگتا اور چراغ جلتا ہووے تو چور کا گھر میں آنا دشوار ہے چور ابلیس کا کیا ذکر ہے پس چراغ خانہ جان کا روشنی ایمان ہے اور تیل نبی اسکی محبت اہل عرفان ہے پس جو کوئی سرمایہ سرمدی دولت ایمان کو بچانا چاہے تلاوت کلام اللہ اور صحبت اہل اللہ اختیار کرے ورنہ سوائے رسوائی و خواری کے کچھ پھل نہ پاویگا اور جو خدا کی تابعداری کرتے ہیں وہ دنیا میں بھی ذلیل اور خوار نہیں رہتے اُنکے واسطے غیب سے سامان ہو جاتا ہے جیسے جناب ابوالحسن نوری کو حضرت ابوالقاسم قادسیہ والے آکے لیگئے اور جی جان سے اُنکی تابعداری کرنے لگے۔ ف ۲ سبحان اللہ کیا عدالت اور انصاف تھا کہ دن بھر شہر کی خبر گیری کرتے اور رات کو نفس کو گوشمالی فرماتے ۱۲

Marfat.com

یہ اُنکا حال دیکھکر بہت گریہ و زاری کرتے آخر کو ایک مرتبہ اُنکی ماں نے نہایت تنگ ہوکر کہا اے
بیٹا اسقدر کیوں مشقت اُٹھاتے ہو اور اپنی جان ناتوان کو دکھ دیتے ہو اللہ تعالیٰ نے کیا دوزخ
تمہارے اکیلے ہی کے لئے بنائی ہے جو ایسا ڈرتے ہو بلکہ سارے جہان کے واسطے بنائی ہے
پس مرگ انبوہ جشنے دارد عرض کیا آپنے بجا فرمایا مگر بندہ کو ایک لمحہ بندگی سے غفلت نچاہئے
آگے اُسے اختیار ہے چاہے مارے چاہے نوازے پھر جب وقت مرگ قریب پہنچا رونا
شروع کیا لوگوں نے کہا تم اسقدر کیوں روتے چاہتے ہو تمام عمر تمنے عبادت الٰہی میں
گذاری ہے کہا یہی تو ڈر ہے کہ اب وقت امتحان ایمان ہے مبادا عمر بھر کی عبادت برباد
ہو جاوے واللہ اعلم مستحق ثواب ہوں یا لائق عذاب ف۱ کاش کیا اچھا ہوتا جو میں پیدا نہوتا
تو اس دکھ میں کیوں مبتلا ہوتا ف۲ حکایت محمد ابن جعفر سے نقل ہے کہ ایک مرتبہ بمقام
عبادان حضرت وکیع اوستاد امام شافعی رحمہما اللہ کی خدمت میں گیا چالیس دن وہاں رہا ہر
روز یہی معاملہ دیکھا کہ ہر روز ایک قرآن مجید ختم کرتے اور ہزار درہم صدقہ فقرا کو دیتے اور صحیح بخاری
شریف پڑھ ڈالتے اور رات دن آرام نہ لیتے ف۳ حکایت نقل ہے ابراہیم ادہم سے کہ ایک مرتبہ
جوش و خروش محبت خدا میں بھر گئے خود تو مکہ معظمہ گئے زیارت بیت اللہ کو سر کے بل چلے کہ ایسے
مکان مقدس کو پیر سے جانا کمال بے ادبی ہے اگرچہ مجکو دولت حج ہر دفعہ یہاں نصیب ہوگی
اور پیر سے جانیوالے ہر سال حج کرتے ہیں پھر ایک قدم چلتے اور سجدہ کرتے اسی طرح سے سات برس
میں پہنچے بارہ برس حرم محترم میں رہے عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے بعد اسکے انکو رحلت کی جانب آسمان
یعنی عالم غیب سے آواز آئی کہ زمین کے سردار نے آج رحلت کی پھر دن کو تمام شہر میں شہرہ ہوا کہ
ابراہیم ادہم نے انتقال کیا حکایت نقل ہے سلیمان دارانی رحمۃ اللہ سے کہ ایک مرتبہ حسب
معمول نماز تہجد میں مشغول تھا بعد فراغ کے نماز نیند سے ذرا آنکھ لگ گئی کیا دیکھتا ہوں کہ
ایک حور سراپا نور نہایت شکیلہ بزرد زیور حسن و خوبی بخوبی آراستہ بلباس حلہ بہشتی پیراستہ
ہے اور اُسکے چہرے کی چمک سے در و دیوار آفتاب سا چمکتا ہے میں متحیر ہو گیا کہ الٰہی یہ نور علیٰ نور
کس سراپا نور کا ہے آیا یہ حسن و جمال ہے یا خواب و خیال کہ نہ کبھی دیکھا نہ سنا

ف۱ یہ خدا نے سچ فرمایا کہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ یعنے اللہ ڈرنے والونکے ساتھ ہے یعنی جو لوگ ڈرتے ہیں وہ رحمت
خدا کے قریب ہوتے ہیں پس ڈرنا بندہ کا خدا سے دلیل رحمت خدا ہے ۱۲ ف۲ سبحان اللہ بندہ کو یہی مناسب ہے
کہ جسکا کہا دے اُسکا گا دے ۱۲

Marfat.com

پھر مجھکو پیر سے ٹھکرا کر جگایا کہ سبحان اللہ تو خواب غفلت میں پڑا ہے یہاں دو جہان انتظار محبت
میں کھڑے ہیں پس میں فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور اسوقت کے سونے سے تائب ہوا الحمد للہ اس
حسینہ کے حسن کا وہ عالم تھا کہ تمام عالم پر بیہوشی کا عالم تھا بولی اے بیتاب کیا تجھکو
حقیقت اس آب وتاب عالم کی معلوم نہیں جو باعث بیقراری اور اضطرابی میں ہے میں نے کہا
مجھکو آگاہی نہیں بولی ایک مرتبہ کہ اگر راتے جاڑے میں تو کمال ادب نماز تہجد پڑھتا تھا اور
خوف الٰہی سے بعد بیقراری و اضطراب چشم پر آب اور بیتاب تھا مجھکو حکم ہوا کہ فردوس
اعلیٰ سے جلد جا اور اسکے سرخ آنسو کا اپنے چہرے پر گلگونہ لگا پھر میں نے ایسا ہی کیا چہرہ
میرا آفتاب سا روشن ہوگیا جیسا تو نے دیکھا ف۱ حکایت نقل ہے ایک عورت رابعہ
العدویہ سے کہ ہمیشہ اپنے نفس کو کہتین کہ یہ رات اخیر ہے جسقدر ہو سکے بندگی الٰہی کرلے
کل تو دنیا سے کوچ کر جائیگی سوائے حسرت کے کچھ نہ لیجائیگی اسی طرح دم دلاسا نفس کو
دیتین اور سب کام دل بخوبی اس بیدل سے لیتین اور تمام رات یاد الٰہی میں مشغول رہتین
بعد نماز صبح کے دن کو بھی اسی طور نفس کو دم دے دیکر عبادت الٰہی بخوبی بجالاتین جب نیند کا
غلبہ ہوتا تو گھر میں ٹہلتین اور نفس کو بہلاتین اور کہتین یہ ذرا سونا اور پھر اٹھنا کس کام کا
اخیر بعد مرگ کے تا ایام قیامت سونا اور راحت پانا ہے اسی انداز سے پچاس برس تک رات
دن عبادت خدا میں گذاری اور کبھی مرتے تک بستر رکھکر زمین پر پیٹھ نہ لگائی آخر کو اسی حال میں رحلت
کرگئیں ف۲ حکایت نقل ہے رابعہ بصریہ کی کہ ہمیشہ شب بیدار رہتیں اور چار سو رکعت نماز ادا کر
کے صبح کی نماز پڑھکے سنتیں مع کرنیکو ور جانماز پر بیٹھ جاتیں پھر آنکھ لگتے ہی اچھل پڑتیں اور نفس
کو بہت لعنت ملامت کرتیں کہ کب تک خواب غفلت میں رہیگا کیا تجھکو نہیں معلوم کہ موت سر پر کھڑی ہے

جاگنا ہو جاگ لے افلاک کے سائے تلے	حشر تک سوتا رہیگا خاک کے سائے تلے

اور کہتیں موت کیا ہے کہ پیچھے ہیں ... بعد مرگ کے اسی میں کفنا دفنا دیا پھر کسی عورت نے

ف۱ یا شک جو آنسو خوف خدا سے نکلتے ہیں وہ جہان کی جانکو آفتاب روشن کرتے ہیں بلکہ حوران بہشتی کو روشنی بخشتے ہیں جیسا کہ اس
حضرت مولانا روم در کلام خود تعریف کرتے ہے ع اے خنک چشمی کہ آن گریان اوست + ای ہمایون دل کہ آن بریان
اوست ... ادر ترجمہ حدیث قدسی کی فرماتے ہیں + چوں بگرید ...
... خرد شندہ ... رحمتم ... آن خوش گریہ ہاست + چون گریست از بحر رحمت موج خاست ۱۲
ف۲ سبحان اللہ یہ عورتیں حقیقت میں مرد کم ہمت سے بدرجہا درجہ میں زیادہ ہیں جیسا کہ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے
ہیں سه زنانرا کہ ہمت ز طاعت بدارند گر دست + تو بنشیں ... چو زن + زہی ... کم ز
زن لاف مردی مزن ۱۲

خواب میں دیکھا کہ ریشمین سبز کرتا مکلف پہنے ہیں کہا وہ کرتا کمبل کا کہاں ہے بولیں اُسکے بدلے اللہ تعالیٰ نے یہ عطا کیا کہا مجھے اے رابعہ کوئی ایسی بات بتا جس سے قرب الٰہی حاصل ہو کہا یاد الٰہی سے زیادہ کوئی ذریعہ قرب الٰہی کا نہیں ہے ف۔ حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ صفوان نے سونے سے قسم کھائی اور چالیس برس لیٹنے کی نوبت نہ آئی جب کبھی نیند غلبہ کرتی تو زانو پر سر رکھکر سستی دفع کر لیتے اور پھر بدستور عبادت الٰہی میں مشغول ہو جاتے جب قریب المرگ ہوئے اور نہایت تکلیف ہوئی تو لوگوں نے کہا کہ ذرا دیوار سے تکیہ لگا بیٹھئے یا ذرا لیٹ جائیے اور ٹک آرام لیجئے کہا مرنیکے وقت کیا عہد توڑ دوں اور دیوار پہ تکیہ لگاؤں پھر جان بحق تسلیم کی غسل دینے والا کہتا ہے کہ میں نے بچشم خود دیکھا کہ کثرت سجدے سے انکی پیشانی پر نقش ہو گئے تھے ف۲

باب چوتھا خوف جناب باری اور گریہ وزاری میں

حکایت روایت ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام خوف الٰہی سے اسقدر روتے تھے کہ تمام گوشت پوست رخساروں کا آنسوؤں سے اُڑ گیا اور غار ہو گیا یہانتک کہ دانت نظر آتے تھے مادر مشفقہ یہ حال اُنکا دیکھکر زار زار روتی تھیں اور آنسوؤں کا دریا بہاتیں لاچار ہو کر ان زخموں پر کپڑا رکھ دیتیں پھر جسوقت حضرت یحییٰ علیہ السلام کے دل میں دریا خوف الٰہی کا جوش مارتا اور آنکھوں کی راہ سے نالے بہاتا زخموں سے سب کپڑے بہجاتے بلکہ اس زاری ذوق خوف باری سے حسب ارشاد جناب مولانا

عشق صادق بر جمادی می تند	چہ عجب کہ بر دل دانا زند

پتھر جگر پانی ہو بہہ جاتے غرض حضرت یحییٰ علیہ السلام کو دن رات روتے گذرتا اور مادر مشفقہ کو اُن زخموں پر کپڑے رکھنے اور حضرت زکریا علیہ السلام کا دستور تھا کہ جب حضرت یحییٰ علیہ السلام نہوتے تو وعظ فرماتے کہ انکو ہر گز تاب عذاب اور حشر کے سننے کی نتھی اتفاقاً ایک مرتبہ مجلس وعظ میں حضرت یحییٰ سر سے چادر اوڑھے ہوئے ایک طرف کو چپکے سمٹے بیٹھے تھے حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا اے یحییٰ تو نہیں ہے جو کہتا ہوں کہ ایک

فا سچ ہے جیسے اکسیر اضطرابی دیتا ہے پارہ کی مارکے چاندی کر دیتی ہے ایسی ہی یاد الٰہی اضطرابی دل کو دور کرکے اسے چین کو جلا دیتی ہے جیسا کہ ۱۳ پارہ سورہ رعد میں ارشاد ہے اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ یعنے سنتا ہے اللہ ہی کی یاد سے چین پاتے ہیں دل جو یقین رکھتے ہیں یعنی بیقراری دل کو دور کر دے خدا کی کوئی چیز نہیں کہہ سکتے ف سبحان اللہ جنہیں زمین پر بیٹھ کر لگانی اور راحت دنیا پیچھے رہی حمایت خدا نے اسکو پشت اور بالشک اُسکی مغفرت کی اور جو شخص فضل الٰہی سے ۱۲۰ ادبی تر چشم لیجئے گی

اشتیاق سننے ذکر اللہ میں ہمہ تن گوش تھا اور معاملات دنیا اور ما فیہا سے بیہوش
کسی نے کچھ جواب نہ دیا معلوم ہوا کہ نہیں ہیں پھر آپنے وعظ فرمایا اور عذاب دوزخ
سے ڈرایا اور فرمایا کہ ابھی میرے پاس حضرت جبرئیل آئے اور وحی الٰہی لائے
کہ اللہ تعالےٰ نے دوزخ میں ایک گڑھا عظیم الشان بنایا اُسکا نام سکران اور
ایک پہاڑ بہت بلند بنایا نام اُسکا غضبان رکھا ہے اور اس عذاب سخت سے کوئی
پناہ نہ دیگا مگر وہ شخص جو خوف جناب باری سے راندن اشکباری مانند بارش
باری کے کرتا رہیگا پس یکایک حضرت یحییٰ علیہ السلام نے چیخ ماری اور بیہوش ہو
کے زمین پر گر پڑے اور تڑپنے لگے جب ذرا افاقہ ہوا روتے چلاتے کپڑے پھاڑتے
سر میں خاک ڈالتے جنگل کو چلے اور سب اہل جماعت زار زار با صد اضطرابی
و دل بیقرار روتے چلاتے انکے پیچھے ہوئے مگر واللہ اعلم وہ اہل کہاں نظر سے
گم گئے کہ کسی کو نظر نہ آئے پھر یہ سب راہ گم کردہ مجبور ہو کر الٹ آئے دیکھا تو یہاں حضرت
زکریا علیہ السّلام بیہوش پڑے چلاتے ہیں تب انکو ہاتھوں ہاتھ کمال حفاظت سے انکے
گھر لے گئے پس مادرِ مشفقہ حضرت یحییٰ علیہ السّلام یہ حال دیکھکے گھبرا گئیں اور پریشان
حال ہوکے پوچھنے لگیں کہ میرا یحییٰ کہاں ہے سب نے وہ واردات بیان کی پھر لاٹھی
لیکر با دل مضطر انکا پتہ نشان پوچھتی ہوئی جنگل کو چلیں تین راندن برابر پہاڑوں میں بھوکی پیاسی
ڈھونڈھتی پھریں کہیں پتہ نہ پایا اتفاقاً چرواہے بکریاں چراتے نظر آئے اُنسے پوچھا کہ کوئی آدمی
روتا چلاتا سر میں خاک ڈالتا تمنے دیکھا یا سنا ہے کہا کہ ہاں کل شام کو اس پہاڑ کی طرف سے رونے
چلانے کی آواز آتی تھی کہ وا مصیبتا عذاب سکران سے اور واویلا سختی غضبان سے کوئی کہتا تھا
پھر اُس پہاڑ میں جاکے دیکھا تو ایک گڑھے میں غمگین بیٹھے ہیں اور سختی عذاب دوزخ سے
واویلا کرتے ہیں مادر مشفقہ نے گلے سے لگا لیا اور بہت تسلی دلاسا فرماکے گھر لے آئیں پھر گوشت
روٹی اُنکے آگے رکھدی کہا برائے خدا اور حق مادر بینو کچھ کھالو اور ذرا سو لو کہ تمہارا جی ٹھکانے
ہو جائے اور کلفت پریشانی مٹ جائے کہ بہت خوار و زار جنگلوں میں بھوکے پیاسے پھرتے
رہے ہو حضرت یحییٰ علیہ السّلام کو بہت رونا آیا مگر بپاس خاطر مادر مشفقہ کچھ کھاکر سو رہے
صبح کو حضرت جبرئیل آئے انکو جگاکے کہا اے یحییٰ خداے تعالیٰ نے تمپر رحمت کا سلام بھیجا ہے اور فرمایا
ہے کہ خاطر جمع رکھو کہ عنقریب داخل جنت ہوگے اور بخوبی وہاں راحت پاوگے اے یحییٰ اگر تو

Marfat.com

ایک نظر جنت کو دیکھتا تو اُسکے شوق میں روتے روتے مرجاتا اور اگر ایک نظر دوزخ کو دیکھتا تو
اُسی وقت اُسکے خوف سے پانی ہوکر بہ جاتا حضرت یحیٰی خوش ہوکر رو دیے اور جنگل کو چلے
گئے پھر مادر مشفقہ کو اُنکا پتہ نہ ملا کہ کہاں گم ہو گئے ف۱ **حکایت** نقل ہے منصور بن عمار سے
کہ ایک مرتبہ تفریحاً گلی کوچہ میں پھرتا تھا ناگاہ ایک مکان سے آواز رونے چلانیکی آئی کہ کوئی
شخص جناب الٰہی میں گڑگڑاتا ہے کہ اے مولا میرے اے آقا میرے ہر چند میں تمام ہوتے اپنی جان
بچاتا ہوں مگر خواہش نفسانی اور شیطانی ہر وقت مجھکو گھیر کر لذت دنیا میں پھسلاتی ہے اور عذاب
دوزخ اور آفت قیامت کو جی سے بھولاتی ہے اسحال میں سوائے تیرے فضل و کرم کے کون میرا
حامی اور مددگار ہے یہ سنکر میں نے باہر سے آیۂ کریمہ ۲۸ پارہ سورہ تحریم کے قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ
وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا پڑھی یعنی اے ایمان والو بچاؤ تم آپکو اور اپنے گھر والونکو عذاب دوزخ سے یہ
سنتے ہی بیقرار ہوکے ایک چیخ ماری اور گریہ وزاری شروع کی پھر میں اپنے کام کو چلا گیا
صبح کو اُسطرف سے نکلا دیکھا تو لوگ جمع ہیں اور ایک جنازہ رکھا ہے اور کفن دفن کا سامان
ہو رہا ہے میں نے کہا کہ یہ جنازہ کسکا ہے لوگوں نے کہا رات عجیب معاملہ گذرا کہ یہ جوان
رات بھر خوف الٰہی سے روتا چلاتا رہا صبح کو مرگیا ف۲ **حکایت** روایت ہے حضرت
سفیان ثوری سے کہ میری کمر حالت جوانی میں جھک گئی کسی نے کہا کیا سبب ہوا کچھ جواب
نہ دیا جب شاگرد خاص نے بہت خوشامد کی کہا کیا کہوں کچھ کہنے کی بات نہیں ہے اتفاقاً

ف۱ مقام عبرت ہے کہ جب انبیا علیہم السلام کہ معصوم اور مبرا رہیں اسقدر عذاب دوزخ سے ڈریں اور تھرائیں تو اور رونکا کیا ٹھکانا
ہے جیسا کہ شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎ ازاں سہ کز نبی پرسند و قول و فعل * اولو العزم را تن بلرزد ز ہول * بجائیکہ دہشت خورند
انبیا * تو عذر گنہ را چہ داری بیا * چنانچہ تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ قیامت کیدن دوزخ بلائی جائیگی ہزار باگوں سے جکڑی ہوئی اور
ہر باگ پر ستر ستر ہزار فرشتے ہونگے ناگاہ ایک آواز سخت کریگی کہ سب مقربان بارگاہ خدا بیہوش ہو جائینگے کہاں آنحضرت
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بخوبی ہوش اور جوش محبت الٰہی میں دریا سے اُبلتے ہوئے ہیں اس مقام سے عالی مقام سوچنے سمجھنے سے
کہ کس درجہ عالی درجہ رکھتے ہیں اور جوش و خروش دوزخ کا دریافت کرنا ہے کسقدر ہوش افزا ہے جیسا کہ سورہ تبارک الذی
میں ارشاد ہے وَهِيَ تَفُوْرُ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ یعنی جب دوزخ میں پڑیں تب اسکا شور و غل سنیں کہ اور قہر کے مارے
سے اوچھلتی کودتی ہے کہ گویا شدت جوش و خروش سے ابھی پھٹ پڑے گی عبرت ہے کہ جب حکم [illegible]
بیان کرتا ہے تو مخلوق پر کیا دشوار ہوگا اللہ تعالیٰ بچاوے ہم سب گنہگاروں کو آمین ۔
ف۲ سبحان اللہ جو محبت خدا میں مرتے ہیں وہ زندگی دائمی پاتے ہیں اور دنیا اور آخرت کی آفت سے بچا [illegible]
ہیں اور بخوبی چین اڑاتے ہیں اور [illegible]
[illegible] اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ [illegible]
بندے اللہ کے غم اور اندوہ سے پاک ہیں ۱۲ ۱۱ ۱۲

وقت مرگ اپنے اُستاد کی خدمت میں کہ اولیائے کامل سے تھے حاضر ہوا تھا فرمایا اے سفیان دیکھنا ہے تو کیا معاملہ کرتا ہے رب میرا میری ساٹھ پچاس برس وعظ و نصیحت سے لوگوں کو برائی سے بچایا اور راہ حق پر چلایا اب مجکو حکم ہوا کہ تو ہمارے دربار کے قابل نہیں پس سنتے ہی اس کلام کے میری کمر جھک گئی کہ جب ایسے کاموں اور کاملونکا یہ حال ہی تو واللہ اعلم اور ونکا کیا حال ہوگا پھر جب تک حضرت سفیان جیتے زار زار روتے رہے اور اکثر آنکھونسے بجائے آنسو کے خون ٹپکتا تھا جب بیمار ہوئے ہر چند علاج کیا مفید نہوا بلکہ کوئی حکیم انکے مرض سے آگاہ نہوا کہ کیا مرض ہے ایک طبیب نصرانی نے انکا قارورہ دیکھکے متحیر ہوکر کہا کہ اللہ اکبر میں نہیں جانتا تھا کہ مسلمانوں میں بھی ایسے کامل ہوتے ہیں کہ انکا جگر خوف الٰہی سے ٹکڑے ٹکڑے ہوکر بہہ گیا چنانچہ ۲۷ پارہ سورۂ حدید میں ارشاد ہے اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ یعنے کیا نہیں آیا ہے وقت کہ ڈرجاویں دل اللہ والوں کے اللہ کی یاد سے ف۱ حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا کہ آپ ہمیشہ کیوں غمگین اور اُداس رہتے ہیں اور رات دن روتے ہیں کہا خوف الٰہی سے ہر دم ڈرتا تھراتا ہوں مبادا شیطان اور نفس کے فریب میں آکر مستحق عذاب نہو جاؤں کہ اللہ کی ذات بے پرواہے وہاں کسیکی پروا نہیں ہے اتفاقاً بیمار ہوئے ایک سردار انکے دیکھنے کو آیا دیکھا تو تمام گھر میں پانی بہتا ہے خادم سے کہا کہ یہ پانی کہاں سے آیا ہی کہا کوئی پانی کا برتن ٹوٹ گیا ہے کہا نہیں ہیں نے اکیبار آگ روشن کی پس شیخ دیکھتے ہی اسقدر روئے کہ تمام مکان آنسوؤں سے بھر گیا ف۲ حکایت نقل ہے شیخ الموصلی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ بڑے عابد زاہد تھے حسب مقدور راہ خدا میں فقرا کو دیتے تھے ایک دن کوئی خادم خدمت میں آیا دیکھا تو جانماز پر دیوار سے لگے منہ پر ہاتھ دھرے بیٹھے روتے ہیں اور آنکھوں سے سرخ آنسو بہتے ہیں یہ حال دیکھکر حیران ہو گیا عرض کیا یا حضرت خیر ہے اسقدر گریہ وزاری کیوں کرتے ہو فرمایا کچھ کہنے کی بات ہو تو کہوں اگرچہ خوف الٰہی سے ہمیشہ روتا تھا مگر دو برس سے خوف الٰہی ایسا جی میں سمایا کہ آنکھوں سے سرخ آنسوؤں کا دریا بہایا بعد انتقال کے کسی نے خواب میں دیکھا کہا کیا معاملہ گذرا جناب الٰہی میں بولا اس رحیم کریم نے

ف۱ سچ ہے دل وہی ہیں جو خوف الٰہی سے ہر دم تھراتے ہیں بلکہ پانی ہوکے بہہ جاتے ہیں ف۲ یعنے آگ دیکھ آگ دوزخ کی یاد آگئی اسکے خوف سے ڈر گئے تھرا گئے زار زار روئے آنسوؤں کا دریا بہایا ۱۲

اپنے رحم اور کرم کو کام فرمایا اور اپنے قرب میں عرش معلی پر مقام عطا کیا پھر فرمایا ای میرے بندے تو کیوں اسقدر رونا چلاتا تھا میں نے عرض کیا کہ مالک میرے تمام عمر دن رات آقا سے ڈرتا رہتا ہے واللہ اعلم کونسی بات سے خوش ہو جائے اور کونسی بات سے ناخوش فرمایا تیرے رونے نے سب تیرے گناہ مٹا دیئے ف۱ حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ مالک بن دینار کسی قبرستان کو گئے وہاں کچھ لوگ مردہ کو دفناتے تھے اس حال سے ایسا خوف الٰہی انپر چھا گیا کہ بیہوش ہو گئے اور عالم بیہوشی میں اس قسم کے مضامین ادا کرتے تھے بیت

اس زندگی پہ آج جو مغرور یار ہیں	اپنی ہی صورتیں ہیں جو اپنے مزار ہیں

پھر لوگ انکو اٹھا لائے جب ہوش ہوا کہا اس بات سے ڈرتا ہوں کہ لوگ دیوانہ بنا ڈالا کہینگے اور لڑکے اینٹ پتھر مارینگے اور تالی دینگے ورنہ سب کپڑے پھاڑ ڈالتا اور ایک کمبل اوڑھ لیتا اور خاک دھول میں مل جاتا اور ہر گلی کوچہ میں پھرتا کہ بہائے دکھ میں نفس شیطان کے دھوکے میں آکر دین دنیا مت برباد کرنا اور عذاب اور دوزخ سے جان بچانا کہ موت سر پر کھڑی ہی اور حیات مستعار گھڑی دو گھڑی ہے فضل الٰہی سے بہت لوگ حق ماننے اور ناحق حق سے پھر گئے دین و دنیا کھوتے پھر وقت مرگ کے خادمونکو بلا کر وصیت کی خبردار سرمو اسمیں فرق نکرنا یعنے بعد موت کے میری پیشانی پر لکھنا کہ مالک بن دینار اپنے آقا کی تابعداری سے بھاگا ہے اسکا جنازہ کوئی نہ اٹھانا پھر ہاتھ باندھکر رسی گلے میں ڈال کر اوندھے منہ گھسیٹنا جیسے غلام بھاگے کو آقا کے آگے گھسیٹتے ذلیل و خوار کرتے لاتے ہیں اور تین مقام پر میرا حال دریافت کرنا اول قبر میں رکھکر منہ کھول کے دیکھنا کہ سیاہ ہے یا نورانی دوسرے روز حشر کہ اعمالنامہ سیدھے ہاتھ میں دیتے ہیں یا الٹے میں تیسرے جب اعمال تلیں دیکھنا پلہ نیکی کا بھاری ہے یا بدی کا مالک بن دینار نے کہا اسے کاش میں پیدا نہوتا تو خوب ہوتا دنیا اور آخرت کی مصیبت میں گرفتار نہوتا قریب تمام ہوا سبدم غیب سے آواز آئی کہ ہمنے مالک بن دینار کو سب عذابوں سے نجات دی اور مغفرت کی تب سب خادم کو دے اور بہت خوش ہوئے اور مالک بن دینار نے انگلی شہادت کی اٹھائی اور کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

ف۱ سبحان اللہ کیا اچھی آنکھیں ہیں جو خوف الٰہی میں آنسو کے دریا بہاتے ہیں اور گناہ کو موج کی راہ بہاتے ہیں جیسا کہ مولانا ارشاد فرماتے ہیں ۵ لے خنک چشمی کہ آن گریان او ست وی ہمایون دل کہ آن بریان او ست ہای دریغا اشک من دریا بدی تا نثار دلبر زیبا بدی ہر داغ دل او کہ در میدان درد ۱۴ اہل دل از داغ بیشی نہ درد ۱۲

۲۱ ہزار ۶ سو

پڑھا اور جان بحق تسلیم کی ف حکایت نقل ہے زین بن افصح سے کہ ایک مرتبہ موت کا خیال میرے دل پر چھا گیا میں نے بیٹے سے کہا میری ساٹھ برس کی عمر ہوئی کل اکیس ہزار چھ سو دن ہوئے کم سے کم ایک ہی گناہ ہر روز شمار کیا جاوے تو روز قیامت کے کیونکر چھٹکارا ہوگا پھر عمامہ سر سے پھینک دیا کبھی منھ پیٹتے کبھی زمین پر لوٹتے اور زار زار رونے چلاتے تھے آخر بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے اور اسی حالت میں جان بحق تسلیم ہو گئے ف۲ حکایت نقل ہے کہ عطاء سلمی نے چالیس برس آسمان کی طرف نہ دیکھا اور نہ کسی نے انکو ہنستے دیکھا جب جوش محبت خدا میں آتے رونا شروع کرتے تین تین دن برابر روتے اور جب بادل آتا اور بجلی چمکتی تو دل بھر آتا اور سارا بدن کانپتا اور ڈر کے مارے ہر دم اُٹھتے بیٹھتے اور کہتے جو آفت اور مصیبت دنیا میں آتی ہے اور ہر ایک کو خوار اور ذلیل کرتی ہے میرے ہی اعمال کی شامت سے ہے اگر عطا کاش میں مر جاتا تو خوب ہوتا کہ سب آدمی آفت ناگہانی اور بلائے آسمانی سے نجات پاتے جیسے سعدی علیہ الرحمہ کسی بزرگ کا مقولہ نقل کرتے ہیں ؎ چہ بودی کہ دوزخ ز من پر شدی ٭ مگر دیگراں را رہائی بدی ٭ پھر کہتے اے نفس بلاشک موت آنے والی ہے مقام تیرا قبر ہے اور گناہ تیرے دوزخ ہے اور نگہبان تیرے منکر نکیر ہیں اور قاضی اللہ تعالیٰ ہے اور قید خانہ دوزخ اور داروغہ مالک ہے بہشت نہ بیچی جاتی ہے نہ داروغہ رشوت خوار ہیں قید خانہ توڑنے والا نہیں پھر سختی عذاب سے نجات کیونکر ہوگی کیا معلوم ہو کہ مستحق دوزخ ہوں یا لائق بہشت اس قسم کی باتیں کرتے تھے اور زار زار روتے تھے اور چشمہ چشم سے نالے بہاتے تھے اتفاقاً ایک شخص خدمت میں آیا دیکھا تو ایک گوشہ مسجد میں بیٹھے ہیں اور ادھر ادھر پانی بہتا ہے خادم سے پوچھا کیا شیخ آداب مسجد نہیں کرتے جو وضو کا پانی مسجد میں بہاتے ہیں اسنے کہا یہ پانی وضو کا نہیں ہے بلکہ چشمہ چشم سے بہا ہے پھر بعد مرگ کے کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا کیا حال گذرا تمہارا کہا فضل الٰہی کی کچھ انتہا نہیں اسقدر سکھ پایا کہ سارے دکھ دنیا کے بھول گیا پھر رب العزت نے فرمایا اے بندے میرے تو کیوں اسقدر دنیا میں روتا تھا عرض کیا تیرے ڈر سے ارشاد کیا کیا تو نہیں جانتا تھا کہ اللہ رحیم و کریم ہے ف۳ حکایت نقل ہے

ف۱ اذ المستقامت بہ زین سے مقام بازپرس کا ہے جو بیان ثانی ہے اسلئے بلاشک جنتی ہوا اور سبب لقاء و کرم الٰہی کا مستحق ہوا چنانچہ کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ اسپر ناطق ہیں ۱۲ ف۲ بلاشک جو خوف الٰہی سے روتے روتے مرجاتی ہیں مستحق دو جنتوں کے ہوتے ہیں جیسا کہ سورۂ رحمن میں ارشاد ہے ولمن خاف مقام ربہ جنتان یعنی جو کوئی دن قیامت کی خدا کے آگے آنے سے ڈرا اور سب گناہ دی نتب ہوا اسکو دو باغ عمدہ ہیں ۱۲ ف۳ بلاشک جو کوئی جناب باری میں گریہ و زاری کریگا بلاشبہ فضل باری اسکو عذاب دارین سے نجات دیگا جیسا کہ مولانا فرماتے ہیں ؎ گفتہ حق گر فاسقی و اہل صنم ٭ چوں مرا خوندی اجابت ہا کنم ۱۲

کہ ایک مرتبہ منصور بن ذکین رحمۃ اللہ علیہ خوف الٰہی سے ایسے روتے تھے کہ جیسے کسی کا جوان بیٹا مر جائے اور وہ رروے اور چلائے کسی نے کہا اے شیخ کیوں ایسے زار زار روتے چلاتے ہو تم کچھ دنیادار و مالدار نتھے کہ کچھ معاملات دنیا سے صدمہ پہنچا ہو اسی برس عبادت الٰہی میں مشغول رہے شیخ نے کہا عبادت سب دیکھتے ہیں اور گناہ سوائے خدا کے کوئی نہیں دیکھتا کیا معلوم ہے کہ کوئی عبادت میری قبول ہوئی یا نہیں ہوئی اسواسطے روتا گڑگڑاتا ہوں کہ اس بندے ناچیز کی ناچیز بندگی کو قبول فرمادے اور میرے گناہ سے درگذرے پھر بیٹے کو وصیت کی کہ وقت مرگ منہ میرا جانب قبلہ کردینا پسینا منہ پر اور آنسو آنکھوں میں ڈبڈباتے دیکھو تو سات کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے میری مدد کرنا اللہ کی ذات سے امید ہی کہ میرا خاتمہ بخیر ہو اور بعد دفن کے باواز بلند کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنا کہ جواب منکر نکیر سے آسانی ہوگی پھر جناب باری میں ساتھ گریہ وزاری کے عرض کرنا کہ الٰہی یہ تیرا غلام ہے سوائے گناہ اسکے پاس نیکی کا نام نہیں اگر تو عذاب کریگا ف۱ تو وہ اسکے لائق ہے اور جو تو بخشدیگا تو تو اسکے لائق ہے بعد اسکے انتقال کیا اور بیٹا سب وصیت بجالایا پھر دوسرے روز خواب میں دیکھا پوچھا کیا حال گذرا کہا کچھ پوچھے مت بڑا نازک مقام ہے وقت حساب کے مجھسے کہا کیا نیک کمائی لایا ہے میں نے کہا ستر دلیلیں لایا ہوں کہا ایک بھی قابل قبول نہیں سنتے ہی میں تھرا گیا پھر کہا اور بھی کچھ لایا ہے میں نے کہا کہ ہاں پندرہ لڑائی کفار سے لڑا ہوں کہا یہ بھی قابل قبول نہیں کہا اور بھی کچھ ہے عرض کیا سو ہزار درہم للہ دئے ہیں حکم ہوا یہ بھی کوئی قابل قبول نہیں پھر تو میں بہت گھبرایا کہ اب کوئی صورت نجات کی منصور نہیں جن چیزوں پر بھروسا تھا انکا یہ حال ہوا مایوس ہوتے ہی حکم ہوا کہا تجھکو یاد نہیں ہے کہ تو نے راہ سے ایک کانٹا اٹھا کر ایک طرف پھینکدیا تھا کہ مبادا کوئی راہ گیر ایذا پاوے سو اس سبب سے ہمنے تجھے بخشدیا ف۲۔

باب پانچوان خاموشی اور خوش اخلاقی اور دلجوئی میں

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ادب دینے کیواسطے

ف۱ جیسا کہ ساتویں پارہ آخر سورہ مائدہ میں ارشاد ہے اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ یعنی اگر تو وہ بندے تیرے ہیں اور اگر معاف کرے تو تو ہی زبردست حکمت والا ۱۲ ف۲ چنانچہ تیسویں پارہ سورہ زلزال میں ارشاد ہے فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ یعنی جو ذرہ بھر بھلائی کریگا اسکا پھل پاوے گا ور حقیقت حاصل اس حکایت کا عین ترجمہ اس آیہ کریمہ کا ہے ۱۲

Marfat.com

غلام کے کان ملے کہ کوئی قصور ہو گیا تھا غلام نے درد سے آہ کی فوراً چھوڑ دیا فرمایا تیری آہ تیر
سے تیز ہے جی میں جا لگی تو بھی اسی طور سے میرے کان مل اُسنے عرض کیا کہ غلام سے ایسی
بے ادبی نہو گی مجھکو معاف کیجئے فرمایا تابعدار کو تابعداری حکم آقا کی واجب ہے پس تمکو ہمارے
حکم کی متابعت ضرور ہے اور ہماری خوشی اسی میں ہے آخر غلام نے مجبور ہو کر بحکم
الامر فوق الادب کے کمال تعظیم اور تکریم سے گوش مبارکہ کو ہاتھ لگایا اور تعمیل
حکم کی فرمایا زور سے مل عرض کیا اے آقا جیسے آپ زیادتی سے خوف کرتے ہیں میں بھی بہت
ڈرتا ہوں کہ مبادا روز قیامت اس مواخذہ میں گرفتار ہوں یہ سنکر حضرت بہت روئے
اور اُسکو آزاد کیا فرمایا میں تجھ سے بہت راضی رہا پھر دعا کی اے خدا تو بھی اس سے راضی ہو
اور اپنے فضل و کرم سے اسکو بخشدے ف۱ **حکایت** نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام
حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھکو پانچ مرتبہ زہر دیا فضل الہی سے کچھ اثر نکیا مگر چھٹے
مرتبہ کارگر ہو گیا اور تمام جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بہ گیا قریب وفات آپکے حضرت امام حسین
علیہ السلام روتے ہوئے تشریف لائے دونوں چہرۂ نورانی کہ چاند سورج کی سی چمک رکھتے
تھے اسوقت کم نور تھے جیسے قریب شام کے سورج بے نور اور چاند سورج کی روشنی سے
بخوبی روشن نہیں ہوتا اسواسطے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام مانند سورج قریب غروب
کے کم روشن اور حضرت امام حسین علیہ السلام بباعث غم کے مانند چاند کے کم نور تھے پھر
حضرت امام حسین علیہ السلام نے پوچھا کہ یا حضرت یہ حرکت آپکی خدمت میں کسنے
کی فرمایا اس خیال سے پریشان حال نہو اور کچھ باز پرس نکرو بلکہ در گذر کرو کہ ہم خاندان
اہلبیت اور اہل نبوت سے ہیں اور درپے ایسے امر کے ہونا شایان شان اہلبیت اور خاندان
عالی شان اہل نبوت کے نہیں اسواسطے کہ جب بخشانے والے اور شفاعت کرنے والے
گرفتار کرنے والے اور پھنسانے والے ہوں تو چھڑانے والے اور شفاعت کرنیوالے کون ہیں

جب مسیحا دشمن جان ہو تو کب ہو زندگی　**بیت**　کون رہ بتلا سکے جب خضر بھٹکانے لگے

بلکہ قسم ہے عزت و جلال کی کہ زہر دینے والے کو بھی جنت میں ہمراہ لیجاؤں گا فقط ف۲

ف۱ سبحان اللہ کیا کامل ایمان تھے جو ایسے خدا سے ڈرتے تھے کہ بخیل زیادتی اپنے کان غلام سے ملوائے اور دعا میں آیہ کریمہ
رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کہ ہیں ادا فرمایا یعنے کامل ایمان کے حق میں حق تعالیٰ فرماتا ہے اللہ انسے راضی ہوا اور
وہ اللہ سے راضی ہوئے ۱۲ ف۲ سبحان اللہ جب دشمنوں کے ساتھ یہ عنایت ہے تو واللہ اعلم دوستوں کے حال پر کس
درجہ مہربانی ہوگی سعدی دوستاں را کجا کنی محروم + تو کہ با دشمناں نظر داری + الحق حق پرستی یہی ہے جو ایسے
حق پرستوں اور مقبولوں دارین سے ادا ہوا ۱۲

Marfat.com

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسین علیہ السلام معہ چار سو یارون اور خادمونکے کہین تشریف فرما ہوئے اور عمامۂ عربی مانند رسول عربی سر سے اور ذوالفقار حضرت علی کی کمر سے باندھے ہوئے اُن یارون مانند ستارونمیں چاند سے چمکتے تھے ماشاءاللہ حسن خدا داد کا وہ عالم تھا کہ تمام عالم کو بیتابی کا عالم تھا بیت بالائی سرش زہوشمندی می تافت ستارۂ بلندی ٭ کسی مدہوش کی زبانی یہ شعر بے ساختہ نکلتا تھا شعر کاکل مشکین بدوش انداختہ ٭ وز نگاہے کار عالم ساختہ ٭ اور کوئی خموش زبان حال سے یہ شعر پڑھتا تھا بیت

ای جہانی محو در دیدِ محو بیمار گہے	دی تماشا گاہ عالم در تماشا گہے

اللہ اللہ جہان وہ جان جان گذرتے تھے وہان اہل جہان جان سے گذرتے تھے القصہ ایک عرب عالم بیتابی سے گو نہ تاب لاکر بول اُٹھا کہ یہ حسین کون ہے کسی نے کہا حسین علیہ السلام ہیں پھر واسطے آزمائش اور دریافت رے اخلاق اس شہرۂ آفاق فی الاخلاق کے چند کلام بیجا کہنے لگا ہمراہیان باادب نے تاب نہ لاکر چاہا کہ اس بے ادب کو ادب دین آپنے تبسم کیا اور اُس دور از عقل کو نزدیک بلاکر فرمایا کہ اے مدہوش ہوش پکڑ اسقدر آدمیت سے نہ گذر اگر بھوکھا ہے تو کھانا ہر قسم کا مہیا ہے اگر پیاسا ہے تو آب سرد موجود ہے اگر فکر ضداہی درہم ودینار بیشمار ہے اگر کوئی دشمن درپے آزار ہے تدارک اُسکا تیار ہے یہ شیرین کلامی اس شیرین کلام کی سنتے ہی لوٹ پوٹ ہو گیا کبھی انکی قدم چومتا تھا کبھی ہاتھ جوڑتا تھا اور بار ندامت سے سر نہ اُٹھا سکتا تھا اور کہتا تھا اے ابن رسول اللہ واللہ جیسا سنتا تھا اس سے بھی زیادہ پایا ہم می شنیدم کہ راحت جانی ٭ چوں بدیدم ہزار چندانی ٭ چہ نامی کہ مولای نام توام ٭ بدرم تا خریدہ غلام توام ٭ پھر اپنے ہمراہیوں سے ارشاد کیا کہ ہم دل اکھیڑون کے سنبھالنے والے ہیں جیسے رسی کشتی بہتی ہوئی کو روک لیتی ہے ف یعنے مجکو دانائے راز نے اس راز پر مطلع کیا اسواسطے تمہارے کہنے پر عمل نہ کیا اور اللہ والے وہی کرتے ہیں جو اللہ کرتا ہے چنانچہ اس کلام ہمکلام خدا کے جناب مولانا بھی تصدیق کرتا ہے سہ بندگان خاص علام الغیوب ٭

ف۱ سبحان اللہ کیوں نہو کہ بواسطہ تاج انبیا بتاج آیۂ کریمہ اِنَّکَ لَعَلیٰ خُلُقٍ عَظِیْم کے تاجدار تھے یعنی ای محمد تم بیشک بڑی خلیق ہو چنانچہ اسامہ بن شریک سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ خدمت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم میں حاضر تھا عرب کے لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپنے کونسی چیز بہتر امت کو عطا فرمائی ہے فرمایا خوش اخلاقی اور مولوی معنوی نے بھی فرمایا سہ من ندیدم در جہاں جست وجو ٭ ہیچ اہلیت بہ از خوی نکو ٭ اور حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے کس دہیم دبام کی رباعی کہ دلربائی امین خاصیت کبریائی رکھتی ہے فرمائی ہے سہ شاہ است حسین بادشاہ است حسین دین است حسین دین پناہ است حسین ٭ سر داد نداد دست در دست یزید ٭ حقا کہ بنای لا الہ است حسین لیکن اہل مقام

Marfat.com

ور جوان ہان جواسیس القلوب ✤ در درون دل در آید چون خیال ✤ پیش او مکشوف باشد سر حال ✤ زانکہ پر است از صفا آیینہ سینہ ایشان ہیچ ہے سد آنکہ واقف گشت بر اسرار ہو ✤ سر مخلوقات چہ بود پیش او ✤ زیرا کہ

چشم شان را ہم ز نور ام رشتہ اند	تا ز روح و ز ملک بگذشتہ اند
آنکہ از حق یابد او وحی و جواب	ہر چہ فرماید بود عین صواب

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حسان بن ابی سفیانؓ ہمراہ یاروں کے جاتے تھے راہ میں ایک مکان دیکھکے کہا یہ کسکا مکان ہے میں نے کبھی نہیں دیکھا یہ کہتے ہی جی میں بہت پشیمان ہوئے کہ ناحق میں نے یہ کلمہ کیوں کہا مجکو اس کا رسے کیا سروکار تھا پھر قسم کھائی اور اسکے بدلے سال بھر روزہ رکھا **حکایت** نقل ہے مالک بن فیبغم سے کہ ہمیشہ میرا باپ بعد نماز عصر کے شام تک سوتے تھے ایک مرتبہ رباح القیسیؒ بعد نماز عصر انکے ملاقات کو آئے انکو سوتا دیکہ پلٹ گئے اور کہا یہ وقت سونیکا ہے پھر میں نے آدمی بھیجا کہ انکو جلد لوٹا لا کہ آپ آئے کرم کیجئے میں انکو اٹھا دونگا وہ آدمی بعد نماز مغرب لوٹ کر آیا میں نے کہا خبر تو جو اسقدر دیر میں آیا اور رباح القیس کو ساتھ نلایا کہا کہ عجب معاملہ گذرا وہ یہاں سے روتے ہوئے سیدھے قبرستان کو گئے میں بھی انکے پیچھے گیا وہاں جا کر بہت لعنت و ملامت اپنے اوپر کرتے تھے اور زار زار روتے جاتے تھے کہ میں نے کیوں کہا کہ یہ کیا وقت سونیکا ہے پھر قسم کھائی کہ سال بھر نہ سوؤنگا ہر چند میں نے لوٹنے کی التجا کی انہوں نے کچھ التفات نہ کیا ناچار ہو کر الٹا آیا **حکایت** نقل ہے عبداللہ بن عوف کی کہ ہمیشہ چپ رہتے اور بیفائدہ بات نہ کرتے کبھی اولاد یا غلام یا لونڈی وغیرہ پر خفا ہوتے تو یہ کلمہ کہتے کہ بارک اللہ علیک ایک مرتبہ اتفاقاً اس اونٹ کو جو انکو بہت پیارا تھا کہ اپنے ہاتھ سے اسکو دانہ چارہ کھلاتے اور بہت حج اسپر کئے اور بہت لڑائی کفار سے لڑے ایک غلام پانی پلانے کو لے گیا راہ میں اسکو ایسی لکڑی ماری کہ اندھا ہو گیا گھر والوں نے کہا آج بہت ناخوش ہونگے کہ ان کے پیارے اونٹ کو نکما کر دیا جب عبداللہ بن عوف نے یہ خبر سنے غلام کو بلا کر کہا بارک اللہ علیک اور اے لوگو گواہ رہو کہ میں نے اس غلام کو آزاد کیا پھر تا عمر روتے رہے کہ میں نے یہ کلمہ بیفائدہ کیوں کہا کہ لوگو گواہ رہو میں نے اس

ف ا حقیقت میں چپ رہنا اور بیفائدہ بات نکرنا یہی قسم ہر بات سے اور سلامتی دونو جہان کی منسوب ہے اسواسطے کہ اکثر بلا بولنے سے آتی ہے جیسا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ البلاء موکل بالمنطق یعنے بلا آدمی پر بولنے سے آتی ہے اگر کوئی کلمہ خلاف دین کے زبان سے نکلا اور جو کسی کو برا کہا تو وہ بد دعا دیگی جب تجربہ ہوا مولوی معنوی فرماتے ہیں سو ایں زبان ہم سنگ ہم آہن وش است ✤ آنچہ بجہد از زبان چوں آتش است ✤ ای زبان ہم آتش و ہم خرمنی ✤ این زبان یک نخن ویران کند ✤ مرد را ہان خفتہ را شیران کند ✤ اور حقیقت میں یہ بات بیفائدہ تھی جو کہا کہ یہ کیا وقت سونیکا ہے اسواسطے بدلے نفس کو سال بھر خوار و زار رکھا اور سوتے سے منع کیا یا بے فائدہ بات تھی قسم جرم گناہ سے ہی حسب آیہ کریمہ سورۂ ق ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید

۴ یعنی جو کچھ آدمی کی زبان سے نکلتا ہے اس کو فرشتے نگہبان لکھتے ہیں ۱۲

Marfat.com

غلام کو آزاد کیا ف حکایت نقل ہے ربیع بن الخثیم سے کہ تیس برس کے عرصہ میں تین کلام کئے اول یہ کہ ایک دوست سے پوچھا کہ تمہاری ماں زندہ ہے یا نہیں دوسرے یہ کہ جب واقعہ کربلا واقع ہوا اور اہلبیت شہید ہو گئے اور باقی اولاد رسول اللہ صلعم پر شدت ظلم ظالموں کی شروع ہوئی کہ زمین اور آسمان گریان اور دل جنگل اور پہاڑ کا بریان تھا اور تمام عالم میں حشر کا عالم تھا جوش خروش محبت اولاد رسول اللہ میں بھر گئے اور یکایک دریا سے ابل گئے اور جناب باری میں عرض کرنے لگے کہ اے مالک دو جہان کے تو خوب جانتا ہے کہ جو ان احمقوں نے ظلم و زیادتی کی ہے اور اہل حق کو ناحق ایذا پہنچائی ہے انصاف ان انصاف دو کے تیرے ہاتھ ہے پھر تا مرگ کچھ کلام نکیا ف حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ مشائخ جمع ہو کر کہیں دعوت کھانے جاتے تھے ابراہیم ادہم کو بلایا وہ بھی اُس جماعت میں شامل ہوئے پھر ایک اور شخص کا انتظار تھا کسی نے اس جماعت میں سے کہا کہ وہ بڑے مرد انفس ہیں بڑی دیر میں آوینگے یہ کلام سنتے ہی ابراہیم چپکے چلے آئے کہ یہاں غیبت ہوتی ہے پھر آکر اپنے نفس کو لعنت ملامت کی کہ کھانے کی طمع سے مسلمان بھائی کی غیبت سنی اور پھر ایسی دعوت کھانے سے کہ جس میں غیبت ہو دست توبہ کی ف حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم ادہم رحمہ اللہ علیہ جنگل میں پھرتے تھے اتفاقاً ایک سوار مل گیا اُسنے پوچھا آبادی کدھر ہے آپنے قبرستان کی طرف اشارہ کیا اُسنے ناخوش ہو کہا کہ کیا ٹھٹا کرتا ہے پھر مارے کوڑوں کے لہولہان کر دیا اور شہر کو چلا گیا جب قریب شہر کے پہنچا دیکھی تو تمام شہر کے مرد عورت جھنڈے کے جھنڈے چلے آتے ہیں سوار نے متحیر ہو کر کہا خیر ہے کیوں شہر سے نکلے جاتے ہو کہا ہمنے سنا ہے کہ حضرت ابراہیم ادہم اس جنگل میں تشریف لائے ہیں انکی زیارت کو جاتے ہیں سوار اپنے جی میں کھٹک گیا اور ڈر گیا کہ کہیں وہی نہوں جنکو میں نے مارا ہے لوگوں سے انکا رنگ ڈھنگ پوچھا بیان کیا اس صورت اس سیرت کے ہیں پھر اپنے اوپر لعنت ملامت کرتا ہوا اس گروہ کے ساتھ الٹ گیا دیکھا کہ حضرت خون کپڑوں اور جسم سے دھو رہے ہیں قدموں پر گر پڑا اور ہاتھ جوڑ کر قصور معاف کرانے لگا کہ مجھ سے خطا ہوئی لیکن معاف کیجئے واللہ میں آپسے واقف نہ تھا فرمایا میں نے [illegible] معاف کیا

ف سبحان اللہ کیا اچھے لوگ تھے کہ غصہ کے وقت بھی کوئی کلمہ بیفائدہ زبان سے نہ نکالتے تھے جو بات اپنے کام کیا ذکر ہے ۱۲ ف۲ دوسری بات میں گویا دو باتیں ہیں ۱۲ ف۳ حقیقت میں ایسی جگہ جانے سے احتراز کرنا چاہیے کہ مفت میں گنہگار ہوں ثواب درکنار ناحق عذاب گلے پڑا نیکی برباد گناہ لازم ۱۲

کہ اپنے بدلے میں کسیکو گرفتار کرنا منظور نہیں اور میں نے تو خلاف لکھا تھا کہ آبادی حقیقت میں وہی ہے جو رات دن آباد ہوتی ہو جیسے قبرستان آپکی خوش فہمی نے مجھے مصیبت سے نہیں بلکہ امن میں ڈالا

باب چھٹا توبہ و اسباب توبہ میں

حکایت نقل ہے کہ حضرت سری سقطی بہت بڑے اولیائے کامل تھے چنانچہ پیر حضرت پیران پیر ہیں اور امام الاولیا انکا لقب تھا در بغداد شریف میں اکثر وعظ فرمایا کرتے تھے. ہزاروں آدمی ہدایت پاتے ایک مرتبہ احمد بن یزید خلیفہ وقت معہ صدہا غلام ترکی و رومی بڑے تزک و شان سے آئے اور ایک طرف مجلس وعظ میں بیٹھ گئے حضرت فرما رہے تھے کہ حضرت آدم سے لے تا ایندم کہ آٹھ ہزار برس ہوئے ہونگے کوئی مخلوقات میں انسان سے ضعیف تر اور نافرمانی جناب باری میں دلیر تر اور حیلہ گر جملہ کائنات سے منظم ترجناب باری نے پیدا نہیں کیا چنانچہ ہزاروں طرح سے رب العزت نے اسکی نجات دارین کیواسطے سمجھایا اور صدہا طریقے سے اللہ والوں نے سمجھایا بوجھایا مگر اسکے ایک کان گر نہوا یہ سنتے ہی احمد بن یزید کے تیر سا جگر میں پار ہوگیا روتے روتے بیہوش ہوگیا جب کچھ افاقہ ہوا گرتا پڑتا اپنے گھر گیا وہاں کچھ کھایا نہ پیا نہ کچھ کلام کیا دوسرے دن پھر تنہا آکر چپکے سے بیٹھ گیا وعظ سنتا رہا بعد وعظ کے جب سب آدمی چلے گئے حضرت سری سقطیؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا حضرت وعظ آپکا میرے کارگر ہوگیا اور تیر سا جگر کی پار نکل گیا اور بالکل محبت دنیا کی جی سے نکل گئی اور عظمت حق جی میں سما گئی اب دنیا اور اہل دنیا کی صورت سے نفرت اور وحشت آتی ہے اور کوسوں جی بھاگتا ہے سچ ہے جب لذت ایمانی جی جان میں سما جاتی ہے تو سب طرف سے دل سرد ہو جاتا ہے جیسا جناب مولانا ارشاد فرماتے ہیں ؎

چون ازان اقبال شیرین شد دہان	سرد شد بر آدمی ملک جہان!

پھر جنگل کو چلے گئے تھوڑے دن کے بعد ایک عورت روتی چلاتی حضرت کی خدمت میں آئی کہ یا حضرت میرا بیٹا خوش شرو خوبصورت خوب سیرت نازک اندام دل آرام آپکی وعظ میں اول مرتبہ بڑے کروفر سے آیا پھر یہاں سے فقیر ہوکر گیا دوبارہ سب سامان ریاست

ف سبحان اللہ کیا لوگ تھے کہ آپ دکھ اٹھاتے تھے اور کسیکا دکھ گوارا نکرتے تھے ۱۲

اور حشمت کا پھینک کر آیا تیسرے بار جو آیا اُسکا پھر پتانہ پایا کہ کیا ہوا اور کہاں گیا کیتی تھی اور زار زار روتی تھی اور کٹڑے بیٹھے کو رولاتی تھی حتی کہ حضرت کو بھی نہایت رقت تھی معلوم ہوا کہ احمد بن یزید کی ماں ہے فرمایا اے نیکبخت صبر کر اور قرار پکڑ جسوقت وہ یہاں آویگا فوراً اطلاع ہوگی حضرت کے ارشاد سے اُس بے چین کے جی کو ٹک چین ہوا اور دل بیقرار نے ذرا قرار پکڑا پھر گھر کو چلی گئی تھوڑے دن کے بعد رات کو آکر حضرت کے دروازہ کی کسی نے کنڈی کھٹکائی فرمایا کون ہے کہا احمد بن یزید ہے خادم کو ارشاد کیا دروازہ کھولدے اور اس کی ماں کو جلد بلالے پھر اُس نے آکر حضرت سے سلام علیک کی آپنے بعد جواب کے فرمایا تیرا کیا حال ہے جو ایسا حقیر اور خوار زار ہے کہ کمر جھک گئی صورت بدل گئی کہا اے امام میں بہت خوش ہوں تم نے مجھ کو دنیا سے چھڑایا اور خدا سے ملایا تمہارے احسان کس دل و جان سے بیان کروں اللہ تعالیٰ تمکو اس کی جزا دے گا ناگاہ اس کی ماں اور چھوٹے لڑکے روتے چلاتے آگئے اسکا حال دیکھکر نہایت پریشان حال ہوگئے اسقدر روتے چیخیں مارتے تھے کہ در و دیوار کو رُلاتے تھے آدمی کا تو کیا ذکر ہے پھر مادر مشفقہ نے کہا اے میرے جگر پارہ کیا ان بچوں کے حال پر بھی رحم نہیں آتا کیا ہوگیا کیا تیرے جی میں سماگیا پھر ہر طرح سے منت و خوشامد کی کہ کسی ڈھب سے گھر تک چلے ہرگز نہ مانا تنگ ہوکر حضرت کی خدمت میں عرض کرنے لگا کہ یا حضرت یہ کیا بلا میرے پیچھے لگادی کہ مجھ کو جان چھڑانا مشکل ہوگیا۔ فرمایا میں نے اپنا وعدہ پورہ کیا ہے پھر عورت مایوس ہوکر کہنے لگی ہائے میری جوانی کیونکر کٹے گی کہا تجھکو اختیار ہے جو تیرا جی چاہے سو کر میرے خیال میں نہ پڑ میں خودی سے گذر گیا۔ خدا کی محبت میں ہل مل گیا بولی اپنے بیٹے کو ساتھ لو کہا بہت اچھا پھر لڑکے کے ریشمین کپڑے اُتارنے شروع کئے اور اُس کے ہاتھ میں زنبیل دینے کا قصد کیا تب ماں نے واویلا کرکے لڑکے کو لے لیا کہا آئندہ تمکو اختیار ہے میرے پاس تو میری صورت ہوکے رہیگا یہ حال دیکھکر ہر کس و ناکس زار زار روتا تھا گویا حشر برپا تھا پھر جنگل کو چلا گیا اور سب کو روتا چلاتا چھوڑ گیا اور راہ خدا سے منہ نہ موڑا لیکن دو برس کے حضرت کے پاس ایک آدمی آیا کہ آپکو احمد بن یزید نے بلایا ہے کہ اُسکا

وقت آخری ہے آپ اُسکے ہمراہ گئے دیکھیں تو ایک قبرستان شونیزیہ میں ایک جانب کو تنگ تاریک جگہ میں پڑے ہیں اور ایسے کلمات کہتے ہیں کہ بھلائی چاہنے والو بھلائی کرنا پھر آپ صبح تک وہاں رہے پھر مکان کو آئے کہ تجویز تجہیز و تکفین کریں دیکھا تو ہزاروں آدمی شہر سے آتے ہیں متحیر ہو کر کہا خیر ہے بولے خیر ہے رات کو آواز غیب آئی کہ جسکو جنازہ اولیا اللہ کی پڑھنی ہو وہ مقبرہ شونیزیہ میں صبح کو جاوے اسواسطے تمام شہر وہاں جاتا ہے چنانچہ کثرت ہجوم سے قریب نماز عصر کے کفن دفن کی نوبت پہنچی ف

حکایت نقل ہے ایک شخص دینداری کہ ایک مرتبہ میری دیوار گر پڑی مزدوروں کے اڈے پر گیا کہ کسی مزدور کو لاکر دیوار درست کراؤں وہاں جاکر دیکھا کہ ایک جوان خوشنما کے سوائے اور کوئی مزدور نہیں ہے اس سے کہا کہ ہماری دیوار بنادو اور مزدوری اپنی بو کہا بہت اچھا مگر جو مزدوری مقرر ہو جاوے اسمیں فرق نہو اور ہماری طاقت سے زیادہ کام نہو اور نماز کے واسطے پہلے سے اجازت دیدو کہا سب بدل منظور ہے پھر گھر لاکر اونکو کام بتادیا اور اپنے کام کو چلے گئے پھر شام کو دیکھا تو دو مزدوروں کے برابر کام کیا تھا بہت خوش ہو کر مزدوری مقرری دیکر رخصت کردیا پھر صبح کو انکا انتظار کیا جب بہت دیر ہوئی تو پھر مجمع مزدوروں پر گئے انکو نپایا اور دوسے پتہ لگایا معلوم ہوا کہ وہ ہر روز مزدوری نہیں کرتے ہیں بلکہ ہفتہ میں ایکدن کرتے ہیں اور سات روز کھاتے ہیں یہ سمجھے کہ وہ کوئی کاملین سے ہیں پھر انکے مکان پر گئے دیکھا تو بیمار ہیں اور زمین پر پڑے ہیں انکا یہ حال دیکھکر بہت افسوس کیا پھر کہا آپ مسافر اور بیمار ہیں میرے حال پر عنایت فرمائیے اور غریب خانہ کو تشریف لیچلئے کہا بہتر ہے مگر مجکو کچھ نہ کھلائیے چنانچہ مکان پر آئے تین دن تک کچھ نہ کھایا نہ پیا نہ کچھ کلام کیا چوتھے روز مجکو بلاکر فرمایا کہ میرا وقت قریب آیا چند وصیت کرتا ہوں اسکو بخوبی ادا کرنا اول یہ کہ میرے گلے میں رسی باندھکر زمین میں خوب گھسیٹنا اور کہنا کہ جو کوئی اپنے مالک کی نافرمانی کریگا اُسکا یہی حال ہوگا شاید رحمت الٰہی جوش میں آوے اور میری مغفرت فرماوے اور انھیں کپڑوں میں کفنانا بعد اسکے بادشاہ وقت کے پاس جاکر یہ انگوٹھی اور قرآن شریف دیدینا اور کہنا کہ ذرا

ف سبحان اللہ جنکے جی میں خدا کی محبت کا مزا سمایا وہی خدا کو بھایا اور اولیاء اللہ کہلایا اور بدوں محبت خدا کے سب جی جان مردار سے جیسے عوام کے کہ جی نے سے جسم مردار اور خوار ہے جب کہ مولوی معنوی فرماتے ہیں ؎ ہمچنانکہ قدرتن ز جان بود + قدر جان از پرتو جانان بود + گر بدی جان زندہ بے پرتو کنوں + ہیچ گفتی کافرانرا میتون ۱۲

خواب غفلت سے ہوشیار رہتا اور ثروت دنیا کو خواب و خیال سمجھنا ایسا نہو کہ اچانک موت آجاوے اور سارا سامان غفلت خاک میں ملجاوے اُسوقت کوئی تدبیر مفید نہوگی بعد اسکے جان بحق تسلیم کی پھر بعد غم والم کے بخوبی کفنا کر موافق وصیت کے چاہیں کہ رسی گلے میں ڈالیں گوشہ مکان سے آواز غیب آئی کہ خبردار ایسا نکرنا کہ اولیاء اللہ اہل مغفرت ہیں نہ لائق ذلت پھر بخوبی دفنا دیا بعد اسکے انگوٹھی اور قرآن مجید لیکر بادشاہ کی سواری جہانسے جاتی تھی جا کھڑا ہوا کہ دربار میں کون جانے دیگا پھر دور سے عرض و معروض کی کچھ نہ سُنی ناگاہ بادشاہ کی نظر پڑ گئی پھر مجھ سے بلا کر پوچھا کہ کون ہے کیا مطلب ہے میں نے عرض کیا اسی شہر کا رہنے والا ہوں ایک شخص کا پیام اور یہ کلام اللہ شریف اور انگشتری لایا ہوں بادشاہ نے وہ دونوں چیز لیکر کہا کہ وہ شخص کہاں ہے اور کس حال میں ہے کہا وہ مرگیا اور دیوار رہتا تھا سنتے ہی بادشاہ رونے لگا یہانتک کہ بیہوش ہوگیا میں متحیر تھا الٰہی یہ کیا معاملہ ہے بہت دیر کے بعد ہوش میں آیا کہا کچھ وصیت بھی اُسنے کی ہے میں نے کہا کہ ہاں اس قسم کے کلمات آپکی جناب میں کہے ہیں کہ ذرا خواب غفلت سے بیدار رہنا مبادا اچانک موت آجاوے پھر سب سامان حشمت اور بادشاہت بالائے طاق رہجاوے پھر تو بادشاہ کا یہ حال تھا کہ کپڑے پھاڑتا تھا اور سر میں خاک ڈالتا تھا اور کہتا تھا اے ناصح میرے اے شفیق میرے پھر شب کو چادر اوڑھکر میرے ساتھ اُسکی قبر پر گیا پھر قبر سے لپٹکر بہت روتا رہا پھر فرمایا کہ یہ میرا بیٹا تھا ہمیشہ شراب و کباب میں گرفتار تھا اتفاقیہ غیبی سے ہدایت پائی کہ ایک مرتبہ لہو لعب میں مشغول تھا اور سب سامان عشرت مہیا تھا کوئی [illegible] بیہوش پڑا تھا ناگاہ مکتب سے کہ اُسکے مکان سے نزدیک تھا ایک لڑکے کی آواز آئی کہ یہ ستائیسویں پارہ سورہ حدید کی پڑھی اَلَمْ یَأْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ کیا وقت نہیں پہنچا ایمان والونکو کہ گڑگڑاویں اُنکے دل اللہ کی یاد سے اسکے سنتے ہی [illegible] اور تیری بار ہوگئی پھر اُس لڑکے کے پاس آکر کہا کہ ہاں آیا وقت کہ اللہ کی یاد سے دل [illegible] اور اپنا کام کر گئے پھر ترک لباس کیا اور چلا گیا جب تلاش کیا نہیں پتہ لگا آج پتہ لگا تو زخم کاری دل پر لگا

ف حکایت بعضوں نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم ادہم

ف! یہ جب وقت ہدایت الٰہی کا آجاتا ہے تو ذرا سی بات کافی ہوتی ہے اسیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم باری سورہ ذاریات میں جاری ہے۔ وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصیحت ہماری یاد دلاتا رہ کبھی ایمان والونکو کارگر ہوجاویگی ۱۲

رحمۃ اللہ علیہ گورخر کے شکار کو گئے آپ ہی شکار ہو گئے بادشاہی دنیا کی چھوڑ کر بادشاہی عقبےٰ کی لی یعنی جب گورخر کے پیچھے گھوڑا ڈالا اور لشکر سے الگ ہو گئے اُسنے اللہ کی زبان فصیح کہا اے ابراہیم ادہم تو اس کام کے لئے پیدا نہیں ہوا جا اپنا کام کر بس ابراہیم ادہم متحیر ہو کر غش کھا کے گھوڑے سے گر پڑے گھوڑا لشکر کو چلا گیا لشکر والوں نے گھوڑا خالی دیکھکر کہا کہ بادشاہ واللہ عالم کہاں مارا گیا۔ وے تے چاروں طرف ڈھونڈھکر بیٹھ رہے کہ کہیں پتہ نہ لگا جب ابراہیم کو ہوش ہوا اُٹھکر جنگل کو چلے چرواہوں سے کہا ہمارا لباس اپنے لباس سے بدل لو انہوں نے عرض کیا ہم تو سب غلام شاہی ہیں ہم ہرگز لائق لباس شاہی کے نہیں القصہ بادشاہ نے سب بکریاں انکو بخشدیں کہ شاید اللہ تعالیٰ مجھکو بھی ایسی ہی بخشدے اور انکی کمبل آپ اوڑھ لیا اور سب لباس اپنا انکو دیدیا پھر انہوں نے عرض کیا اے بادشاہ کیا حال ہوا تمہارا کس چیز نے بادشاہت چھڑائی اور فقیری دلائی کہا گورخر کے شکار کو آیا تھا خود شکار ہو گیا اور یہ حال کسی پر ظاہر نہ کرنا تمہارے حق میں بہتر ہو گا پھر سب جنگل والے لشکر نے چلاتے رہتے اور ابراہیم اس مضمون کے اشعار پڑھتے تھے کہ الٰہی تیری محبت کے لئے اپنی اولاد یتیم کی اگر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاؤں تیرے جمال کے خیال سوا کسی خیال کو دل میں راہ دوں کیونکہ تیرے جمال کی دولت سے تمام جی جان مالا مال ہے اور باقی خواب و خیال ہیں [illegible] انکا منقول ہے کہ ایک مرتبہ ابراہیم ادہم دریا کنارے بیٹھے گدڑا سیتے تھے کسی نے طعن کی کہ بادشاہت چھوڑی اور فقیری کی کملی اوڑھی اسمیں کیا لطف اُٹھایا کہا وہ بادشاہت نہ تھی بلکہ وبال جان تھا کہ سارے جہان کا بار میری گردن پر تھا طاقت نہ ہے کہ اپنی جان وبال سے بھی سبکدوش ہوں یہ کہکر دریا میں سوئی ڈالدی اور کہا اے دریا [illegible] جلد سوئی لاؤ اُسیوقت سب جانور دریائی حاضر ہوئے اور ایک مچھلی سوئی منہ میں لئے ہوئے پھر طعن مارنے والے سے کہا تو نے یہ تماشا قدرت خدا اور بادشاہت عظمیٰ کا دیکھا پہلے صرف آدمی پر حکومت تھی اور اب سب پر ہے ف حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ منصور عمار بصرہ میں چلے جاتے تھے ایک مکان عظیم الشان بہت مکلف اور سونے چاندی کے نقش سے منقش دیکھا کہ آگے اُسکے مکان وسیع ہے

ف لے یعنی جو خدا کا تابع ہوگا سارا جہاں اسکے تابع ہوگا چنانچہ مولوی معنوی فرماتے ہیں ؎ چون از او

گشتی همه چیز از تو گشت ٭ چون از و گشتی همه چیز از تو پشت ٭ ۱۲

اور اس میں سوار پیادے اپنے اپنے قرینے سے صف بستہ کھڑے ہیں اور صدہا دربان
دروازے پر ٹہل رہے ہیں اور اندر مکان کے تخت پادشاہی بہت مکلف بچھا ہے اور
ایک جوان حسین اسپر جلوہ فرمایا ہے اور چاروں طرف خدام خوش اندام خوش کلام مودب
دست بستہ کھڑے ہیں یہ حال دیکھکر میری عقل دنگ ہوگئی چاہا کہ اندر جاکر حقیقت اسکی
دریافت کروں مگر دربانوں نے جانے نہ دیا اتفاقاً وہ کسی مشغلہ میں مشغول ہوگئے میں
جلد اندر مکان کے چلا گیا یکایک امیر نے عورتوں کو بلایا اور سب ہوا خواہوں کو
رخصت فرمایا اُن کے آتے ہی سارا مکان ایسا روشن ہوگیا کہ جیسے رات کو
آفتاب نکل آوے اور صدہا لونڈیاں باندیاں ان کے ساتھ کوئی خوشبو
لگاتی دل اُلجھاتی زلف سلجھاتی کوئی سرگردان و حیران آئینہ دکھاتی خوشبو لگاتی غرض
ہر ایک ہر ایک کام میں مصروف تھی پھر وہاں کوئی مرد کی قسم سے نر تھا حسرت
میں اپنی جان پر کھیل کر یہ کھیل تماشا دیکھتا رہا ناگاہ بادشاہ کی نگاہ مجھ
پر جا پڑی آتش غضب سے سلگ گیا مانند شعلہ افروختہ ہوکر کہا کہ تیرے
سر پر موت کھیلتی ہے جو تجھکو محل سرا میں کھیل تماشے کے
حیلے سے لائی ہے میں خوف سے کانپ گیا خوشامد سے جان کو بچایا
کہ آتش غضب کو عاجزی کا پانی بجھاتا ہے جب اُسکا غصہ کم ہوا کہا تو کون
ہے کہاں سے آیا غرض کیا خطاوار ہر سزا کے سزاوار ہوں طبیب ہوں امراض دل کا معالجہ
کرتا ہوں فرمایا ادھر آؤ اور کچھ کلام حق سناؤ تب میں نے نڈر ہوکر صاف صاف حکم حاکم
حقیقی کا بیان کرنا شروع کیا کہ اے بادشاہ تیرے پاس عورتوں کا ہجوم ہے ملک میں ظالموں کے
ظلم کی دہوم ہے کیا نہیں جانتا کہ اس وبال سے تیرا اعمالنامہ مالامال ہوگا اور سخت خواری
میں مبتلا ہوگا ذرا ہوش پکڑ اسقدر مستی حکومت سے نہ اکڑ خدا کو نہ بھول خودی کے
نشہ سے اسقدر نہ پھول انصاف کے دن ہر زبردست زیردست ہوگا اور زبردست زیردست
دودھ پانی سے اور پانی دودھ سے جدا ہوگا اور دوزخ ایسی سخت آواز کریگی کہ پتہ پانی پانی
پانی ہوجائیگا نیک کار سرخرو ہونگے اور بدکار زرد رو فی الحقیقت دنیا اور معاملات دنیا
قابل دلدہی نہیں تو عورتوں کی محبت میں چور ہے حوران بہشتی سے دور ہے اگر جنت کی نعمتوں کا
مزا چکھتا اور حوران جنان کو ایک نظر دیکھتا واللہ لذت دنیا و محبت زنان میں ہرگز گرفتار نہ

اور بعد مرنے ان عورتوں کے اگر دیکھے تو سوائے بدبو کے کچھ بو باس حسن و جمال کی نہ پاوے اور سخت نفرت آجاوے پس انکی صحبت سے درگذر حوران بہشتی کو طلب کر کہ خلقت انکی مشک و کافور و زعفران سے ہے وہ جمال باکمال نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سنا گویا لعل و یاقوت ہیں کہ چمک رہے ہیں یا موتی و مرجان ہیں کہ جھمک رہے ہیں جیسا سورۂ رحمٰن میں ارشاد ہے لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ۝ كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ یعنی نہ بیاہا انکو اس سے پہلے کسی آدمی اور نہ کسی جن نے گویا وہ لعل اور مونگا ہیں کہ چمک رہے ہیں پس یہ باتیں سنکر لوٹ پوٹ ہو گیا اور کہا اے طبیب تیری باتیں میرے جی میں کارگر ہو گئیں پھر کہو شاید برائی سے نجات پاؤں اور راہ راست پر آؤں کہ میں بہت بڑا گنہگار ہوں کیا عجب ہے کہ غفور رحیم اپنے فضل و کرم سے بخشدے میں نے کہا حقیقت میں وہ بڑا رحیم و کریم ہے بیت

اُسے فضل کرتے نہیں لگتی بار	نہ مایوس ہو اُس سے امیدوار

پھر زار زار روتا تھا اور کپڑے بدن کے پھاڑتا تھا آخر کو نکل چلا عورتوں نے کہا سبحان اللہ سب حال میں ہم تمہارے شریک حال رہے اب کیا مقتضائے مروت ہے کہ تم جاتے ہو اور ہمکو چھوڑے جاتے ہو پھر سب نے رات کو لباس شاہی دور کیا اور بھیس فقیری بدل لیا پھر رات ہی رات سب کو ساتھ لے کر چلا گیا۔ بعد عرصہ کے جو میں اس محل سرائے کو گیا تو اجاڑ پڑا دیکھا کہ دن میں ڈر معلوم ہوتا تھا پھر تائید الٰہی سے اتفاقاً بیت اللہ کو گیا دیکھوں تو عبد الملک موجود ہے اور طواف کعبہ میں مصروف مجھ سے سلام علیک کی یہ حال انکا دیکھکر بہت خوش ہوا میں نے کہا عورتیں کہاں ہیں کہا حاضر ہیں پھر وہ سب آئیں بندگی میں مستعد پائیں مجھ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئیں اور کہا اللہ تعالےٰ نے ہمارے دل مراد پوری کی جو تمہاری زیارت نصیب ہوئی حضرت ہم سے گنہگاروں کو بھی اللہ تعالےٰ بخشیگا کہ جان و مال سب اس کے محبت میں کھو دیا فرمایا بلا شک اللہ تعالےٰ اپنے تابعداروں کو بخشیگا پھر جوش و خروش میں آکر ایک نعرہ مارا اور جان بحق تسلیم کی عبد الملک یہ حال دیکھکر بہت غمگین ہوا کہ افسوس ایسے وقت میں مجھسے الگ ہوئے پھر بخوبی کفنا دفنا دیا بعد اسکے وہ بھی رحلت کر گیا اس کو بھی کفنا دیا لوگوں نے بہت افسوس کیا میں نے اسکی قبر پر وعظ کیا اور لوگوں کو عذاب قبر سے

Marfat.com

ڈرایا اور جنت کی آرام کا مژدہ سنایا حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ذوالنون مصری
متفکر دریا کے کنارے پر کھڑے تھے دیکھا کہ ایک بڑا بچھو دوڑتا دریا کے کنارہ پر آیا
اور ایک مینڈک فوراً دریا سے نکل کر اُس کو سوار کر کے پرے کنارے لیچلا یہ عجیب معاملہ
دیکھکر میں بھی اُس کنارے کو گیا پھر وہ جلدی سے اُتر کر ایک درخت کے نیچے گیا
وہاں ایک سانپ سوتے مسافر کی چھاتی پر بیٹھا تھا چاہے کہ اُسے کاٹے اس نے
جاتے ہی سانپ کے ڈنگ مارا وہ مر گیا مسافر بچ گیا پھر جلدی سے بچھو اسی طرح
اپنے مکان کو چلا گیا میں نے جانا یہ آدمی کوئی کامل ہے کہ عنایت الٰہی نے اسقدر اسکی
حفاظت فرمائی کہ ایک موذی کو دوسرے موذی سے دفع کرایا اور آپ کو بچایا
اسکی ملازمت حاصل کرنا چاہیئے جب اس کے نزدیک گیا چاہا کہ قدم بوں اُس نے
آنکھ کھولدی دیکھا تو کوئی شرابی سا ہے۔ مجھکو کمال تعجب ہوا کہ اللہ اللہ
اسکا یہ حال ہے اور عنایت خدا کا وہ حال ناگاہ غیب سے آواز آئی کہ اے ذوالنون کیوں
متحیر ہے کہ یہ بھی ہمارا بندہ ہے اگرچہ گناہ پراگندہ ہے اگر ہم بھلوں ہی کی حفاظت
کریں تو بروں کا حفاظت کرنے والا کون ہے پس جو جناب باری میں زاری کرتا ہے
فضل باری اسکی دستگیری فرماتا ہے جیسا کہ مولانا فرماتے ہیں ؎ گفت حق
گر فاسقی و اہل صنم ؛ چوں مرا خواندی اجابت ہا کنم ؛ جیسا کہ جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ
لَہٗ یعنے جو بعنوان گریہ وزاری گناہ سے بیزاری چاہتا ہے اللہ تعالےٰ اس کو
قبول فرماتا ہے۔ یہ سنتے ہی ذوالنون پر ایک حالت جذب وجنون کی طاری
تھی کہ گھومتے تھے اور کہتے تھے افسوس اوپر حال اس غافل کے کہ رحمت
الٰہی اس جوش وخروش سے اسکی ہمدوش ہو اور وہ بیہوش خواب خرگوش میں
مدہوش جب شام ہوئی اور ہوا سرد چلی اس غفلت زدہ کے حق میں صبح ہوئی نیند
سے چونکا اور ذوالنون کو بیٹھا دیکھا متحیر و نادم ہو کر کہا اے مقتدا اس وقت تم یہاں
کہاں فرمایا تو اپنا حال بیان کر کہا میرا حال آپ پر بخوبی روشن ہے پھر میں نے اسکو وہ سانپ کھایا
دیکھتے ہی تھرا گیا جب سب قصہ سنایا روتے چلانے سر میں خاک ڈالنے لگا چیخیں مارتا گرتے
پڑتا جنگل کو چلا گیا اور نفس کو بہت لعنت ملامت کرتا تھا کہ جب بروں کے حال پر

اسقدر کریم ہے تو بھلو نکے حال پر کسقدر عنایت ہوگی پھر تائب ہوکر ہمرگ عبادت الٰہی میں
مصروف رہا اور مستجاب الدعوات ہوگیا جس بیمار کو دم کرتا اسیدم اچھا ہو جاتا اگرچہ مدت کا
بیمار ہوتا حکایت نقل ہے کہ بصرے میں ایک عورت بدنامی میں نامی شعوانیہ نامی بہت
مالدار بد اطوار نہایت شکیلہ اور جمیلہ خوش آواز دل نواز آرائش بدن میں مصروف گانے بجانے
میں مشہور و مصروف دل شاد فن دلبری میں استاد تھی جہاں کہیں تقریب شادی غمی کی ہوتی
وہ ضرور پہنچتی اور سب جگہ سے حصہ پاتی ایک روز اتفاقاً کہیں جاتی تھی اور لونڈیاں باندیاں
بھی ہمراہ تھیں ایک مقام پر وعظ ہوتا تھا اہل مجلس پر ایک حالت طاری تھی روتے چلاتے
چیخیں مارتے تھے یہ سنتے ہی آگ ہوگئی کہ یہاں تقریب غمی ہے اور مجکو خبر نہوئی کہ یہ تو بڑا
غضب ہوا جو میری آمدنی میں فتور پڑا جلدی ایک لونڈی کو بھیجا کہ دیکھ تو کیا واردات ہے
اسنے جاکر دیکھا تو وعظ ہو رہا ہے اور عذاب قبر او حشر کا بیان ہے کوئی ادھر گرا کوئی ادھر
پڑا ہے لونڈی پر بھی ایک حالت طاری ہوگئی اسنے انتظار کرکے دوسری لونڈی بھیجی وہ بھی
جاکر اسی حال میں شامل حال ہوگئی تنگ ہوکر تیسری بھیجی وہ بھی نہ آئی چوتھی بھیجی وہ بھی خبر کو
گئی آپ بیخبر ہوگئی مصرعہ ہر کہ در کان نمک شد نمک شد جب تھوڑی دیر میں ایک لونڈی
آئی کہا تقریب شادی غمی کی نہیں ہے مگر وعظ ہوتا ہے اور ہر ایک خوف الٰہی سے بیہوش
ہو رہا ہے کوئی روتا ہے کوئی چلاتا ہے یہ سنکر مسکرائی اور آپ بھی تماشا دیکھنے کو آئی پہنچتے ہی
مقلب القلوب نے اسکا قلب پھیر دیا اور اپنے خوف سے اسکا دل بھر دیا کہتی تھی کہ ہائے
افسوس ہے ساری عمر میری گنہگاری میں گذری اے اللہ کیونکر میری نجات ہوگی اور زار زار
روتی اور آنسوؤں کا مینہ برساتی تھی عالم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات سے نا امید مت ہو کہ
وہ بڑا کریم ہے سچے جی سے توبہ کر اور گڑگڑا وہ سب گناہ سے پاک کردیگا اگرچہ تیرے گناہ
مانند شعوانیہ کے بیحد و شمار ہوں پھر چیخ ماری کہ ہائے افسوس وہ میں ہی ہوں جو برائی میں
ضرب المثل ہوں پھر سب کپڑے پھاڑ ڈالے اور سب مال کھڑے کھڑے لٹا دیا اور سب
لونڈیاں آزاد کردیں اور گوشۂ عافیت میں بیٹھ رہی پھر تالب گور عبادت الٰہی میں مشغول
رہی اسی حالت میں جان حق تسلیم کی اور عند اللہ اور عند الناس مقبول ہوئی ف

ف حقیقت میں سچے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم سچا ہے کہ فرمایا التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ یعنی جو کوئی سچے جی سے جناب باری میں گڑگڑا کر گناہ سے توبہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسکو مانند بیگناہ کے پاک صاف کردے گا گویا اسنے کبھی گناہ نہ کیا تھا۔

Marfat.com

حکایت نقل ہے بشر حافی کی کہ ہمیشہ نشہ میں سرشار اور شراب و کباب میں گرفتار رہتی تھی اور بارہ شرابخانے رات دن جاری تھے اتفاقاً ایک مرتبہ راہ میں ایک کاغذ بسم اللہ لکھا ہوا زمین پر پڑا دیکھا جلدی سے بکمال تعظیم اور تکریم اسکو اٹھا لیا چوما اور آنکھوں سے لگایا کہا یہ نام نامی اور اسم گرامی تو میرے مالک محسن کریم رحیم کا ہے پھر مشک خالص سے معطر کرکے عمدہ کپڑے میں نہایت تکلف سے لپیٹ کر ایک جائے بلند محفوظ میں رکھدیا یہ کام اس ناکام کا اللہ کریم کو پسند آگیا اور اسکو پسند کرلیا پھر حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو الہام ہوا کہ جلد جاؤ اور بشر حافی کو مژدہ سناؤ کہ تو نے ہماری نام کی تعظیم کی اور گرد و غبار سے صاف کرکے عمدہ مقام پر رکھدیا ہمنے تجکو گرد و غبار گناہ سے پاک صاف کردیا اور فرش سے عرش تک تیرا نام بلند کردیا پھر حسن بصری جلدی سے بشر کے پاس گئے وہ سنتے ہی ڈر گیا کہ خدا خیر کرے ایسے اولیاء اللہ کا یہاں آنا گویا قہر الہی نازل ہوتا ہے پھر آپنے جاکر بہت اخلاق فرمایا اور کمال محبت سے انکو یہ کل مژدہ سنایا سنتے ہی زمین پر لوٹتے تھے اور چیخیں مارتے تھے اور نفس پر لعنت اور ملامت کرتے تھے کہ ہائے افسوس میں تیرے دم میں آگیا اسدم تک گنہگار رہی جناب باری میں ہمدم رہا اور اسقدر انعام و اکرام اسکے سے مطلع نہ تھا جو اس روسیاہ سراپا گناہ پر فرمایا پھر زار زار روتے تھے اور بارہ ندامت سے جان کھوتے تھے۔ یہاں تک کہ بیہوش ہو گئے جب کچھ افاقہ ہوا اٹھکر چلے اور سب سامان اسباب گھر کے لٹادیا اور سب کپڑے پھاڑ کر پھینک دیئے اور لباس فقیری پہن لیا اور ننگے پاؤں ہو گئے کسی نے کہا آپ ننگے پاؤں کیوں پھرتے ہیں کہا اللہ تعالے ۲۹ پارہ سورۂ نوح میں فرماتا ہے واللہ جعل لکم الارض بساطا یعنی زمین کو تمہارے بچھونا بنایا تمہارے آرام کے واسطے پس اللہ تعالے کے بچھونے پر کیونکر جوتا رکھوں پھر ہر شہر و دیار اور کوچہ و بازار میں ننگے پاؤں پھرتے اور زندہ مردہ اولیاء اللہ کی زیارت کرتے تھے چارپایوں نے گندگی کرنا کوچہ و بازار میں چھوڑ دیا کہ مبادا پاؤں بشر حافی کا بھر جاوے گا اور اسی سبب بشر حافی کہلاتے تھے کہ حافی ننگے پاؤں والے کو کہتے ہیں ورنہ پہلے انکا نام صرف

بشر تھا چنانچہ ایک مرتبہ کسی نے کسی کوچہ میں گوبر پڑا دیکھا کہا بشر حافی نے رحلت فرمائی بعد اس کے دریافت کیا تو حقیقت میں اُسی وقت انتقال فرمایا تھا اور بعد توبہ کے چالیس حج کئے اور چالیس لڑائی کفار سے لڑے بعد انتقال کے کسی نے خواب میں دیکھا کہ ہمراہ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے سبز گھوڑے پر سوار ہوا ہوا اڑتے ہیں ف حکایت نقل ہے کہ حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ دجلہ کے کنارے پر وعظ فرماتے تھے اتفاقاً قافلہ عراق کا حج کو جاتا تھا اس طرف سے گذرا ایک اونٹ والا حضرت کی خدمت میں آکر عرض کیا مجھکو کوئی ایسی بات بتلا دیجئے جو سفر حضر میں کام آوے فرمایا تین باتیں یاد رکھ اللہ کے فضل سے دارین میں آرام پاویگا ایک یہ کہ جو اپنے واسطے چاہی سو آقا کے واسطے بھی چاہا کر دوسرے یہ کہ جو چیز نفیس درکار ہو مالک ہی سے مانگنا تیسرے جو کچھ مالک سے ملے اسپر راضی رہنا اور ناخوش نہونا ہیں وہ یہ باتیں اپنے دامان جان میں گرہ باندھکر چلا گیا بعد مدت دراز کے اتفاقاً پھر اسکا اس راہ سے گذر ہوا حضرت نے دیکھا تو وہی اونٹ والا پانی پر چلا جاتا ہے آپنے بلا کر کہا تو وہی اونٹ والا ہے جو تین باتیں ہم سے پوچھ گیا تھا کہا کہ ہاں لیکن یہ مرتبہ اور تم دونوں عالم ہو جو اوروں کو بتاتے ہو اور آپ عمل میں نہیں لاتے ہیں نے صرف ان ہی باتوں پر عمل کیا فضل الٰہی سے پانی پر چلنے لگا اور جو تمہاری طرح بھی عمل نصیب ہوتا تو خدا جانے کس درجہ بلند بالا پر پہنچتا اسکی سمجھ میں لا فرق تھی محو رہیں ف حکایت نقل ہے [illegible] کہ ایک مرتبہ آدھی رات کو قبرستان بصرہ میں گیا دیکھتا ہوں کہ چار آدمی جنازہ لائے ہیں میں نے خیال کیا کہ شاید یہ قزاق ہیں لوٹ مار کے اس وقت گاڑنے کو آئے ہیں کہ کوئی خبر نہو میں نے پوچھا سچ بتاؤ اسکو کسنے مارا ہے کہا اپنی موت سے مرگیا ہے ہم چاروں مزدور اسکی ماں کے ساتھ آئے ہیں پھر اس عورت سے پوچھا کہ اس وقت گاڑنیکا کیا سبب ہے بوڑھیا نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے بڑا فاسق بدکار شہرۂ آفاق تھا مرنے کے وقت تین باتیں وصیت کیں

ف: سبحان اللہ یہ حکایت [illegible] ذرا سی بات کام کر جاتی ہے آدمی کو چاہئے کہ قبل مرنے کے اپنی نجات کا سامان کرے [illegible] وارد ہے کہ جو امر الٰہی ہے منوقع [illegible] مولوی معنوی در باب توبہ فرماتے ہیں گر سیہ کردی تو نامۂ عمر خویش ٭ توبہ کن زانہا کہ کردستی تو پیش [illegible] آب توبش دہ اگر او [illegible] بیخ عمرت را بدہ آب حیات [illegible] جملہ ماضی [illegible] ف [illegible] میں جو کوئی عمل کریگا اپنے جی کی مراد کو پہنچیگا [illegible] کا جیسا کہ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں [illegible] قدم [illegible] طریقت [illegible] کو دو چیزوں نے اس درجہ کو پہنچایا اول کلام اولیاء اللہ کی تاثیر دوسرے اُس کے عمل اخلاص نے ۱۲

اول یہ کہ میرے مرنے کے بعد گلے میں رسی ڈالکر چاروں طرف مکان کے گھسیٹنا اور آواز بلند کہنا کہ جو کوئی اپنے حاکم حقیقی کے حکم سے پھریگا وہ ایسا ہی ذلیل ہوگا دوسرے آدھی رات کو دفنانا کہ دن میں جو کوئی جنازہ دیکھے گا لعنت ملامت کریگا تیسرے اپنا ایک سپید بال جنازہ کے ساتھ قبر میں رکھدینا کہ شاید اللہ تعالے اسکے سبب سے میری نجات کرے پھر انتقال کیا بعد غم والم کے کفن دفن کا سامان کرکے چاہا کہ وصیت اول ادا کروں یکایک غیب سے آواز آئی کہ ای بوڑھیا اس کام سے باز رہ ہمنے اسکو بخشدیا پھر پارسا نے اسکی نماز پڑھکے بخوبی دفنا دیا اور ایک سفید بال بوڑھیا کا اسکے ساتھ رکھدیا یکایک ہاتھ اٹھا کے آنکھیں کھولکر کہنے لگا اے شیخ اللہ تعالی بخشتا ہے ہر پہلے اور بڑے کو پھر آنکھیں بند کرلیں قبر درست کرکے چلے آئے ۱۲

باب ساتواں کرامت اولیاء اللہ میں

حکایت حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ سے نقل ہے کہ ایک مرتبہ میں مسجد میں بیٹھا تھا دو جوان آئے اور سلام علیک کی پھر بعد نماز کے کہا اولیاء اللہ سے کرامت ہوتی ہے میں نے کہا ہاں ہوتی ہے وہ ناخوش ہوکر چلے گئے دوسرے دن پھر آئے بعد سلام علیک اور نماز کے کہا کرامت اولیاء سے صادر ہوتی ہے یا نہیں قصد تھا کہ کہوں ہوتی ہے ناگاہ زبان سے بیساختہ نکل گیا کہ نہیں ہوتی ہے بولے سبحان اللہ کیا کہتے ہو کہ اللہ تعالے نے اولیاء اللہ کو وہ عظمت اور کرامت عطا کی ہے کہ اگر ان دیواروں کو کہیں کہ سونے کی ہوجاؤ اور ستونوں کو کہیں کہ زبرجد کے ہوجاؤ اور مٹی کو کہیں کہ موتی مونگا ہوجاؤ اسی وقت سب ہوجاویں ناگاہ دیکھوں تو دیواریں سونے کی اور ستون زبرجد کے اور مٹی زر وجواہر ہوگئی یہ دیکھکر میں اچنبھے سے مسکرایا کہا کیوں مسکراتے ہو ہمنے تو ایک بات کہی تھی پھر سب بدستور ہوگئی جیسے تھی ف۲

حکایت نقل ہے ایک بزرگ کی کہ ایک مرتبہ سفر میں قافلہ سے جدا ہوکر راہ بھول گئے دو تین دن خوار زار رہے لیکن راہ کا پتہ نہ ملا تھک کر زندگی سے مایوس ہوگئے ایک جا پر بیٹھ گئے

ف بلا شک اللہ تعالی نکتہ نواز نکتہ گیر ہے کبھی ذراسی بات پر بخشدیتا ہے کبھی ذراسی بات پر پکڑ لیتا ہے اسیواسطے نہ اسکی ذات سے امید اور آس توڑنا درست ہے نہ بالکل امید کے بیرول پر دوڑنا جائز ہے چنانچہ سورہ حجر پارہ ۱۴ رکوع ۴ میں ارشاد ہے نَبِّئْ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝ وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيمُ محمد خبر سنادے میرے بندونکو کہ میں ہوں اصل بخشنے والا مہربان اور یہ بھی سنادے کہ میری مار بڑے دکھ کی مار ہے ۱۲ ف۲ دونوں نے کرامت دکھادی کہ اہل نظر کی ایک نظر سے در و دیوار سونے چاندی کے ہوجاتے ہیں جیسا کہ مولانا فرماتے ہیں ؎ ہم نشینی مقبلاں چون کیمیاست ۰ چون نظرشان کیمیای خود کجاست ۔ گر تو سنگ خارہ و مرمر شوی ٭ چون بصاحبدل رسی گوہر شوی ۱۲

ناگاہ دیکھا کہ ایک ٹیلے پر مکان مختصر بنا ہے اور ایک آدمی وہاں بیٹھا ہے اسکو دیکھکر ذرا اطمینان ہوا لیٹ بیٹھکر آرام لیا وقت شام کی کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جوان حسین عمدہ پوشاک سے آراستہ آیا اور زمین پر پیر مارا وہاں ایک چشمہ شیرین پانی کا جاری ہوگیا وضو کر کے پانی پیا میں نے بھی یہ نعمت الہی غنیمت جانکر وضو کر کے پانی پیا پیتے ہی بھوک پیاس کلفت سفر سب دور ہوگئی سبحان اللہ پانی تھا یا معجون روحانی یا سامان شادمانی اور آب تاب ایمانی کہ جی جان و زبان کو شاداب اور سیراب کر دیا پھر میں شکر خدا بجان بجالایا اور انکے ساتھ نماز ادا کی بعد نماز جب وہ چلے تو میں نے عرض کیا کہ میں راہ بھول گیا اور قافلہ مجھسے چھوٹ گیا کہا ہمارے پیچھے چلا آ چند قدم چلا تھا کہ مشعل کی روشنی معلوم ہوئی اور اونٹ والوں کی آواز آئی فرمایا یہ ہی تیرا قافلہ ہے میں نے کہا کہ ہاں پھر میں نے کمال ادب سے عرض کیا کہ آپ اپنے نام سے مجکو مشرف فرمائیے فرمایا ہمارا نام علی زین العابدین ہے ف۱ حکایت نقل ہے محمد بن مالک سے کہ ایک مرتبہ میں مکہ معظمہ سے بطحا کو جاتا تھا ناگاہ اوپر سے ایک آواز آئی میں نے دیکھا تو احمد بن خلق بن یحییٰ سونے کے تخت پر بیٹھے ہوا پر جاتے ہیں سلام علیک ہوئی میں نے کہا کہاں جاتے ہو بولے ایک ولی کی ملاقات کو جاتا ہوں میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے تم کو بڑا رتبہ دیا ہے انکو اپنے پاس کیوں نہ بلایا فرمایا بزرگوں کی خدمت میں جانا بلانے سے بہتر ہے ف۲ حکایت نقل ہے ایک پارسا کی کہ ایک مرتبہ رات کو طواف بیت اللہ کرتا تھا صبح کے وقت ناگاہ ایک آدمی سر سے چادر اوڑھے ہوئے آب زمزم پر آیا اور ڈول سے پانی نکالکر پیا اور ڈول رکھکر چلا گیا میں نے جلدی سے جاکر اس ڈول میں سے پانی پیا پیتے ہی تمام جان و زبان شیرین ہوگئی سبحان اللہ وہ لذت تھی کہ نہ دیکھی نہ سنی بلکہ ایسی کیفیت تھی جیسے عمدہ ستوؤں میں نفیس قند ملا ہو دوسرے دن پھر اسی طور سے آئے اور ڈول بھر کے پانی پیکے چلے پھر میں نے بھی پیا تو دودھ شکر کا سا مزا تھا پھر تو میں نے دوڑ کر انکا ہاتھ پکڑا اور عرض کیا کہ برائے خدا اپنا نام بتائیے فرمایا سفیان ثوری ہوں مگر کسی پر یہ راز ظاہر نکرنا ف۳ حکایت نقل ہے سہیل عبد اللہ تستری سے کہ ایک مرتبہ حج کو جاتا تھا

ف۱ حضرت تو آفتاب عالمتاب جہان کرامت میں آپکی ذروں سے ایسی زیادہ کرامتیں ہوئی ہیں کہ سب بیان والو نپر بخوبی روشن ہیں ف۲ سبحان اللہ کیا عالی رتبہ ہیں اولیاء عالی رتبہ کے کہ باوصف اس عالی درجہ کی کیا فروتنی تھی کیا سچا قول ہے کسی سچے کا سے ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد۔ ہر کہ خود را دید او محروم شد ۱۲ ف۳ جیسا کہ بوقت شی میں ارشاد ہے اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم سوائی یعنے اولیاء اللہ قدام اسرار الہی ہیں اسواسطے مخفی رہتی ہیں مگر ہاں جو اللہ تعالیٰ سے آگاہی رکھتے ہیں والبتہ اولیاء اللہ سے بخوبی واقف ہوتے ہیں سچ ہے پہلے تعارف صاحب اسرار ہے [illegible] اسرار پر اطلاع نہ ہوئی ہے ۱۲

Marfat.com

راہ میں بیمار ہوگیا اتفاقاً قافلہ ابدالون کا اس راہ سے گذرا اسمیں ایک ابدال بسبب آشنائی سابق کے مع اور ابدالو نکے میرے پاس آئے بعد سلام علیک کے کہا یہاں کیوں پڑے ہو ہمارے ساتھ چلو میں نے کہا بیمار ہوں خوف ڈالتا ہوں تمہارے ساتھ کیونکر چلوں ایک نے کہا شاید تمہاری ماں کو تمہاری دیکھنے کا شوق ہے اچھے ہوکر جلد جانا پھر کہا یہاں خبر گیران تمہارا کون ہو میں نے کہا ایک موذن ہے پھر مجھکو اُسکے سپرد کرکے کہا اسکو بہت آرام دینا یہ ہماری امانت جاننا ایک نے مٹھی بھر ریت اُٹھا کر اُسکے دامن میں ڈالدیا پھر سب چلے گئے موذن نے دیکھا تو چالیس دینار سرخ تھے تھوڑے دنونکے بعد اللہ کے فضل سے میں اچھا ہوگیا موذن نے کہا کچھ امانت تمہاری میرے پاس تھی کچھ تمہاری دوا دارو میں صرف ہوئی باقی موجود ہے کہو تمہارے واسطے سواری مول لیدوں میں نے کہا مجھکو حاجت نہیں سب للہ بانٹ دو تھوڑی دور چلا تھا کہ کباب اور روٹی کو جی چاہا اور ایسا بیقرار ہوا کہ ایک قدم چلنا دشوار ہوگیا ناگاہ ایک آدمی نظر آیا اور گرم کباب روٹی اور سرد پانی لایا میں نے کھا کے شکر الٰہی ادا کیا پھر چلا شام ہوگئی بادل آیا اور پانی برسنا شروع ہوا ایک رات دن برابر برسا اور بوند بھی نہ ہوئی اللہ کے فضل سے سہیل کا ذرا دامن تر نہ ہوا اور بخوبی اپنے مکان کو پہنچ گئے ف حکایت ابراہیم بن شیبان ابراہیم ادہم سے نقل کرتے ہیں کہ اتفاقاً میں ایک مرتبہ بارہ دن بھوکا پیاسا جنگل میں رہا مجھکو اپنے حال پر بہت اچنبا آیا کہ باوصف اتنے دنوں بھوکے پیاسے رہنے کے قوت اور طاقت میری بفضلہ تعالی ویسی ہی ہے ناگاہ ایک طرف سے ایک بزرگ پیر کٹے نے باواز بلند کہا اے ابراہیم کیوں اچنبا کرتے ہو میں نے سولہ دن سے نہ کھایا نہ پیا اور اللہ کے فضل سے امید ہے کہ اگر کہوں کہ یہ درخت سونے کا ہوجائے اسیوقت ہوجائے ابراہیم کہتے ہیں دیکھو تو اُسی وقت خدا کی قدرت سے وہ درخت سونے کا ہوگیا ف حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامیؒ نے شراکت میں اونٹ کرایہ کیا ایک طرف آپنے اسباب رکھا اور دوسری طرف دوسرے شریک نے رکھا پھر حضرت بایزید سے کہا تمنے اسباب زیادہ رکھا اور حیوان بے زبان پر ناحق ظلم کیا بایزید نے فرمایا ایسی باتوں سے ناحق گنہگار نہو اسباب آکر دیکھ لو اگر زیادہ ہو کم کردو

ف سبحان اللہ جنکا دامان جان رحمت رحمن سے تر ہے اونکو بارش باران سے کیا خطرہ ۱۲ ف فی الحقیقت نظر اہل نظر کیمیا اثر ہے کہ ایک نظر میں حقیقت چیز کو بدل کر دیتے ہیں اور ناچیز کو چیز کر دیتے ہیں بلکہ تاثیر میں اکسیر سے بھی سریع التاثیر ہے جیسے کہ مولانا ارشاد فرماتے ہیں ۔ چون نظر شان کیمیائی خود کجاست ۱۲

دیکھا تو بالکل اسباب معلوم نہوا متعجب ہوکر چلانے لگا بایزید نے کہا تم عجب طور کے آدمی ہو
اگر بھید ظاہر کریں تو ملامت کرو اور چھپادیں تو رسوا کرو تم سے خدا پناہ دے ف ۱

حکایت نقل ہے سعید بن لیث سے کہ ایک مرتبہ حرم محترم میں بیٹھا تھا اور مقام ابراہیم
پر کوئی آدمی دعا جناب باری سے مانگتے تھے کہ ہمیشہ کھانے پینے سے بہت عاجز ہوں اپنے
فضل و کرم سے جلد یہ حاجت رفع کر میں بھی اُسکے پیچھے کھڑا تھا ناگاہ ایک خوان آسمان سے
اُترا اُسمیں چھوارے اور عمدہ پوشاک تھی میں نے کہا میں بھی اسمیں شریک ہوں کہا کیونکر میں نے
کہا تم نے دعا کی میں نے آمین کہی بولے سبحان اللہ روزہ کوئی رکھے اور عید کوئی کرے تو کچھ
متقی نہیں ہے ورنہ میری دعا میں شریک ہونا خیر تو بھی کھا کھلانے میں کچھ عذر نہیں مگر
یہ انداز کچھ پسند نہیں پھر میں نے بسم اللہ کہکر اُنکے ساتھ کھانا شروع کیا اللہ اللہ حلوائے
بے دود تھا یا شہد سراپا سود کہ جی جان کو شیرین کردیا اور گٹھلی کا نام نہ تھا دونوں نے سیر
ہوکے کھایا اور خوان ویسا ہی بھرا تھا پھر وہ پوشاک بھی مجکو دینے لگے میں نے کہا اسکی
مجھے حاجت نہیں پھر وہ پہنکر چلے گئے میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون تھے کہا حضرت
امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ تھے پھر میں بہت پچھتایا کہ میں نے وہ پوشاک کیوں نہ لی
کہ موجب برکت کا ہوتا **حکایت** نقل ہے کہ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ بڑے کامل
اولیا تھے چنانچہ عالی درجہ اُنکا حکم محکم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بخوبی روشن ہے
کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب سے ارشاد کیا کہ قرن میں ایک شخص
اویس نام بڑا ایمان والا ہے مگر بباعث خدمت گذاری اپنی ماں معذور کی حسب اجازت
ہماری ہماری خدمت سے معذور رہا اے عمر و اے علی بعد وفات ہماری تم دونوں [illegible] عرفات
پر جاکر اُس سے ملاقات کرنا اور ہمارا اسلام علیک کہنا اور ہمارے واسطے دعا کرنا یہ سنتے
ہی دونوں صاحب حیران ہوگئے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ اس درجہ وہ عالی درجہ رکھتا ہے فرمایا
کہ ہاں اللہ تعالی اُسکی دعا سے بقدر شمار بال بکریوں نبی کلب کی میری امت کے لوگوں کو بخشیگا ف ۲

ف ۱ حضرت بایزید [illegible] کل نہ معلوم ہوا تو بھی متعجب ہوکر چلانے لگا اور اول اسباب زیادہ جانکر ملامت کرنے لگا ۔ ف ۲ فی الحقیقت [illegible] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب عالی سے اور حضرت اویس صاحب ولایت پر تھی یہانسے دیکھنی اور [illegible] درجہ دار [illegible] ہوا [illegible] یمن ہوا واہی ہوائے مدینہ منورہ تا بر محو ہوگئی ہے اور مانند [illegible] جیسا کہ [illegible] ارشاد فرماتے ہیں سرآں نسیمی کہ بیاید از چمن [illegible] حضرت [illegible] بھیجی [illegible] اپنی حاجت فرمائی اور صرف واسطے بھلائی امت کے حضرت اویس [illegible] از نزد فریاد ہے اور کمال شرف امت پر بھی بکمال آپ [illegible] کلام مولانا ناطق ہے [illegible] گفت پیغمبر [illegible]

Marfat.com

حکایت نقل ہی کہ ایک مرتبہ اُویس قرنی نے تین رات دن برابر کچھ نہ کھایا نہ پیا جب بھوک کا نہایت غلبہ ہوا پہاڑ پر چلے گئے وہاں جاکر پتے کھانا شروع کئے ناگاہ دیکھیں تو زمین دینار سرخ پڑے ہیں کچھ خیال نکیا پھر دیکھا تو ایک بکری گرم روٹی لیکر آئی التفات نکیا کہ واللہ اعلم کسکے لئے آئی ہے جب اُس بکری نے بزبان فصیح کہا کہ اے اویس یہ تیرا ہی رزق ہے رزاق حقیقی نے بھیجا ہے تب ہاتھ سے روٹی لے لی اور بکری کی طرف نگاہ نہ کی

باب آٹھواں جلد دعا قبول ہونے اولیاء اللہ میں

حکایت نقل ہے حضرت ابو بکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ کی بڑے اولیائے کامل تھے کہا ایک مرتبہ چادر اوڑھے نماز پڑھتے تھے اور بندگی خدا میں بیخود تھے چور انکی چادر اُتار لے گیا بازار میں دلال کو بیچنے کو دیا تھا کہ ناگاہ ہاتھ وہیں خشک ہو گیا ہر چند ہلاتا تھا ہاتھ جنبش نہ کھاتا تھا یہ حال اور زاری اسکی دیکھکر سب بازاری جمع ہو گئے دست تاسف ملتے ہوئے اُس سے پوچھنے لگے جب اسنے حقیقت چوری کی بیان کی سبنے کہا اُرے خدا اس خدا والے کی خدمت میں جلد جا اور چادر دیجا اور اپنا قصور معاف کرا چور دوڑا گیا دیکھا تو حضرت بدستور عبادت میں مشغول ہیں چپکے سے جیسے چادر اُتاری تھی ویسی ہی اوڑھا دی اور ایک طرف مودب بیٹھ گیا بعد فراغ نماز کے اُنکے پیروں پڑتا تھا اور ہاتھ جوڑتا تھا کہ یہ میرا قصور معاف کیجئے فرمایا تونے کیا قصور کیا ہے جو معاف کراتا ہے تب اُسنے وہ واردات بیان کی فرمایا واللہ مجھکو ہرگز معلوم نہیں کہ کب تو لے چادر گیا اور کب پھر اُڑھائی پھر دعا کی الٰہی اسنے چادر پھیر دی تو بھی اسکا ہاتھ پھیر دے اللہ کے حکم سے اسی وقت ہاتھ اچھا ہو گیا ف حکایت نقل ہے کہ ایک عورت حضرت حبیب عجمی کی خدمت میں آئی کہا ایک میرا غلام بہت ہوشیار دیانت دار بھاگ گیا ہے آپ دعا کیجئے کہ آجاوے کہ اللہ تعالٰے نے اللہ والوں کی زبان میں تاثیر دی ہے فرمایا کچھ تیرے پاس ہے اس عورت نے کہا کہ ہاں دو درم ہیں آپنے لیکر کچھ پڑھا اور فقرا کو تقسیم کر دیا ناگاہ وہ غلام آیا اور دو سیر گوشت ہاتھ میں لایا سب نے متحیر ہو کر پوچھا کہاں سے آتا ہے بولا فارس سے کہ

ف سبحان اللہ اہل اللہ عبادت خدا میں ایسے ہی بیخود ہو جاتے ہیں فی الواقع حاصل عبادت بھی یہ ہے کہ یاد خدا میں کچھ اپنی خودی کا دم نہ بس جیسے یاد خدا میں بیخودی زیادہ اوسیکو لطف یاد خدا زیادہ جیسا کہ جناب مولانا ارشاد فرماتے ہیں
بیکسی ذوق سجدہ پیش خدا ❊ خوشتر آید از دو صد دولت ترا

چور مجھے چھوڑ کے وہاں سے گئے پھر مجھکو گوشت کو بھیجا گوشت لے چکا تھا کہ یکایک ہوا کا جھونکا آیا مجھکو ہوا میں اڑا کے یہاں لے آیا حیران ہوں اور خیال کرتا ہوں کہ یہاں سے فارس تک غزالیوں کو کس کا نام علم ہے کیونکر ایک دم میں آگیا حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ بصری میں بباعث کمی بارش کے قحط پڑا سب شہر والے برابر تین دن نماز استسقا کو باہر شہر کے گئے اور ہر طرح سے گریہ و زاری کی ایک بوند نہ برسی ایک شخص نافل ہے کہ تیسری بار ایک آدمی اسی صف سے اٹھا اور جناب الہی میں گڑگڑا کے دعا کرنے لگا کہ خداوندا بطفیل دونوں چیزوں سہر کے پانی برسا اور اپنے بندوں کو آفت قحط سے بچا کہ ناگاہ بادل آیا اور خوب پانی برسا پھر میں نے حیرت میں آکر اس آدمی سے پوچھا کہ وہ دو چیزیں کیا ہیں جسکے طفیل سے تمنے پانی برسنے کی دعا کی اور فضل الہی سے دعا قبول ہوئی اور فورا پانی برسا بولا وہ دو آنکھیں ہیں کہ انسے بایزید بسطامی سے کاملین آنکھیں دیکھی ہیں میں نے کہا تم اس دیار و جوار کے ہو بارہا بایزید بسطامی کو دیکھا ہوگا بولا اے غافل جنہوں نے اللہ والوں کی آنکھیں دیکھی ہیں وہ وہ چیزیں دیکھتے ہیں جو کوئی نہیں دیکھتا اور وہ کسی حال میں خدا سے آس نہیں توڑتے ف حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ یعقوب بن لیث بیمار ہوئے ہر چند معالجہ ہوا کچھ افاقہ نہوا جب قریب المرگ ہوئے حکیموں نے جواب دیا اور کہا اب وقت دوا نہیں وقت دعا ہے پھر سب مایوس ہوگئے اور حضرت سہیل تستری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گئے عرض کیا دوا کی طرف سے آس ٹوٹ گئی ہے دعا کے اثر کی امید باقی ہے اگر حضرت قدم رنجہ فرمادیں تو کمال بندہ نوازی ہو کہ اللہ تعالے نے اللہ والوں کی زبان کو بہت اثر دیا ہے از انجا کہ دل جوئی خاصہ خاصان اللہ و جو بندگان خدا ہیں حضرت تشریف لائے اور اسکے پریشان حال پر رحم آیا اور جناب الہی میں عرض کی کہ اے مالک میرے اسکے گناہ کی سزا تو تو نے اسکو دکھادی اب اس غلام کی طاعت کی عزت تو ذرا دکھا دے خدا کے حکم سے اسی وقت اچھا ہوگیا اور ہر طرف سے خوشنودی اور مبارکبادی کا غل شور مچا یعقوب نے بیشمار نذر و جواہر بطور نذر حضرت کے آگے پیشکش کیا حضرت نے ہرگز التفات نہ کیا اور فرمایا اگر یہ چیزیں قبول کرتے تو قابل قبول خدا ہوتے پھر جلدی سے سوار ہو کر

ف چنانچہ مولوی معنوی اوصاف اولیا اللہ میں ارشاد فرماتے ہیں ۔ ورد دین وانا عبادت این بود فتح الواب سعادت این بود ۔ ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا گو نشیند در حضور اولیا ۔ ہمنشینی یک نفس با اولیا ۔ بہتر از صد سالہ طاعت بی ریا ۔ پاسبان آفتاب اند اولیا ۔ در بشر واقف ز اسرار خدا ۔ ہمنشینی مقبلان چوں کیمیاست چون نظرشان کیمیائی خود کجاست ۔ ۱۲

Marfat.com

چلے گئے راہ میں ایک خادم نے عرض کیا کہ حضرت نے کیوں نہ قبول کیا صدہا فقرا کا بھلا ہو جاتا گو آپکے کام کا نہ تھا فرمایا اپنے پیر کے تلے دیکھو دیکھے تو سارا جنگل سونیکا ہے ارشاد کیا جسکے مالک کے خزانے میں اسقدر زر و جواہر ہوں وہ کیوں یعقوب کا مال لیکر احسانمند ہووے ف ۱

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ ہرم بن حیّان سفر میں راہ بھول کر پہاڑ میں جا پڑے ہر چند راہ تلاش کرتے تھے کہیں پتہ نہ لگتا تھا جب سخت لاچار ہوئے زندگی سے یاس ہوئی کہ چند روز سے دانے پانی کی صورت نہ دیکھی تب کمال نالہ و زاری سے جناب باری میں دعا کی کہ الٰہی بروز جب سے ہدایت پائی ہمیشہ تیری حکم برداری اور کبھی نفس و شیطان کی چاپلوسی نہ کی ہر چند ان دشمنوں جان و ایمان نے مجھ کو لذات دنیا کا مزا چکھانا چاہا مگر تیرے فضل سے میں نے دھوکا نہ کھایا اگر یہ گذارش میری سچی ہے تو مجھکو راہ بتا اور اس مصیبت سے چھڑا کہ تو سب چیز پر قادر ہے پھر یکایک اللہ کی قدرت سے پہاڑ پھٹ گیا راہ ہو گئی میں نکل آیا اور پھر بہ سلامت منزل گیا ف ۲

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ بیٹی ابن قلابہ کی کشتی میں سوار تھی اتفاقاً کشتی پھٹ گئی ایک تختے پر یہ اور ایک عورت دوسری بہتی چلی موج دریا تختہ کو ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر بہاتی تھی اس حال بیقراری میں دوسری عورت کو شدت سے پیاس لگی متحیر ہو کر کہا اے بیٹی ابن قلابہ کی واللہ کہ پیاس سے جان بلب ہوں کیا کروں پانی کہاں تک پیوں اسنے جناب باری میں گڑگڑا کر دعا کی کہ اے میرے مالک تیری لونڈی پیاسی مرتی ہے پانی پلوا دے کیا دیکھتی ہوں کہ ناگاہ ایک صراحی جواہر کی سرد پانی سے لبریز چاندی کی زنجیر سے بندھی آسمان میں معلق ہے پیاسی آئی خوب سیر ہو کر پانی پیا پھر اوپر چلی گئی جب میں نے اوپر نظر کی دیکھوں تو ایک شخص ہوا میں معلق بیٹھا ہے اور زنجیر صراحی کی اسکے ہاتھ میں ہے میں نے متعجب ہو کر کہا اے صاحب تم کون ہو جو اس عالی درجہ پر ہو کہا امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوں میں نے پوچھا کیونکر یہ مرتبہ بلند پایا کہا خواہش جی کی چھوڑ کر اور چادر رضائے الٰہی کی اوڑھی بیٹی ابن قلابہ نے جب اس طوفان سے نجات پائی تو پھر یہ قصہ بیان کیا ف ۳

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ کسی شہر میں بباعث امساک باراں قحط پڑا اہل شہر

ف ۱ سچ ہے نظر اہل نظر کہ زر و جواہر دولت دیدار پروردگار ہے دولتمند اور مالدار وہ ہے جسکو دولت ہے دولت دنیا کی کیا درکار ہے ۱۲ ف ۲ یہ قصہ مطابق حدیث شریف صحیح کے ہے کہ کئی آدمیوں نے بواسطہ اپنے سچ کے آفت سے نجات پائی چنانچہ بجائے خود مفصل مرقوم ہے ۱۲ ف ۳ حقیقت میں جو کوئی خدا سے ڈرا اور خواہش نفس کو چھوڑا اور رضائے الٰہی کو پکڑا وہ بلا شک اس درجے کو پہنچا جیسا کہ پارہ عم سورہ نازعات میں ارشاد ہے وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى اور جو کوئی ڈرا اپنے رب کے پاس کھڑے ہونے سے اور روکا جی کو چاؤ سے سو بہشت ہی ہے اسکا ٹھکانا ۱۲

نماز استسقا کو باہر شہر کے گئے بادل آیا لوگ بہت خوشدل آئے یکایک ایسی ہوا چلی کہ بادل کو ہوا سا اوڑا لے گئی پھر تمام اہل شہر اداس ہوگئے اسمیں ایک بوڑھیا کسی گاؤں کی تھی وہ بھی شکستہ دل اپنے گھر جاتی تھی راہ میں ایک شخص پیر مندے کو دیکھا اسکو سلام کیا بعد جواب کے اسنے بوڑھیا کا نام لیکر کہا لوگوں نے نماز استسقا پڑھی بادل آیا اور پانی نہ برسا بوڑھیا نے جانا یہ کوئی شخص کامل ہیں جو بن دیکھے اور سنے احوال مفصل بیان کرتے ہیں کہا ہو تو سب آدمی انکو تمہاری خدمت میں لاؤں کہ آپ پانی کی دعا کریں کہ سب شہر والونکے دل ٹوٹ گئے کہا جلد جا کہ تیرے کپڑے پانی میں تر ہونگے پھر اسکو جانے ہی ایسی بارش شروع ہوئی کہ تمام ندی نالے بہہ گئے ف۱ حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ نامی چور گرفتار ہو گیا حاکم وقت نے سولی دیدی اتفاقاً حضرت معروف کرخی اس راہ سے گذرے چور کو سولی پر خوار وزار دیکھکر بیتاب ہوگئے اُسکے واسطے دعا کرنے لگے کہ الٰہی اسنے اپنے کئے کی سزا پائی اب اسکی خطا سے درگذر اور معفرت دارین کر یکایک غیب سے تمام شہر میں آواز آئی کہ جو کوئی سولی والے چور کی نماز پڑھے گا وہ جنتی ہوگا سنتے ہی تمام شہر جمع ہو گیا اور ہاتھوں ہاتھ اس چور کو سولی سے اُتار کر بخوبی غسل دیکر کفنا دفنا دیا چنانچہ کثرت اژدحام سے نماز جنازہ کی بعد نماز عصر کے ہوئی بعد اسکے کسی نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور وہ چور مع نمازیونکے کمال زرق برق سے وہاں موجود ہے پوچھا یہ دولت اور نعمت کیونکر پائی کہا حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کی بدولت مع سب نمازیوں اپنی جنازہ کے مغفرت اور یہ عزت پائی ف۲ حکایت سعید بن محمد رازی رحمہ سے نقل ہے کہ دو برس میں حاتم اصم کی رفاقت میں رہا کبھی انکو غصہ ہوتے نہیں دیکھا مگر ایک مرتبہ کہ بازار میں جاتے تھے کوئی شخص انکے آشنا سے اپنا قرض مانگتا تھا اور جھگڑا کرتا تھا حاتم نے کہا جھگڑا نہ کرو اپنا قرض آسانی سے وصول کرو ہرچند سمجھایا اُسنے نہ مانا لاچار ہو کر غصہ سے چادر زمین پر ماری اُس سے بہت دینار سرخ بکھر پڑے کہا بقدر اپنے قرض کے لینا زیادہ ہرگز نہ لینا اس حریص ناعاقبت اندیش نے دینار دیکھکر زیادہ لئے اسیوقت اسکا ہاتھ خشک ہو گیا ف۳

ف۱ فی الواقع دعا مقبولوں کی فوراً قبول ہوتی ہے ۱۲ ف۲ سچ ہے دعا اللہ والونکی رد نہیں ہوتی بلکہ اسیوقت قبول ہوتی ہے کہ ہر کام الکاحسب الحکم حاکم حقیقی اور اسکی مرضی سے ہوتا ہے اور جو کام حاکم کے مرضی اور حکم سے ہوتا ہے وہ رد نہیں ہوتا ہے جیسا کہ مولوی معنوی فرماتے ہیں ؎ کان دعائے شیخ چون ہر دعا ست ۰۰ فانی است وگفت او گفت خدا است ۰۰ چون خدا از خود سوال وکد کند ۰۰ پس دعائے خویش چون رد کند ۱۲ ف۳ فی الحقیقت بددعا اولیاء اللہ کی مانند دعا تیر ہدف ہے اسیواسطے صاحب فہم سلیم اور عقل مستقیم والے اللہ والوں سے بہت ڈرتے ہیں کہ انکی بددعا سے جہان غارت ہوگئے ہیں جیسا کہ مولوی معنوی فرماتے ہیں ؎ تا دل مرد خدا نامد بدرد ۰۰ ہیچ قومی را خدا رسوا نکرد ۱۲

باب نوان نیک نیتون کی نیک نیتی میں

حکایت نقل ہے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ایک مرتبہ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ شیطان علیہ اللعن بازار میں ننگا پھرتا ہے میں نے کہا بیحیا حقیقت میں بیحیائی تجھپر ختم ہے کہ بازار میں ہزارون آدمیونکے آگے ننگا پھرتا ہے نہ کچھ حیا ہے نہ شرم کہا کہ حضرت آدمیون سے بلاشک حیا کرتا ہوں مگر بازاری بے زاری کہ محض نادان اور قسم حیوان سے ہین اُنسے البتہ شرم نہیں کرتا ایک اشارے میں اُنکو جو ناچ کہئے نچاؤن اور جو کھیل کہئے کھلاؤن اور مثل لوٹن کبوتر کے لٹاؤں بلکہ مجکو آپکے اچنبے پر بہت اچنبھا آیا کہ آپ اُنکو آدمی جانتے ہیں حضرت نے کہا آدمی کہان ہیں بولا آدمی ایسے ہوتے ہیں جیسے مسجد شونیزیہ میں تین آدمی عبادت الہی میں غرق ہیں جنکے مارے میری کمر جھک گئی اور ہمت تھک گئی کہ ہزار طرح سے اُنکو اُبھارتا ہوں اور صد ہا طور کے شوشے چھوڑتا ہوں نظر اُٹھا کر نہیں دیکھتے کہ کون بکتا جھک مارتا ہے پھرتا ہے ناگاہ خواب سے چونکا آدھی رات ڈھلے مسجد شونیزیہ میں پہنچا دیکھوں تو تین آدمی خودی سے گذرے ہیں اور جوش خروش محبت خدا میں دریا سے ابل رہے ہیں سر جھکائے یاد الہی میں مدہوش اور زانو دبائے مراقبہ سے بیہوش ہیں میرے پیر کی آہٹ پا کر ایک صاحب نے سر اُٹھا کے کہا ای جنید سب باتیں اُس ملعون کی سچی **فا حکایت** نقل ہے کہ بایزید بسطامی ہمیشہ اذان اور تکبیر کہتے ایک مرتبہ ظہر کی اذان کہکر تکبیر کہنے کو تھے کہ ایک شخص جماعت میں مسافر سے معلوم ہوئے اُنکے پاس جاکر چپکے سے کہا کہ مسافر کو بلا ضرورت شرعی شہر میں تیمم درست نہیں ہے اُنہنے اُسی وقت صف سے الگ ہو کر وضو کرکے نماز ادا کی کسی نے کہا کہ شیخ بایزید نے تیمم سے کیا کہا بولے میں صبح کی نماز باہر شہر کے بھول کر تیمم سے پڑھی تھی شیخ نے یاد دلا دیا میں نے

ف ا سچ ہے کبھی سچے کے مقابلہ میں جھوٹا ہی کوئی سچی بات بول اُٹھتا ہے مگر تاہم سچا نہیں کہلاتا جیسے کبھی جھوٹے کے مقابلہ میں سچے سے کوئی بات بیساختہ جھوٹی نکل جاتی ہے جھوٹا نہیں کہلاتا پس بیہودہ نون باتیں اس جھوٹے نے حضرت جنید بغدادی سے حقیقت میں سچ کہیں کہ کلام الہی اسکی تصدیق کرتا ہے چنانچہ ۱۴ پارہ سورۂ حجر میں ارشاد ہے قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ الخ بولا اے رب جیسا تو نے مجکو راہ سے کھویا تیرے بندونکو دنیا کی بہارین دکھلاؤنگا اور اُن سبکو راہ سے کھو دونگا مگر جو تیرے چنے بندے ہیں فقط ہونہی حکم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ بھی بدتریں جگہ دنیا میں بازار سے زیادہ کوئی نہیں اسیواسطے بلا ضرورت جانیکا حکم نہیں بلکہ تیسری کلمہ پڑھنے کا حکم ہے کہ وہان شیطان بیٹھے ہوتے ہیں بُرے آدمی کو بُرائی پر پکارتے ہیں بھلے کو بھلاتے ہیں اور کامل الایمان صاحب کے خال کو چنداں نہیں چھیڑتے پس جو بازاری بیزاری رات دن دنیا طلبی اور سود لیے سودے میں ہر دم سودائی اور بدحواس رہتے ہیں اور ہر وقت فریب دہی کی فکر میں سرگرم ہوتے ہیں اور معاملات حق آگاہی سے چنداں سروکار نہیں رکھتے بلاشک وہ نادان بل بدتر حیوان سے ہیں جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ یعنے اس قسم کے لوگ قسم حیوان سے ہیں

Marfat.com

وضو کرکے ادا کرلی ف۱ حکایت نقل ہی عمر بن مالکؒ سے کہ ایک مرتبہ اتفاقاً مجھپر تین سو درہم
قرض ہو گئے اور کوئی صورت ادائی کی متصور نہوئی قرض خواہوں نے آگھیرا ور تنگ کرنا شروع کیا
مجبور ہو کر حضرت ابو الحسن نوری کی خدمت میں گیا مکان پر نپایا جنگل میں پتہ لگا دیکھوں تو درخت کے
نیچے لیٹے ہیں مجھے دیکھتے ہی ناخوش ہو کر فرمایا ای شخص رازق حقیقی موجود ہی صبر کر مجھکو ناحق تنگ نہ کر
پھر ایک مٹھی کنکریاں میری طرف پھینکدیں اور کہا جا قرض ادا کر اور پھر آنیکا قصد نکر دیکھا تو پورے
تین سو درہم تھے پھر میں چلا گیا اور سب قرض ادا کردیا بعد اسکے حضرت سمنون المحبون کو خواب
میں دیکھا فرمایا تو نے کیوں ایسے اولیاء کامل کو تکلیف دی پھر میں نے خواب سے چونک کر توبہ
کی کہ اب کسی امر کی حضرت ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کو تکلیف نہ دونگا حکایت نقل ہی انباری
سے کہ ایک مرتبہ چادر ریشمین اوڑھکر حضرت شبلی کی خدمت میں گیا دیکھا کہ وہ ایک عمدہ ٹوپی پہنے
بیٹھے ہیں میں نے اپنے جی میں کہا کہ یہ ٹوپی تو میرے لباس کے لائق ہی اگر شیخ مجکو عنایت کریں
تو بہتر عنایت ہی پھر میری چادر اور اپنی ٹوپی دونوں آگ میں جلادیں فرمایا سوائے شوق دیدار لقائے
پروردگار کوئی آرزو جی میں رکھنے کے لائق نہیں ہی ف۲ حکایت نقل ہی عبد اللہ بن تستری
کی کہ دو برس علم ادب و علم دین حضرت ذو النون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا پھر وہ اپنے
مکان تشریف لے گئے وہاں مدت تک رہے کہتے ہیں کہ عبد اللہ کبھی پالتی مار کر تکیہ لگا کے
نہ بیٹھتے اور فتوی ندیتے ایک مرتبہ کسی نے دیکھا کہ پالتی مارکر تکیہ لگائے بیٹھے ہیں کہا آپ کو
اس طرح کبھی بیٹھے نہیں دیکھا آج کیا ہی فرمایا زندگی مرشد میں اسطور سے بیٹھنا بے ادبی تھی مگر انہوں
نے ابھی انتقال فرمایا اب کچھ مضائقہ نہیں پھر اس شخص نے وہ دن اور تاریخ لکھ رکھی دریافت
کیا تو واقعی ذو النون مصریؒ نے اسی دن اسی تاریخ رحلت فرمائی تھی ف۳ حکایت نقل ہی ابراہیم
خواص سے کہ بارہ برس انکے جی نے دودھ چپاتی کی خواہش کی اور نہ کھائی ایک دن کسی
مریض کو پوچھنے گئے اس سے کہا کسی چیز کو تمہارا جی چاہتا ہی بولا سبحان اللہ بارہ برس سے
تو آپکو اپنے جی کی آرزو حاصل نہیں دوسرے کی آرزو کیونکر پوری کروگے ابراہیم

ف۱ اس امر سے حضرت شیخ کی کرامت ظاہر ہوئی ۱۲ ف۲ دلی کز غیر اندیشہ دارد ٭ مگر جای پری در شیشہ دارد ٭ ز ترک غیر جنبش جہد نبود ٭ صدای بت شکستن نام او بود ٭ ۱۲ ف۳ سبحان اللہ کیا ادب تھا کہ مرشد کے ادب سے تادم زیست انکی یہ امور عمل میں نہ آئے بعد انتقال انکے ظہور میں فی الحقیقت فن طریقت میں طریقہ پسندیدہ ہمہ تن ادب ہی چنانچہ مولانا ارشاد فرماتے ہیں ادب پرنور گشتہ ست این فلک ٭ از ادب معصوم و پاک آمد ملک ٭ از خدا جوئیم توفیق ادب ٭ بی ادب محروم ماند از لطف رب ٭ بی ادب تنہا نہ خود را داشت بد ٭ بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد ٭ ہر چہ بر تو آید از ظلمات و غم ٭ آن ز بیباکی و گستاخی است ہم ٭ پیش اہل دل ادب بر باطن است ٭ زانکہ دل شان بر سرائر فاطن است ۱۲

Marfat.com

متحیر ہوکر کہنے لگے سچ ہی کہ اللہ والوں کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا ف۱ حکایت نقل ہے
کہ ایک شخص نے دو درہم کو جوتا مول لیا پہنکر حضرت شبلی کی خدمت میں گیا اور کہا محبت الٰہی کیا چیز ہے
اور کیونکر حاصل ہوتی ہے فرمایا کہ جو شخص دو درہم کا جوتا پہنتا ہے اور خواہش نفسانی پر ریجھ رہا
ہے اور لذات خودی میں بیخود ہو رہا ہے اسکو خدا اور محبت خدا سے کیا سروکار ہے ف۲

باب دسواں توکل اور ڈرنے خدا اور نہ ڈرنے غیر خدا میں !

حکایت نقل ہے حامد اسود سے کہ ایک مرتبہ ابراہیم خواص کے ہمراہ سفر میں تھا اتفاقاً
سانپوں کی جنگل میں پہنچے میں نے کہا یہاں سے جلد نکل چلو ایسا ہو کہ رات ہو جاوے اور
سانپوں میں گھر جائیں کہ انسے جان بچانی دشوار ہو گی پس ابراہیم نے یہ سنتے ہی وہیں بستر کر دیا پس
میں بھی مجبور ہو کر پڑ رہا رات کو چاروں طرف سے سانپوں نے گھیر لیا میں ڈر کر کہنے لگا سانپ سانپ
ابراہیم نے کہا چپ رہو اور یاد خدا میں مشغول رہو پس میں نے ذکر اللہ شروع کیا سانپوں نے بھاگنا
شروع کیا پھر غفلت نیند سے ذرا غافل ہو گیا پھر یکایک سانپوں نے گھیرا ڈر کر چاہا کہ بھاگوں
ابراہیم نے جھڑک دیا اور کہا اللہ کیوں نہیں کرتا غرض اسی دکھ سکھ سے تمام رات گذری
شیخ بعد نماز صبح اور وظیفہ معمولی کے چلے دیکھوں تو اسی مقام پر جہاں جانماز شیخ
کی بچھی تھی ایک بڑا کالا سانپ ہی میں نے متعجب ہو کر شیخ سے کہا فرمایا کیا تعجب کرتا ہے
لڑکپن کی ابھی بو باس تجھ میں باقی ہے کہ رات کو جو فضل الٰہی سے محفوظ رہے وہ اجنبی بات
تھا ف۳ حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور شیبان راعی رحمۃ اللہ
علیہ باہم سفر کرتے تھے جب جنگل میں پہنچے دیکھا کہ ناگاہ ایک شیر دوڑتا آیا سفیان نے ڈر کر کہا
ہم خالی ہاتھ ہیں کیونکر اسکے حملہ سے نجات پاویں شیبان راعی نے کہا اے امام وقت کچھ
خطرہ نہ کرو کیا اسکا خالق سوا خدا کے کوئی اور ہے پھر شیبان نے پاس جا کر اسکا کان پکڑ لیا اور
چمکارا اور وہ عاجزی سے دم ہلانے لگا سفیان نے یہ معاملہ دیکھکر کہا یہ بات تو قابل

ف۱ واقعی یہ بھی صحیح ہے جیسا کہ ۲۹ پارہ سورہ مدثر میں ارشاد ہے وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ یعنے اور خاص بندوں اللہ کو سوا
اللہ کے کوئی نہیں جانتا ۱۲ ف۲ واقعی لذت نفسانی اور معاملات خودی میں محو ہونا اور طلب محبت خدا کرنا حرکت لغو ہے ۱۲
ف۳ بالاشک ذکر اللہ سب بلا دور کرتا ہی کیا اچھا کہا کہنے والے نے دیو بگریزد ازاں قوم کہ قرآن خوانند افسوس ہزار افسوس ہر آدمی
نام خدا لیتا ہی اور ساری عمر مفت کھوتا ہی اور اسکے مزے سے آگاہ نہیں ہوتا اور دل ادھیان نہیں کرتا کہ سب کرا دھرا اکارت گیا سبب اسکا
یہ ہی کہ مزہ نام خدا زبان جان سے حاصل ہوتا ہی زبان جسم سے جیسا کہ لطف خوشبو عطر لباس پر لطف زیادہ دیتا ہی اور ٹاٹ وغیرہ پر لگانا
مفت اکارت جاتا ہی اور بیوقوفی نفع میں ملتی ہی جیسا کہ مولوی معنوی فرماتے ہیں ~ مشک را برتن مزن بر جان بمال + مشک چہ بود نام

شہرت ہو شیبان نے کہا ہرگز شہرت نکرنا ہم سب سامان اسپر لاد کر مکہ معظمہ تک لیجلینگے ف
حکایت نقل ہو کہ ایک مرتبہ کسی شہر کے بازار میں آگ لگی اور سب مال و اسباب لونڈی غلام جو
اسمیں تھے جل گئے مگر دو غلام رومی جو نہایت حسین بہت قیمتی تھے اتفاقاً قدرت خدا سے بچے
تھے قریب تھا کہ جلیں دلال دست ملال ملتے تھے اور کہتے تھے جو کوئی انکو لادے ہزار دینار
سرخ لے ناگاہ ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ اسطرف سے گذرے ان دونوں غلاموں کو جلتی
آگ میں کھڑا دیکھکر جی جلا کہا اگر میں جلجاؤں بلا سے یہ نجات پاویں اس بلا سے چنانچہ بسم اللہ
کہکر جلتی آگ میں کود پڑے اور دونوں کو صاف نکال لائے سبکو اچنبا ہوا اور سارے شہر میں شہرہ ہوا
پھر وہی دلال آپکے قدم چومنے لگے اور دو ہزار دینار نذر گذراننے چاہے حضرت نے فرمایا میں نے
دنیا کے لالچ کیواسطے یہ کام نہیں کیا بلکہ خدا کی مرضی چاہنے کو کیا اگر دنیا کے لالچ کیواسطے
کرتا تو خود سلامت نہ بچتا اور دونکی طرح جلجاتا ف حکایت نقل ہو کہ ایک حجرا حبیب عجمی رحمۃ اللہ
علیہ کا بصرے کے بازار کے چوراہے پر بھی تھا کبھی کبھی کسی مصلحت اور حکمت کیواسطے وہاں
بھی بیٹھتے اور اُٹھتے تھے ایک مرتبہ پوستین چھوڑ کر وضو کو چلے گئے ناگاہ حضرت حسن بصری
رحمۃ اللہ علیہ آگئے پوستین پڑا دیکھکر کھڑے ہو گئے کہا حبیب عجمی کو کچھ خیال نہیں ہوتا
پوستین چوراہے میں ڈالکر چلے گئے خیال نہ کیا کہ کوئی لیجائیگا اچانک وہ بھی آگئے سلام علیک کہی
ای امام وقت تم کہاں بولے تمہاری پوستین اور حجرے کی نگہبانی کرتے ہیں تم سے بہت اچنبا ہے
کہ چوراہے میں سب سامان کسکے بھروسے پر چھوڑ کر چلے گئے کہا اُسکے بھروسے جسنے تمکو نگہبانی
کیواسطے بھیجدیا ف۲ حکایت نقل ہو علقمہ بن اسودؓ سے کہ جو لطف نماز عامر بن قیس کو
حاصل تھا ایسا کسی کو دیکھا نہ سنا بارہا شیطان علیہ اللعن بصورت بڑے کالے سانپ کی مسجد میں آیا
ہے اور سب نمازی ڈرکر بھاگ گئے ہیں اور عامر ویسی ہی نماز میں مشغول رہے اور جنبش بھی نہیں
کی جب وہ خبیث عاجز ہو کے جھک مارکے انکے کرتہ میں گھسکر گریبان سے سر نکالتا اور انکو
ڈراتا تب بھی آپ خبر نہوتے کہ کیا ہو اور کون جھک مارتا ہے بدستور عبادت الہی میں مشغول رہتے

ف۱ سچ ہے کہ جو خدا سے ڈرتے ہیں اُنسے ساری خدائی ڈرتی ہے جیساکہ مثنوی معنوی فرماتے ہیں ؎ ہیبت این مرد صاحب دلق نیست
ہیبت حق است این از خلق نیست ٭ ہرکہ ترسید از حق و تقوی گزید ٭ ترسد ازوی جن و انس و ہر کہ دید ۱۲ ف۲ بلاشک خالص نیت
کے کام میں بالکل سلامتی ہو اور جو کام خالصاً مخلصاً اللہ ہی کیواسطے ہو اسمیں کیونکہ ہو کا چنانچہ مولانا فرماتے ہیں ؎ ہرچہ ادر کار تو
برنیت ست ٭ چونکہ نیت صاف شد اثبت ست ۱۲ اور حدیث شریف میں آیا ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ یعنے بھلائی
کاموں کی نیت کی بھلائی سے ہے ۱۲ ف۳ حقیقت میں جو کوئی خدا پر بھروسا کرے اللہ ہی اُسکو بس ہو جیساکہ مرا پارہ
سورہ طلاق میں ارشاد ہے وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ یعنی جسنے اللہ پر بھروسا کیا بس اللہ ہی اسکو کافی ہے ۱۱

آخر کو وہ ملعون لاچار ہو کر چلا جاتا کسی نے کہا یا حضرت آپ اس کالے سانپ سے نہیں ڈرتے فرمایا ہم سوائے خدا کے کسی سے نہیں ڈرتے **حکایت** نقل ہے کہ جب امیر معاویہ رحمۃ اللہ علیہ سردار ہوئے تو عامر بن قیس رحمۃ اللہ علیہ پہاڑوں پر چلے گئے اور وہاں بیٹھکر کلام اللہ پڑھنے لگے ناگاہ شام ہو گئی نصرانی عابد آیا اور کہا تو کون ہے کہا مسافر ہوں بولا رات کو میری پاس رہ ورنہ تم جیتے نہ بچو گے کہ یہ جنگل سانپوں کا ہے تمکو پھاڑ کھاوینگے کہا خلاف مذہب کی پاس میری گذر نہو گی وہ مجبور ہو کر چلا گیا آدھی رات ڈھلے چھت پر سے عابد نے دیکھا تو حضرت عامر عبادت الٰہی میں مصروف ہیں اور ایک شیر انکے گرد پہرے والے کی طرح ٹہلتا ہے جب نماز سے فارغ ہوئے شیر سے کہا تجھکو کچھ کہنا ہو تو کہہ ورنہ رخصت ہو ناحق خلل انداز نہو پھر وہ عاجزی کرتا دم ہلاتا چلا گیا نصرانی عابد یہ حال دیکھکر حیران ہو گیا اور جلد آکر عامر کے قدم چومنے لگا اور کمال ادب سے عرض کیا کہ آپ کون ہیں اور کیا مذہب رکھتے ہیں کہا میں ایک غریب گنہگار مسلمان ہوں کہ قابل رہنے شہر کے نتھا اسواسطے نکل آیا اسنے کہا اللہ اکبر جب غریب گنہگار اس مذہب کے ایسے صاحب کرامت ہیں تو واللہ اعلم نیک کیسے ہونگے پس اسیوقت مسلمان ہو گیا ف **حکایت** نقل ہے کہ ایکمرتبہ حجاج بن یوسف نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے شہید کرنیکا قصد کیا آپ یہ خبر سنکر حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چلے گئے اور قصہ بیان کیا انہوں نے کہا آپ اس عبادتخانہ میں جائیے خدا کے حکم سے محفوظ رہوگے آپ وہاں جاکر عبادت الٰہی میں مصروف ہوئے کسی مخبر بد اطوار نے مخبری کی کہ حسن بصری فلانی جگہ ہیں اس خونخوار دل آزار نے بیس سپاہی بھیجے کہ جاکر جلد پکڑ لاؤ سپاہیوں نے آکر حبیب عجمی رہ سے پوچھا کہ حسن بصری کہاں ہیں کہا عبادتخانہ میں ہیں سپاہی گئے حسن بصری نظر نہ آئے پھر نکل آئے اور کہا اے عابد تو عابد و زاہد ہو کے جھوٹ بولتا ہے کہا میں تو جھوٹا نہیں ہوں مگر اللہ تعالیٰ نے تمکو اندھا کر دیا ہی پھر گئے نظر نہ آئے سب جھک مار کر چلے گئے تب حسن بصری رہ نے باہر آکر کہا تمنے کیوں میرے قاتلوں کو بتا دیا کہا سچ نے بچا دیا ورنہ دونوں مارے جاتے ف۲

ف۱ سبحان اللہ اللہ والونکے ایمان کی آب و تاب بلاشک غیر مذہب کو بیتاب کر دیتی ہے اور اور پتھر کے جگر کو پانی کر دیتی ہے یہی سبب تھا کہ قرب زمانہ آفتاب عالمتاب جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہر ذرہ آفتاب چمکتا تھا جو دیکھتا تھا بیتاب ہو جاتا تھا اسوقت کا سا حال کہ صرف نام کے مسلمان ہیں اور اسلام کا نام نہیں جانتے یہی باعث ہے کہ بعض عوام لوگ نام کے مسلمانوں کا طریقہ چلن دیکھکر اسلام چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کرتے ہیں اور وہ نادان یہ نہیں جانتے کہ ان کی نقصان اسلام سے اصل دین اسلام میں کیا نقصان ہو گیا جو ہم اسلام سے پھر گئے پس ایسا شخص نافہم کہ دین چھوڑ لینے کچھ نقصان دین نہوا بلکہ یہ بیدین ناحق راہ ہو گیا پس جیسے جینے کسی کو قتل کیا اپنی گلا کاٹی آپ عمر بھر گنہگار رہا کسی کا کیا گیا ایسے ہی یہ ہمیشہ خوار و زار رہا ہا ف۲ سچ ہو کہ سچ بچاتا ہے اور جھوٹ مارتا ہے جیسے کہ سچے نبی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا الصِّدْقُ یُنْجِیْ وَالْکِذْبُ یُهْلِكُ یعنے سچ بچاتا ہے اور جھوٹ مارتا ہے ۱۲

حکایت نقل ہی طاؤس یمانی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ایک مرتبہ میں حرم محترم میں حاضر تھا ناگاہ ایک اعرابی اونٹ پر سوار آیا پھر اونٹ بٹھا کر ہاتھ پیر باندھکر کہا اے خدا یہ اونٹ مع سامان تیرے سپردہی میں تیری حضوری میں جی جان سے تیرے گھر حاضر ہوتا ہوں جب حرم محترم میں نماز ادا کرکے باہر آیا اونٹ نپایا معلوم ہوا کہ چور چرا لے گیا تب جناب باری میں عرض کیا کہ خداوندا تیرا اونٹ چوری ہوگیا ہی میرا نہیں گیا کہ میں تیرے سپرد کر گیا تھا پس جسکی نگہبانی میں سے گیا ہو وہ ڈھونڈھے ناگاہ کیا دیکھتا ہی کہ ایک آدمی پہاڑ ابی قبیس سے اترتا ہی بائیں ہاتھ میں اونٹ کی نکیل ہے اور سیدھا ہاتھ کٹا ہوا گلے میں پڑا ہے اعرابی سے آکر کہا اپنا اونٹ مع اسباب لے اعرابی نے متحیر ہوکر اُسکا یہ حال دیکھکر کہا یہ کیا واردات ہے کہا جسوقت میں اُونٹ چرا کے اس پہاڑ پر چڑھا ایک سوار ہوا سا گھوڑا اڑاتا ہوا میں آیا میرا ہاتھ کاٹکے گلے میں ڈال کے کہا جلد اونٹ مع سامان اسکے مالک صاحب ایمان کو پہنچا پھر ہوا ہوگیا فا **حکایت** نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ بقصد لڑائی لشکر آراستہ فرماتے تھے ناگاہ دو آدمی ایک شکل کے نظر آئے کہ سر مو انکی کسی بات میں فرق نتھا آپ دیکھکر بہت متعجب ہوئے اور فرمایا کیا تم دونوں توامان ہو یعنے ایک ساتھ پیدا ہوئے ہو ایک نے عرض کیا یا امیر المومنین میں باپ ہوں اور یہ بیٹا ہے اور اسکا قصہ عجیب ہے کہ ایک مرتبہ میں ہمراہ رکاب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جہاد کو گیا اور اسکو پیٹ میں چھوڑ گیا بفضل الٰہی سے تھوڑے عرصہ کے بعد فتحیاب ہوکر گھر آیا معلوم ہوا کہ اسکی ماں نے انتقال کیا رات کو کیا دیکھتا ہوں کہ ناگاہ ایک نور اُسکی قبر سے نکلا اور آسمان کو چلا گیا مجکو کمال تعجب ہوا مجاوروں اور پاس والوں سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے اُنہوں نے کہا جس روز سے اُسنے انتقال کیا ہی ہر شب یہی معاملہ دیکھتے ہیں پھر میں نے جاکر وہ قبر کھولی دیکھوں تو ایک لڑکا دودھ پیتا رو تا چلا آتا ہے اور وہ عورت مردہ ہے میں نے لڑکیکو اٹھا لیا ناگاہ غیب سے آواز آئی کہ تو نے اپنی امانت پائی اگر اسکی ماں کو بھی امانت چھوڑ تا اور ہماری سپرد کرتا تو اُسکو بھی زندہ پاتا چنانچہ یہ وہی بندہ زادہ ہی جو خدمت والا میں حاضر ہے فٰ

فا حقیقت میں توکل کے معنے یہی ہیں کہ بظاہر کام کو درست کرنا در پھر خدا کی بہروسے پر چھوڑ دینا چنانچہ مولوی معنوی فرماتے ہیں گر توکل می کنی در کار کن ٭ کار کن پس تکیہ بر جبار کن ٭ گفت پیغمبر باواز بلند ٭ بر توکل زانوے اشتر ببند ٭ رمز الکاسب حبیب اللہ شنو ٭ در توکل از سبب کاہل مشو ٭ در تصریح تمام اس مقام کی فقیر نے باب توکل لب لباب شریف میں لکھی ہی جس صاحب کا جی چاہے ملاحظہ کرلیں اس مختصر میں تفصیل کی گنجائش نتھی ۱۲ فٹ سبحان اللہ جسنے اللہ سے امین کو امانت سونپی سو بانی بیٹے جانیکے وقت کہا کہ الٰہی یہ حمل تیرے سپرد ہے میں تیرے حبیب کے ساتھ جاتا ہوں اللہ تعالیٰ اسکی امانت اسکے حوالہ کی اور یہ کہتا کہ اے خدا یہ حمل اور حاملہ دونوں تیرے سپرد ہیں تو دونوں کو پاتا ۱۲

حکایت نقل ہے ابو مطیع رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ایک مرتبہ حاتم اصم سے میں نے کہا مشہور ہے کہ آپ بدون زاد راہ اور راحلہ کے ہمیشہ سفر کرتے ہیں اور کچھ تکلیف نہیں پاتے مجکو بھی وہ بات بتائیے کہ میں بھی اُسپر عمل کروں اور اس فکر سے بیفکر ہو جاؤں کہا حقیقت میں فضل الٰہی سے میرا یہی حال ہے چار باتوں پر میرا عمل ہے اول یہ کہ خوب جانتا ہوں کہ مالک سارے جہان کا اللہ ہی ہے دوسرے یہ کہ سارا جہان خدا ہی کے حکم میں ہے تیسری یہ کہ سب کا رازق وہی ہے اور ہر جگہ رزق پہنچاتا ہے چوتھے یہ کہ جہان ہونگا خدا کے حکم سے باہر نہونگا پس اس سبب سے بے پروا جہان جی چاہتا ہے وہاں پھرتا ہوں اور کسی قسم کا دکھ اور مصیبت نہیں پاتا ہوں پھر ابو مطیع نے کہا یہ وہ زاد و راحلہ ہے کہ جس سے دونوں جہان کا سفر کمال آسانی اور راحت جانی سے طے ہوتا ہے

باب گیارھواں سخاوت اور خیرات اہل اللہ میں

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عیسی علیہ السلام نے ابلیس سے پوچھا کہ تو کس قسم کے آدمی سے بہت محبت رکھتا ہے کہا اُنسے جو صرف نام کے مسلمان ہیں اور اللہ کے نام کی کوڑی خرچ نہیں کرتے ہیں اسواسطے کہ بخیل کی بندگی قبول نہیں اگرچہ کیسی ہی بندگی کرے فرمایا عداوت کس قسم کے لوگوں سے رکھتا ہے کہا جو جان و مال سے اللہ پر نثار ہیں اور نام و نشان ظاہری سے بیزار اسواسطے کہ سخی کی عبادت قبول ہے اگرچہ تھوڑی اور ناقص ہو حکایت نقل ہے کہ اتفاقاً ایک شخص پر بہت قرضداری ہوگئی ہرچند ادا کرنیکی فکر کی منصور نہوئی قرض خواہ اُسکی آبرو خواہ ہوئے جب جان سے عاجز آیا تو لاچار ہوکر ایک دوست جانی کے پاس گیا وہ بہت محبت اور خاطر تواضع سے پیش آیا اور حال پوچھنے لگا کہ ان دنوں کیسی گذرتی ہے کہا کیا کہوں بہرحال شکر ہے مگر ان دنوں چار سو درہم قرضہ کی بہت فکر ہے کہ قرض خواہ رات دن چین نہیں دیتے جان سے عاجز ہوکے تمہیں دوست جانی جانکے آیا ہوں کہ خانہ دوستان بروب و در دشمنان مکوب مثل مشہور ہے وہ سنتے ہی عرق ندامت میں غرق ہو گیا جی جان سے کھو گیا غیرت کھاکے اندر اُٹھ گیا جلدی سے چار سو درہم لے آیا کہا جلد جائے اور قرض خواہوں سے پیچھا چھوڑائے پھر گھر میں جاکر زار زار رونے لگا اُسکی عورت نے کہا خیر ہے کیوں

ف حدیث شریف میں آیا ہے السَّخِیُّ حَبِیْبُ اللّٰہِ وَلَوْ کَانَ فَاسِقًا یعنے اللہ کی راہ میں دینے والا اللہ کا پیارا ہے اگرچہ بظاہر اُس سے کوئی گناہ بھی صادر ہو جائے جیساکہ شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎ بخیل ار بود زاہد بحر و بر ✲ بہشتی نباشد بحکم خبر ✲ ۱۲

روتے ہوجاتے شکرگذاری جناب باری سے نہ مقام گریہ وزاری کہ دوستی کی حاجت روا کی پس غم درہم ہو یا غم ہدم ہو برائے خدا ہیچ فرمائے اور اس غم دیدہ کو اس غم سے چھوڑا اے کہا اے عورت نادان غم درہم بندہ درہم کو رولاتا ہے اور طالب دنیا کو بیقرار کرتا ہے بلکہ اسواسطے روتا ہوں کہ میں اسکے حال سے کیوں ایسا غافل رہا جو وہ اس بلا میں مبتلا ہوکر حاجتمندوں اور فقیروں کی طرح میرے پاس آیا تب میں نے اسکو اس بلا سے چھوڑا یا پس کچھ حق دوستی ادا نہوا بلکہ محتاجوں کا سا دینا ہوا حقیقت میں ذلت اسکی نتھی بلکہ میری تھی پس ایسی غفلت کی زندگی پر تف ہے جو آپ چین اڑادیں اور دوست بیچین رہیں ف[۱] حکایت نقل ہے کہ دو سچے دوست باہم دوستی دلی رکھتے تھے اتفاقاً دونوں قرضدار ہوگئے مگر مدت تک ایک کو دوسری کی قرضداری سے آگاہی نتھی جب خبر ہوئی تو ایک دوسرے کے قرض ادا کرنیکی فکر میں سرگرم ہوا اور اپنے قرضہ کا کچھ خیال نکیا گو ہروقت قرض خواہونکا تقاضا رہتا آخرکار ایک نے دوسرے کا قرضہ ادا کردیا اور آپس میں کبھی ذکر نہ آیا بعد مدت دراز کے کسی طور سے اطلاع ہوئی فقط حکایت نقل ہے کہ وقت خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بصرے کے حاکم ہوئے ایک مرتبہ کچھ لوگ جمع ہوکر آپ کی خدمت میں آئے عرض کیا کہ یا حضرت ہماری پڑوس میں ایک بزرگ کی لڑکی کا نکاح ہے اور انکے پاس ایک کوڑی خرچ کو نہیں آپ کچھ اعانت اور عنایت کریں تو بہت بڑی غنا ہے سنتے ہی آپ اندر جاکر چھ توڑے درہم کے لائے ایک آپ لیا اور باقی اور ونکے حوالہ کئے اور ان بزرگ کے پاس جاکر رکھدو کہ یہ شادی میں صرف کیجئے اور کچھ غم نفرمائیے پھر پلٹ آئے اسی وقت راہ میں یہ خیال آیا ہمراہیوں سے کہا کہ ہمنے برا کیا جو اہل اللہ کو ناحق یہ زر واسطے اہتمام لوازم عقد کے حوالہ کیا اور یاد الہی سے باز رکھا پھر پلٹ گئے اور سب سامان شادی درست کرکے بکمال اعزاز و اکرام بخوبی جہیز دیکر رخصت کرکے چلے آئے ف[۲] حکایت نقل ہے کہ عبداللہ بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے کہ ایک مرتبہ بازار جاکر ایک

ف[۱] حق ہے کہ حق دوستی یہی ہے ورنہ مانگے سے دینا تو دوست کو محتاج سمجھنا ہے دوستی اسکا نام نہیں بلکہ ایسی دوستی پر نام رکھنا ہے حقیقت میں سچے دوست وہ ہیں کہ بہرحال خیال دوستی کا رکھتے ہیں اور حتی المقدور دوست کو دکھ دینے کی ہوا نہیں لگنے دیتے اور بدلے کی امید نہیں رکھتے کہ سوداگری ہے نہ دوستی چنانچہ اس مقام کے مناسب حکایت عجیب یاد آئی اور وہ آگے مرقوم ہے ۱۲
ف[۲] سبحان اللہ کیا عالی ہمتی اور فروتنی اور حق شناسی کو عمل میں لائے جو چند طرح سے انعام و اکرام الہی کے مستحق ہوئے اول جلد عقد ہوا کہ احادیث صحیحہ میں کس قدر اس مقدمہ کی حضرت نے تاکید فرمائی ہے دوسرے یہ کہ اللہ تعالے والے کو اللہ کی یاد سے باز نرکھا اور بخوبی سب سامان کردیا تیسرے یہ کہ باعزاز و اکرام اپنے اہتمام سے رخصت فرمایا ۱۲

لونڈی ہزار درہم کو مول لی سواری کی تلاش تھی تاکہ اُسکو سوار کر کے گھر بھجوا دیں ناگاہ ایک شخص آیا عرض کیا یا حضرت سواری میرے پاس حاضر ہی حکم ہووے تو حاضر کر دوں حضرت نے اسکی حسن طلب دریافت فرما کے خادم سے ارشاد کیا کہ لونڈی کو سوار کر کے اس شخص کے گھر پہنچا دے ف۱ حکایت نقل ہی کہ ایک مرتبہ کوئی سائل ابی سعید بن العاص رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا آپنے خزانچی کو رقعہ لکھدیا کہ پانسو اسکو دینا مگر کچھ تفصیل نہ کی کہ درہم یا دینار سرخ پھر وہ ملازم رقعہ لیکر پوچھنے آیا کہ پانسو کیا دوں درہم یا دینار فرمایا وقت لکھنے کے خیال درہم کا تھا مگر اب پانسو دینار سرخ دیدو پس یکایک سائل زار زار رونے لگا کہا یہ مقام خوش ہونیکا ہی یا رونے کا بولا آپ سچ ہی مگر مجھکو اس خیال نے رولایا کہ جب تم سے سخی دنیا سے اُٹھ جائینگے تو نام سخاوت کا مٹ جائیگا اور کوئی غریبوں کا پرساں حال نہوگا تمہاری صورت سے اہل حاجت کی حاجت روا ہے تمہاری ذات سے فقیر اور گدا کا بھلا ہے تمہاری طفیل سے محتاج چین کرتے ہیں اور عیش اُڑاتے ہیں فقط حکایت روایت ہی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں قحط پڑا سب لوگ آپکی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کچھ فکر فرمائیے کہ تمام مخلوق بھوک سے ہلاک ہوئی جاتی ہو فرمایا آج انشاء اللہ تعالیٰ کچھ تدبیر ہوگی جاؤ خاطر جمع رکھو پھر وقت شام کے ملک شام سے دو سو اونٹ غلہ کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آئے سب آدمی خوش ہو گئے دلال حضرت کی خدمت میں گئے اور نرخ غلہ کا دس گیارہ سیر کرنے لگے تب حضرت نے فرمایا سوائے تمہارے اور بھکو زیادہ نفع دیتے ہیں بولے اس شہر کا تو کوئی اس نرخ سے کم نہ لیگا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ف۲ اللہ تعالیٰ ایک کے بدلے سات بلکہ ہشتاد دیتا ہی ہم ایسی منفعت کثیر چھوڑ کر کیوں کسی اور کے ہاتھ بیچیں اور خسارہ کھاویں بخدا میں خدا ہی کے ہاتھ بیچونگا اور کسی کو ایک دانہ نہ دونگا پھر سب غربا اور فقرا کو جمع کر کے کھڑے بانٹتے اور لٹاتے تھے اور خوش ہوتے تھے غرض کہ قبل نماز مغرب کے فارغ ہو گئے اُسی رات کو حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما

ف۱ سبحان اللہ کیا سخاوت تھی کہ کچھ اسکی طلب نہتی صرف در پردہ شاید اسکی حسن طلب تھی ایسی خریدی ہوئی اسقدر قیمتی لونڈی عطا کردی ۱۲ ف۲ جیسا کہ تیسرے پارہ سورہ بقر میں ارشاد ہے مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۗ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ مثال انکی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں جیسے ایک دانہ اُس نے اگیں سات بالیں ہر بال میں سو سو دانے اور اللہ بڑھاتا ہے جسکے واسطے چاہے اور اللہ کشائش والا ہے سب جانتا ۱۲

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے کہ جناب رسالتمآب بکمال آب و تاب براق پر سوار بہت مشاش بشاش ہیں میں نے عرض کیا یا حضرت کہاں تشریف فرما ہوئے عبداللہ تو مدت سے مشتاق دولت دیدار تھا آج اللہ تعالیٰ نے اسکی آرزو پوری کی ارشاد کیا آج عثمانؓ کا لِلّٰہ غلہ غربا کو دینا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آیا اور مقبول فرمایا اسکے بدلے میں عثمانؓ کو بہت سی حوریں نہایت جمیلہ و رشکیلہ حلۂ بہشتی سے بخوبی آراستہ کمال اعزاز و احترام سے عطا فرمائیں مجھکو بھی ارشاد ہوا کہ اے محمدؐ تم بھی تزک شان اپنے عثمانؓ کی دیکھو جو اسکے مالک نے اسکو عنایت کی سو اس رحمت اور دولت خداداد کی رونق دیکھنے جاتا ہوں فـ **حکایت** نقل ہے کہ ایک مرتبہ امیر معاویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ہزار درہم نذر بھیجے آپنے اُسیوقت لِلّٰہ بانٹ دیے کسی خادمہ نے عرض کیا یا ام المؤمنین کچھ روزے کے افطار کو بھی رکھا ہے فرمایا اب تو کچھ نہ رہا آگے سے کہتی تو شاید کچھ رکھ لیا جاتا فـ **حکایت** نقل ہے عکرمہ سے کہ کسی وقت میں کسی شہر کا حاکم بڑا ظالم خونخوار مردم آزار تھا یہاں تک کہ تمام شہر میں منادی کرادی کہ جو کوئی کسی فقیر کو کچھ دیگا اسکا ہاتھ کاٹ کے شہر بدر کردیا جائیگا اتفاقاً ایک دن ایک فقیر بھوک کے ہاتھ سے بہت تنگ آیا اور زندگی سے مایوس ہوکر ایک عورت سے نہایت الحاح وزاری کرنے لگا اسنے کہا کیا تو نے حکم حاکم نہیں سنا جو مجھسے مانگتا ہے اور میری موت اور خواری کے سامان کرتا ہے پھر قدرت خدا سے عورت کو اسکے پریشان حال پر رحم آیا دو روٹی دیں اور کہا امیر کا جو جی چاہے سو کرے مجھ سے بھوکھا خدا کی راہ پر مانگنا رد نا چاہا نہیں دیکھا جاتا ناگاہ امیر کو خبر ہوگئی اس عورت کا ہاتھ کاٹکر شہر بدر کردیا اسکے ساتھ ایک دودھ پیتا بچہ تھا عورت نیک سیرت جنگل میں شدت گرمی سے مارے پیاس کے بیتاب ہوئی ہرچند پانی تلاش کیا نزدیک کہیں نہ پایا لاچار ہوکر نہر کے کنارے گئی جب ہی پانی پینے کو جھکی لڑکا گود سے نہر میں جا پڑا اسوقت بیقرار زار زار روتی چلاتی تھی کہ یکایک دو جوان خوشرو خوشخو اچھی پوشاک پہنے ہوئے آئے اس عورت سے پوچھنے لگے کیوں اسقدر تجھکو پریشانی ہے کیا آفت ناگہانی ہے اُسنے سب قصہ بیان کیا اُسی وقت ایک اسمیں سے نہر میں گھسکر اسکے لڑکے کو بخوبی صحیح و سالم نکال لایا دوسرے نے اُسکے ہاتھ کو خدا کی

فـ اللہ اللہ خلوص نیت اور للہیت کو بلاشک خلعت مقبولیت عطا ہوتا ہے جسکا جی چاہے کرے اور دیکھے اسیواسطے حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر اور لوگ بقدر پہاڑ احد کے راہ خدا میں دینگے جسقدر میرے صحابی تھوڑا راہ خدا میں دینگے اور بہت ثواب پاوینگے اسواسطے کہ اور لوگ خلوص خالص میرے اصحاب جیسا کہاں سے لاوینگے پس مقبولیت بقدر خلوص نیت ہے فـ سبحان اللہ اللہ واہ کیا بات ہے اسقدر اللہ کی محبت چھاگئی کہ بالکل اپنی خودی سے گذر کر خدائی کی نری کھری بندی رہ گئی ۱۲

قدرت سے بخوبی درست کر دیا پھر اُس عورت سے کہا تو نے ہمیں پہچانا اُسنے کہا کہ نہیں کہا ہم وہی دو روٹیاں ہیں جو تو نے لِلّٰہ دی تھیں اور اسکے سبب سے تو اس بلا میں مبتلا ہوئی تھی الحمد للّٰہ کہ ہمارے ہی سبب سے خراب ہوئی اور ہمارے ہی سبب سے نجات پائی ف **حکایت** نقل ہے کہ ایک مرتبہ عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما اپنے کھیت پر تشریف لے گئے اسی کھیت کے پاس اور ایک کسی کا کھیت تھا اسکو ایک حبشی غلام جوتتا تھا قریب دو پہر کو ایک لڑکا تین روٹیاں لایا حبشی نے فارغ ہو کر چاہا کہ کھاوے اتنے میں ایک کتا بھوکھا آیا اُسنے ایک روٹی اسکو ڈال دی وہ جلدی سے کھا کر پھر دم ہلا کے عاجزی کرنے لگا دوسری بھی ڈالدی غرض تیسری بھی ڈالدی آپ ویسا ہی بھوکھا رہ گیا عبد اللہ بن جعفر نے اس حبشی کو بلا کر کہا کہ تیری خوراک اسی قدر مقرر تھی جو کتے کو کھلادی اب تو کیا کھائیگا کہا یا حضرت صبر کرنا اور روزہ رکھنا بھوکھے کے مایوس پھر جانے سے بہتر ہے آپ یہ حال اسکا دیکھکر بہت متعجب ہوئے اور اُس حبشی اور کھیت کو خرید لیا ایک لونڈی قیمتی پانسو دینار کی انکے پاس تھی پھر دونوں کو آزاد کر کے نکاح کر دیا اور دو سو دینار سرخ اور وہ کھیت جہیز میں دیا **حکایت** نقل ہے کہ احمد بن اسکاف دمشقی بہت بڑے متقی پرہیزگار تھے اور بہ نیت حج کے کمال جانفشانی اور جیرانی سے بہت مال جمع کیا تھا ایک مرتبہ ہمسایہ کے گھر لڑکا کسی کام کو بھیجا تا گاہ روتا آیا کہا خیر ہے کیوں روتا ہے بولا گھر والے گوشت روٹی کھاتے رہے میں منہ دیکھتا رہا مجھکو ایک ٹکڑا نہ دیا اسکاف ناخوش ہو کر ہمسائے کے گھر گئے کہا سبحان اللہ ہمسائے یہی تھا جو تم نے ادا کیا کہ لڑکا منہ تکتا روتا رہا اور آپ گوشت روٹی کھاتے رہے اور اسکو ایک نوالا نہ دیا یہ سنتے ہی وہ پڑوسی زار زار رونے لگے کہ ہائے افسوس اب پردہ ہمارا فاش ہوا گو کم مشکل وگرنہ گویم مشکل کہا واللہ پانچ دن سے کسی گھر والے کے منہ میں ایک دانہ نہیں گیا جب نوبت ہلاکت کی پہنچی لاچار ہو کر جنگل میں گیا دیکھا تو ایک بکری مری پڑی ہے اُسکا گوشت لبقدر ضرورت اور سدرمق لا کر ذرا کچا پکا کر کے ذرا ذرا سب نے کھایا اس لڑکے کو نہ دیا کہ بفضلہ تعالیٰ اسکو درست نہ تھا ورنہ یہ ہو سکتا تھا کہ سب کھاتے رہتے اور وہ منہ تکتا رہتا پس اسکاف یہ دریافت اس حال کے متحیر ہو گئے اور اپنے جی میں کہا!

ف اسبحان اللہ کیا سچا قول ہے کہ صدقہ دینار دبلا یعنے صدقہ دنیا بلا کو رد کرتا ہے ۱۵ حدیث شریف میں اس قسم کے بہت مضمون آئے ہیں یہ کہاوت بھی بعینہٖ ترجمہ حدیث شریف ہے ۱۲

Marfat.com

حقیقت میں عبداللہ ایسے شخص کا دنیا حج کے جانے سے بہتر ہو پھر گذر جا گر سب وہ ہم درد ینار جو مدت سے بہ نیت حج جمع کئے تھے چپکے سے لا کر اسکو دیدئے پھر گھر بیٹھکر یاد الٰہی میں مصروف رہے جب سب حاجی حج کر کے لوٹے حضرت ذوالنون مصری نے مقام مزدلفہ پر خواب دیکھا کہ کوئی بزرگ کہتے ہیں اے ذوالنون اس مرتبہ کسی کا حج قبول نہوا سوائے احمد بن اسکاف دمشقی کے کہ اُسنے آنے کی نیت کی تھی اور نہ آیا واللہ اعلم کیا بعید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو اور اُسکے حج کو قبول فرمایا ف۱ حکایت نقل ہے عوف بن عبداللہ سے کہ ایک مرتبہ بنی اسرائیل میں قحط پڑا اکثر آدمی بھوکھ سے مرنے لگے ایک مزدور کا یہ دستور تھا کہ دن بھر مزدوری کرتا شام کو جو مزدوری ملتی اسکی دو چپاتی جو کی مول لے آتا اتفاقاً ایک دن ایک بھوکھے نے سوال کیا کہ لِلّٰہ کچھ دو کہ شدت بھوکھ سے جان بلب ہوں مزدور نے سوچا کہ کل دو چپاتی ہیں اگر ایک اسکو دوں اور ایک میں کھاؤں تو نہ اسکا بھلا ہوگا نہ میرا پیٹ بھریگا اور جو نہ دوں مبادا مر جاوے اور یہ وبال میرے نامۂ اعمال میں لکھا جائے پھر دونوں اسکو دے آیا اور آپ آکر بھوکھا سو رہا رات کو خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ ایک فرشتہ آسمان سے اُترا کہا کچھ تجکو حاجت ہو تو بیان کر کہ رحمت الٰہی منتظر ہے اہل حاجت کی حاجت روا کرنیکی کہا کہ ہاں مغفرت درکار ہے بولا مغفرت تیری ہو چکی اور کچھ مانگ کہا قحط دور ہو کہ سارا جہان جان سے جاتا ہے پھر صبح کیوقت غیب سے آواز آئی کہ گرانی غلہ کی گئی اور ارزانی آئی ف۲

باب بارھواں امرا کی حق پرستی اور نفس کشی میں

حکایت نقل ہے کہ خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں ایک صحابی ملک شام کے حاکم ہو کر گئے صرف ایک اونٹ سواری اور ایک حبشی خدمتگاری میں تھا جب قریب دارالحکومت کے پہنچے تو سردار وہانکے سنکر پیشوائی کو آئے راہ میں اس حاکم کو مسافر جانکر پوچھا کہ تمکو یہانکے امیر کا کچھ حال معلوم ہے کہ یہاں تک آئے ہیں غلام نے کہا کہ امیر یہی ہیں - پھر سب

ف۱ حقیقت میں مغفرت امت محمدیہ کیواسطے اللہ تعالیٰ ایک حیلہ اور بہانہ چاہتا ہے سچ کہا ہے کسی نے ؎ رحمت حق بہانہ می طلبد ؛ رحمت حق بہانہ می طلبد ؛؛ چنانچہ مولوی معنوی فرماتے ہیں ؎ حج زیارت کردن خانہ بود ؛ حج رب البیت مردانہ بود ؛؛ کعبہ گر ان نہ آب و گل ست ؛ طالب دل شو کہ بیت اللہ دل ست ؛؛ اور بزرگ بھی فرماتے ہیں ؎ دل بدست آور کہ حج اکبر ست ؛ از ہزاران کعبہ یکدل بہتر ست ؛ کعبہ بنگاہ خلیل آزر ست ؛ دل گذرگاہ جلیل اکبر ست ؛؛ ۱۲ ف۲ فی الحقیقت یہ مضمون موافق احادیث صحیحہ مرویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے کہ جو کوئی کسیکی حاجت ضروری شرعی روا کریگا خدا تعالیٰ اسکی حاجت غیب سے رفع فرمائیگا جس صاحب کا جی چاہے کرے اور دیکھے چنانچہ حقیر نے بہت بار کیا اور دیکھا کہ ارشادات خدا و رسول ۲ قسم مشاہدات سے ہیں قسم حکایات سے جو تجربہ کی محتاج ہوں ۔

Marfat.com

سرداروں نے حسب عادت جہالت قدیمی کے بطور سجدہ انکی تعظیم کی امیر نے متحیر ہو کے کہا یہ کیا سجدہ سا کرتے ہو بولے ہماری ملک کا ایسا ہی دستور ہے کہ حاکم وقت کی ایسی ہی تعظیم کرتے ہیں پھر تو امیر نے غضبناک ہو کر کہا اللہ اکبر سوائے خدائے عزوجل کے اور کسیکو بھی سجدہ ہونا ہی پھر چیخ مار کے چلے آئے اور سند آگے امیر المومنین کے ڈالدی اور وہ سب قصہ بیان کیا ف۱ آپنے اُسیوقت حکم نامہ وہانکے سردارونکو لکھا کہ سجدہ سوائے خدا تعالیٰ کے کسیکو درست نہیں خبردار آگے کو ایسی حرکت نکرو اور رسم جہالت چھوڑدو پھر اور حاکم مقرر کرکے بھیجا جب وہ قریب شہر کے پہنچے ایک آدمی اس شہر کے سردارونکے پاس بھیجا کہ خبردار ہماری پیشوائی کو کوئی نہ آوے جب دار الحکومت میں داخل ہوئے تو سب سردار آئے اور طرح طرح کے عمدہ کھانے ہمراہ لائے اور انکے آگے رکھے وہ یہ تکلفات دیکھکر یکایک اُٹھکے چلے اور کہنے لگے کہا امیر المومنین نے مجھے اسواسطے بھیجا ہے کہ لذات دنیا میں گرفتار ہو کے جنت کی نعمتوں سے محروم رہوں سبحان اللہ لذت دنیا اس قابل ہی کہ اسکی بدلے لذاب عقبیٰ سے ہاتھ اُٹھادیں پھر امیر المومنین کی خدمت میں آکر یہ سب واردات عرض کی اور سند ڈالدی حضرت نے ارشاد کیا تم سب گوشہ نشیں ہوتے ہیں اکیلا کیونکر سب لوازم خلافت کو انجام دوں پھر ایک تیسرے شخص کو مقرر کرکے روانہ کیا وہ پاس شہر کے کسی گاؤں میں جا ٹھہرے سب سردار شہر کے آئے دیکھا تو صرف آپ ہیں اور ایک اونٹ سواری میں ہر چند چاہا کہ کسی قسم کی انکی خدمت کریں قبول نکی کہا اللہ کے فضل سے مجھے کسی چیز کی حاجت نہیں صرف زر سرکار درکار ہے جسقدر جمع ہے حاضر کرو پھر چند روز مقیم ہو کر زر سرکار لیکے چلے آئے ف۲ حکایت نقل ہی کہ سلمان فارسی کسی شہر شام کے حاکم تھے اور پانچ ہزار درہم بیت المال سے پاتے تھے سب لِلّٰہ لٹاتے اور خرمے کی پتونکی زنبیل بناتے اور اونٹ کے بالونکا لباس پہنتے اور تمام دن اسمیں بسر کرتے جو بکریاں بیت المال سے حصہ میں آتیں فی سبیل اللہ ذبح کرکے لِلّٰہ غربا کو تقسیم کرتے اور اُنکے چمڑونکا مشکیزہ اور زنبیل بناکر مجاہدین کے صرف میں لاتے

ف۱ گویا مصداق اس مضمون سراپا موزون کا ظہور میں آیا جیسا کہ سعدی علیہ الرحمہ حاکم اور محکوم کے حق میں فرماتے ہیں
س؎ جز بخرد مند مفرما عمل ۔ گرچہ عمل کار خردمند نیست ۔ یعنے حاکم کو چاہئے کہ خدا ترس کو نوکر رکھے اور خدا ترس عاقل کو چاہئے کہ کسیکی تابعداری اختیار نہ کرے ۱۲ ف۲ حقیقت میں سردار ملک سب کا خادم اور حافظ ہوتا ہی اسکو لالچ دنیا پر ریجھنا اور لذات کھانے پینے میں گرفتار ہونا ملک اور مملکت کو برباد کرتا ہے اور دنیا اور آخرت کی دولت سے بے دولت ہوتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ سردار قوم کا خادم اس قوم کا ہوتا ہے فی الواقع منصب سرداری منصب خدمتگذاری مخلوق جناب باری ہے ۱۲

Marfat.com

ایک مرتبہ کوئی شخص میلے کچیلے کپڑے دیکھکر مزدور سمجھکر کچھ بوجھ انکے سر پر رکھوا لیگیا راہ میں
کسی نے امیر کو پہچانکر سلام علیک کی اور نہایت متحیر ہوکر کہا کہ امیر خیر ہے مالک اسباب سمجھا کہ
یہ سردار ہے پیروں پر گر پڑا اور عاجزی کرنے لگا کہ مجھ سے خطا ہوئی للہ معاف کیجئے فرمایا
تیرے گھر تک حسب وعدہ پہنچانا ضرور ہے ہر چند اسنے معذرت اور خوشامد کی نہ مانا
جب اسکے گھر پہنچے تب اس سے قسم لی کہ خبردار آئندہ کو ہر قسم کے آدمی سے اس
قسم کی مزدوری نکرانا پھر جب وقت مرگ انکا قریب ہوا زار زار روتے تھے اور لوگوں
سے کہتے تھے کہ میں موت کے ڈر سے نہیں روتا بلکہ اسواسطے روتا ہوں کہ کہیں لذات دنیا
میں گرفتار ہوکر دولت دیدار رسول مختار صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے محروم
نہ ہوجاؤں چنانچہ آنحضرت نے ارشاد کیا تھا کہ اے سلمان اگر قیامت کے دن ہمارے
پاس آنا منظور ہو تو دنیا اور اسباب دنیا سے دور رہو اور وقت مرنے کے پاک صاف ہونا
چاہیے کہ ہم پاک صاف تھے پس ڈرتا ہوں کہ میرے پاس تھوڑا سامان دنیا ہے ایسا ہو جو
دولت دیدار جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مجکو محروم رکھے لوگوں نے
دیکھا قسم اسباب سے تو کچھ پیکان و تیر اور پوستین اور دسترخوان وغیرہ ہے اور کوئی چیز
قیمتی نہیں ہے فا حکایت نقل ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حذیفہ یمانی کو کسی شہر
کا حاکم کرکے بھیجا اور اہل شہر کو حکمنامہ اور فرمان لکھدیا کہ یہ عدل بدل کرینگے تم سب
ان کی تابعداری بدل و جان بجالانا جب قریب دارالحکومت کے پہنچے سب سردار
پیشوائی کو آئے دیکھا تو خچر پر سوار اونٹ کے بالونکا لباس پہنے ہیں پھر شہر میں لاکر بہت
تکلف کے مکان دکھائے اور ہر قسم کے تحفے پیشکش کئے اور زر و جواہر نذر گذرانے
انہوں نے ہرگز قبول نہ کئے فرمایا خچر کے دانے چارے کی اکل حلال سے خبر رکھنا
کہ بے زبان ہے اور مجھے کسی چیز کی حاجت نہیں تھوڑی مدت کے بعد لوٹے حضرت عمر
رضی اللہ عنہ یہ خبر پاکر چپکے سے راہ میں آبیٹھے کہ دیکھیں حذیفہ دارالحکومت سے کس
ترک و شان سے آتے ہیں دیکھا تو جس انداز سے گئے تھے اسی انداز سے آتے ہیں کچھ
امیرالمؤمنین بہت خوش ہوکر انسے لپٹ گئے اور کہا کہ ہم تمہارے بھائی ہیں۔ اور

ف ا سبحان اللہ اللہ والے کیسے دنیا اور اسباب دنیا سے بھاگ کر خدا اور رسول خدا کی طرف بھاگتے ہیں پس جب
وقت مرگ بے سارانی دنیا میں برگ و سامان ایمان اور عقبیٰ سے ہے تو دائے او پہ حال ہم دنیا طلبوں کے کہ تا مرگ اسکی خواہش میں
ستے اور مرتے ہیں بلکہ اسی حال میں مرتے ہیں اور رخواری دادین کی سر پہ لیتے ہیں ۱۲

Marfat.com

تمہارے فی الحقیقت اسلام اسی کا نام ہی کہ دنیا کی حکومت اور حشمت دور ہونیوالی پر رکھنا
اور اترانا نہ چاہئے کہا امیر المؤمنین جسدن کوئی چیز میری پاس نہیں ملتی تو میں بہت خوش
ہوتا ہوں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ بمقتضائے شفقت و عنایت
کے اپنے خاص بندونکو آرائش اور آسائش مغرور کرنیوالی اور خدا بھلانے والی سے ایسے
بچاتا ہے جیسے کہ طبیب بیمار کو مضر چیزوں اور کھانے سے پرہیز کراتا ہے بلکہ اسکے پاس بھی
آنے نہیں دیتا کھانے کا تو کیا ذکر ہے ف حکایت نقل ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تمام
دن داد دہی فریاد رسی مظلوموں کی کرتے اور سب کام ملکی و مالی کو بخوبی انجام پہنچاتے چنانچہ
رات کو تمام شہر کی گلی کوچوں میں پھرتے کہ کسی کا دروازہ غفلت سے کھلا نہ رہجائے کسی کا
جانور کھل کر گم نہو جائے کوئی چوکیدار غافل نہو جائے اور ہزاروں حکمت اور حفاظت مخلوق
الٰہی کی اسمیں منصور ہیں کہ اہل دانش پہ بخوبی روشن ہے ایک مرتبہ اہل مدینہ نے یہ حال
دیکھکر عرض کیا یا امیر المؤمنین تمہارے بعد بڑی خرابی واقع ہوگی کہ اس طرح کون جانکاہی
حفاظت مخلوق الٰہی میں کریگا اور سرداروں اور تابعداروں سے یہ کام کیوں نہیں لیتے کہ آپکو
آرام اور انکو ہدایت اور مخلوق کو راحت ہو فرمایا حساب کے دن باز پرس مجھسے ہوگی یا اور کسی
سے چنانچہ منقول ہے کہ بعد وفات آپکے صاحبزادہ نے خواب میں دیکھا کہ کمر باندھے
مستعد اور متوحش ہیں میں عرض کیا یا حضرت خیر ہے کیوں اسقدر منتشر ہو فرمایا اسوقت
کا حال کچھ نہ پوچھو کہ حساب کتاب روز حساب سے بہت ڈرتا ہوں کہ احکم الحاکمین کے
آگے دودھ پانی سے دودھ سے جدا ہوگا میرے مقابلہ میں ایام خلافت کا سب معاملہ

ف ۱ حقیقت میں اگر اس نکتہ کو دل سمجھیں اور بگوش جان سنیں تو ساری جھگڑوں سے پاک اور خدائے پاک کی کمال شفقت
پر جی جان سے قربان ہو جاویں اسواسطے کہ اگرچہ بیمار کا جی کھٹائی مٹھائی کو مگر طبیب مہربان مضر جان کر اسکو نہیں دیتا اسی طرح آدمی
کا جی دنیا کے مزے کو چاہتا ہی مگر جسپر عنایت الٰہی زیادہ ہی اسکو ہر طرح سے بچاتا ہی اگرچہ وہ شخص اپنی نادانی سے نہ سمجھے اور جی میں رنج مانے جیسے لڑکا
بیمار لیموں نارنگی دیکھکر مچل جاتا ہی اور روتا چلاتا ہی مگر ماں باپ اسکو ہرگز نہیں دیتے اگر اس جگر پارہ کو رونے سے انکا جگر پارہ پارہ ہوتا
ہے اسواسطے کہ بیماری بڑھ جائیگی تو ہلاک ہو جائیگا اسیطرح ایمان والا بھی اگر دنیا کے مزے کی اسکو چاٹ لگ جائیگی تو دولت
ایمان سے دور ہو جائیگا حقیقت میں ایسا جینا مرنے سے بدتر ہی جیسا کہ شفقت جناب باری میں جناب مولانا ارشاد فرماتے
ہیں سو سرنوشت ما بدست خود نوشت ✤ خوش نویس از تو نخواہد بد نوشت ✤ اور سعدی علیہ الرحمہ بھی ارشاد کرتے ہیں مصرعہ
آنکس کہ توانگرت نمی گرداند ✤ او مصلحت تو از تو بہتر داند ✤ اور بزرگ کہتے ہیں سے درویش اگر مصلحت خویش بدانی ✤ خوش باش کرت
نیست کہ بی مصلحت نیست ✤ چنانچہ آیہ کریمہ ۲۵ پارہ سورہ شوریٰ میں ارشاد ہی وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِی
الْاَرْضِ وَلٰكِنْ یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرٌۢ بَصِیْرٌ یعنے اگر بندوں کو روزی ادنکے طلب کے موافق دی
تو دھوم اٹھاویں اور زمین و آسمان سر پر رکھ لیں اسواسطے ہر ایک کو اندازہ کے موافق دیتا ہے تحقیق وہ بندوں
کے حال سے خوب آگاہ ہے ۱۲

پیش ہوگا یہانتک کہ ایک گاے کسی بڑھیا کی فریادی ہوگی کہ یہ بوڑھیا دو سے دودھ دہتی تھی اور مجکو ایذا دیتی تھی کیا دودھ آسانی سے نہیں نکل سکتا تھا پھر مجھسے باز پرس ہوگی کہ تو اسقدر غافل تھا کہ بوڑھیا بیزبان پر ظلم کرتی تھی اور تو نے خبر نہ لی فا حکایت نقل ہر کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمر بن سعید حمص کے رہنے والے کو کسی شہر کا حاکم کر دیا تھا سال تمام پہ حکم بھیجا کہ مع بیت المال کے چلے آؤ وہ حسب الحکم حاضر ہوئے انکے پاس صرف ایک لاٹھی اور لوٹا اور پیالہ تھا امیر المؤمنین نے ایسے ٹوٹے حال سے دیکھکر فرمایا کیا کچھ بیمار ہو شاید آب ہوا وہانکی تمکو موافق نہ آئی عرض کیا میں تو بفضلہ تعالیٰ بھلا چنگا ہوں اور اسباب ضروری بھی رکھتا ہوں فرمایا کیا سامان ہے دہی تینوں چیزیں لاٹھی لوٹا پیالہ دکھادیا حضرت بہت متعجب ہوئے فرمایا وہانکی رعایا نے سرکشی کی اور تمہاری تابعداری نہ کی پھر اور حاکم مقرر کرکے بھیجا اور حکم دیا کہ جلد زر سرکار وصول کرکے بھیجو اور ایک بھی عذر انکا نہ سنو پھر عمر سعید سے فرمایا تمہاری سند از سر نو لکھا دیں عرض کیا یا امیر المؤمنین مجکو اس خدمت سے بیٹھ معاف کیجئے کہ حکومت میں بہت آفات ہیں ڈرتا ہوں کہ کسی مواخذۂ الٰہی میں گرفتار ہو جاؤں کہ جناب رسالتمآب میں شرمندہ ہوں امیر المؤمنین یہ سنکر بہت روئے پھر عمر سعید اُٹھکر چلے گئے امیر المؤمنین نے ایک خادم کو سو دینار سرخ دیکر کہا عمر سعید کو تلاش کرکے چپکے سے دے آ خادم گیا برابر تین رات دن پھرا کہیں اُنکا پتہ نپایا ناگاہ مل گئے معلوم ہوا کہ دن کو روزہ رکھتے ہیں اور رات بھر عبادت الٰہی میں مشغول رہتے ہیں خادم نے بعد سلام و پیغام کے وہ سو دینار سرخ اُنکے روبرو رکھدئے کہ خلیفۂ وقت نے عنایت فرمائے ہیں دیکھتے ہی زار زار رونے لگے خادم نے متحیر ہوکر کہا خیر ہے اسقدر کیوں روتے ہو کہا میں نے دولت دائمی صحبت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مزا چکھا ہے ڈرتا ہوں کہیں اس دولت ناپائیدار کے مزے کی بدولت اُس دولت مزیدار پائدار سے محروم رہجاؤں پھر پانچ چھ دینار لیکر باقی اُسی وقت راہ خدا میں غربا کو بانٹ دئے اتفاقاً بعد مدت کے امیر المؤمنین سے ملاقات

فا سچ ہے سہ نزدیکان را بیش بود حیرانی : باوجود ایسے عالی منصب جامع جامع قرآن مجید بسبب منصب خلافت کہ نیابت نبوت ہے ایسے امر خفیف کی باز پرس اور چشم نمائی جناب الٰہی سے اسقدر روتے اور ڈرتے ہیں حالانکہ حفاظت ایسے امر کی بظاہر کسی طرح سے متصور نہیں تو اور ونکا کیا ذکر ہے پس وائے برحال طالبان منصب دنیا کہ واسطے آرائش دنیا کے تمام عمر عزیز اسکی طلب میں کھوتے ہیں اور جو اتفاقاً کبھی بیکار ہو جاتے ہیں تو زار زار رات دن روتے ہیں سبحان اللہ بہ گردہ والا شکوہ قابل تحسین و آفرین ہے کہ گرفتاری کو آزادی سے افضل جانتے ہیں اور شکر گذاری بیکاری کی نہیں کرتے جیسا کہ شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں سہ من آں مورم کہ در پایم بمالند : نہ زنبورم کہ از نیشم بنالند : کجا خود شکر این نعمت گذارم : کہ زور مردم آزاری ندارم اور بزرگ بھی فرماتے ہیں سہ ہیچ دانستی کہ بیکاری : چہ قدر بکار می آید

ہوئی فرمایا وہ سو دینار کیا کئے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ کر دئے قیامت کے دن لینگے فا[۱] **حکایت** نقل ہے ابو عبد اللہ معتق شداد سے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ لباس مکلف نہ پہنتے تھے مگر جب خطبہ پڑھنے کو منبر پر چڑھتے تو البتہ لقیمت چار پانچ درہم کی لباس پہنتے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھا کارخانہ رکھتے اور صدہا لونڈی غلام تھے چنانچہ بباعث کمال غنا کے بلقب عثمان غنی کے ملقب ہوئے اور ہمیشہ نماز تہجد کو اٹھتے اور کسی لونڈی غلام کو نہ اٹھاتے اپنے ہی ہاتھ سے سب کام کر لیتے اور تمام رات عبادت خدا اور تلاوت کلام اللہ میں مشغول رہتے اور جمعہ کے دن روزہ رکھتے کسی نے عرض کیا کہ یا حضرت آپ تو حافظ ہیں قرآن مجید دیکھکر کیوں پڑھتے ہیں فرمایا یہ فرمان شہنشاہی ہے دیکھتا جاتا ہوں کہ کس چیز کے کرنیکا حکم ہے اور کس چیز کے نہ کرنیکا اور جان اور زبان اور آنکھیں سب اسکی لذت سے مزا اور لذت اٹھاویں کہ تلاوت بے دیکھے ناحق آنکھیں دولت حق سے محروم رہی جاتی ہیں چنانچہ منقول ہے کہ بعد شہادت آپکے زمین و آسمان روتے تھے فقط[۲] **حکایت** نقل ہے عبد اللہ بن عروہ سے جب تک عمر بن عبد العزیز حاکم ہوئے تھے بہت خوش خوراک اور خوش پوشاک تھے اور بہت قیمتی گھوڑوں پر سوار ہوتے تھے اور بڑے زرق برق سے رہتے تھے مگر دل کے ہمیشہ غنی اور بادشاہ تھے چنانچہ ایک مرتبہ سب سامان بیس ہزار درہم کو بیچکر راہ خدا میں کھڑے کھڑے لٹا دیا جب امیر ہوئے تو صرف خطبہ کے وقت تین چار درہم کا لباس پہنتے تھے اور سب وقت روئی پشمینہ میں گذران کرتے علی ہذالقیاس مکان کا بھی ایسا ہی حال تھا کہ تین لکڑی باندھکر اسپر چراغ روشن کرتے تھے اور جھاڑ فانوس کا کچھ جھگڑا اور جھاڑ نہ رکھتے تھے کسی نے یہ حال دیکھکر عرض کیا یا امیر المومنین پہلے عمارت میں تو تم خوب عیش کرتے تھے اور بہت ترک و شان سے رہتے تھے اب جو بفضلہ تعالیٰ آپ امیر ہوئے جو شان و شوکت بڑھاؤ تھوڑی ہے سو طرفہ یہ ہے کہ اگلا سا بھی معاملہ نہیں ہے اسمیں کیا حکمت ہے فرمایا حقیقت یوں ہے کہ جب آدمی کی کوئی آرزو دلی پوری ہو جاتی ہے تو اس سے بھی زیادہ چاہتا ہے علی ہذالقیاس اسی طرح سلسلہ چلا جاتا ہے چنانچہ جب میں امیر تھا تو آرزو عمارت کی تھی جب اللہ تعالیٰ کے فضل سے امارت ہوئی

ف[۱] سبحان اللہ ایمان والیقان اسکا نام ہے کہ یقہ دنیا خدا کے پاس امانت رکھتا ہے پس جو شخص خدا سے امین اور نگہبان کی پاس امانت رکھیگا وہ بلاشک چوروں نفس و شیطان سے محفوظ رہیگا اور قیامت کے دن اس دولت خداداد کی بدولت بخوبی راحت اور عزت پاویگا ۱۲ ف[۲] فی الواقع صرف کلام اللہ کا دیکھنا کہ حکم شاہنشاہی ہے ایک ثواب ہے اور دیکھکے پڑھنا دوسرا ثواب ہے اور معنی سمجھنا جانا تیسرا ثواب ہے ۱۲

تو آرزو خلافت کی ہوئی جب خلافت ملی تو تمنا بادشاہت آخرت کی ہوئی اب آگے اس سے کوئی مرتبہ باقی نہ رہا جو اسکی آرزو ہوتی اور وہ اکثر خوش خوراکی اور خوش پوشاکی سے حاصل نہیں ہوتی اس سبب سے آرائش جسمانی چھوڑ دی اور زیبائش روحانی اختیار کی فا

باب تیرھواں عورتوں کے زہد و تقوے میں

حکایت نقل ہے کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد کیا کہ معراج میں ایک بہت بڑا احاطہ یاقوت سرخ کا دیکھا کہ اُسمیں تین مکان عظیم الشان بہت مکلف سفید موتی کے تھے میں نے پوچھا یہ کسکے مکان ہیں کہا ایک مریم کا اور ایک آسیہ فرعون کی بی بی کا اور ایک خدیجۃ الکبریٰ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے حکایت نقل ہو کہ ایک بی بی آمنہ نامی بڑی سیر کرنے والی تھیں بارہا مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ آتی جاتی تھیں اور کسی نے کبھی کھاتے پیتے نہ دیکھا ایک مرتبہ کسی نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہو کہ ہمیشہ تم سفر میں رہتی ہو اور کبھی بھوک پیاس کی حاجت نہیں ہوتی کہا کہ حقیقت یہ ہو کہ ایک مرتبہ زیارت حرمین شریفین کو جاتی تھی شدت پیاس سے بیتاب ہوگئی ہر چند پانی ڈھونڈھا نہ پایا مایوس ہوکر زندگی سے ہاتھ دھوئے کہ یکایک ناگاہ ایک صراحی یاقوت سرخ کی ہوا میں معلق میرے پاس آئی میں نے اسمیں سے پانی پیا ایسا شیرین اور سرد تھا کہ نہ سنا نہ دیکھا اور وہ مزا میری جان اور زبان کو ایسا مزیدار کر گیا کہ ابھی تک جان و دل سیر و سیراب ہے اسواسطے فضل الٰہی سے تردد کھانے پینے سے بخوبی نجات ہے ف حکایت نقل ہو کہ ایک یہودی کی عورت بڑی حق پرست تھی رات دن چراغ محبت الٰہی سے خانہ جان و زبان کو روشن رکھتی تھی اور خاوند تاریک دل ایسا ہمقدم اور ہمدم سیات احکام حق کے اسکو دیکھکر ہر دم جلتا تھا ایک مرتبہ بہت تنگ آکر اپنے یاروں سے یہ قصہ کہا سب کے مشورہ سے ایک بڑا گڑھا کھودا اسمیں تین دن آگ روشن کی بعد اسکے سب یاروں کو

ف سبحان اللہ یہ نکتہ بھی قابل غور کے ہے گویا دستور العمل اہل عمل ہے یاد تر بند سود مند اولیائے مکمل کہ مرغ دل و جان کو دام گرفتاری مزیداری لذات دنیا سے کہ محض خواری ہے چھڑا کے اصل آشیانہ آستانہ جناب باری پر پہنچایا ہو اور منصب ندائے غیبی اور الہام لاریبی کا ادراک تا ہے جیسا کہ مولانا ارشاد فرماتے ہیں ؎ ہر ندا یکہ تراپا لا کشید ۔ آن ندا میدان کہ از بالا رسید ۱۲ ف سچ ہے جو اہل عرفان مذاق جانی سے لذت اٹھاتے ہیں وہ دنیا فانی کی لذت سے بیزار ہو جاتے ہیں جیسا کہ ارشاد فرماتے ہیں ؎ کار آن باشد کہ حق را شد خرید ۔ بہر کاری او ز ہر کار سے برید ۱۲

Marfat.com

جمع کرکے اُس عورت نیک سیرت کو بلا کر کہا تو ہر دم خدا خدا کہتی ہو اس گڑھے میں گھس جا
اگر سچی ہوگی بچ جائیگی اور جھوٹی ہوگی جل جائیگی وہ سچی جو سچے خدا پر بھروسا رکھتی تھی بسم اللہ
الرحمن الرحیم کہکے اسمیں کود پڑی اسی وقت جلتی آگ اسکی آب وتاب ایمانی سے بجھ گئی
یہودیوں نے آتش حسد اور عداوت سے جلکر پھر اُسکے اوپر تین دن آگ جلائی اور منھ اُس
گڑھے کا بند کر دیا تین دن کی بعد کھولا دیکھیں تو وہ عورت بخوبی نماز پڑھتی ہے پھر سب
حیران ہو گئے اور توبہ کرکے ایمان لائے کہ بیشک اس سچی عورت کا دین سچا ہے ف ۱
حکایت نقل ہے کہ جب رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کا وقت قریب ہوا تو مالک بن دینار
پوچھنے کو آئے کہا کہ تمکو کسنے تکلیف دی بولیں معصیت نے کہا کسی چیز کو بھی جی چاہتا ہے
بولیں کہ مغفرت کو کہا دنیا کی بھی کسی چیز کی خواہش ہو کہا کہ ہاں تیس برس سے تازے چھوہارے
کو جی چاہتا ہو اور اب تک نہیں کھایا مالک بن دینار اپنے جی میں سوچے کہ یہ تو گھڑی ساعت
کی مہمان ہیں اسوقت چھوہارہ تازہ کہاں سے آوے کہ ناگاہ ایک جانور پرند عمدہ چھوہارا کہ نہ
دیکھا نہ سُنا میرے پاس ڈال گیا میں جلد رابعہ کے پاس لے گیا کہا کہاں سے آیا میں
نے ماجرا بیان کیا بولیں کہ واللہ اعلم جانور کس کے باغ سے لے آیا میں نہیں کھاؤنگی
اب اپنے پیارے خدا ہی کے پاس جاکر کھاؤنگی پھر کہا مجھکو اکیلے مکان میں اکیلا کرو دمبھر
اکیلے خدا کے ساتھ پھر سب مغموم ہو کے رخصت ہوئے تب دروازہ مکان بند ہو گیا اور
دروازہ رحمت الٰہی کا کُھل گیا پھر اس مکان کی طرف سے آواز غیب آئی اور یہ آیت
کریمہ ۳۰ پارہ سورۂ والفجر کی پڑھی یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً
مَّرْضِيَّةً پھر دروازہ کھولکر دیکھا تو رابعہ زندہ دل کو مردہ پایا ف ۲ حکایت نقل ہو کہ
ایک دن زبیدہ خاتون زوجہ امیر المومنین خلیفہ ہارون رشید کے مکان میں بیٹھی ہوئی
سنگھار کرتی تھیں ناگاہ غلطی سے ایک غلام چلا آیا اسی وقت پردہ میں ہو گئیں مگر احتیاطاً
اُس سے دریافت کرایا کہ کوئی بال میرے سر کا تو نہیں دیکھا بولا شاید جلدی
میں نظر پڑ گئی ہو پھر شبہ کی طرف سے چند بال تراش ڈالے کہ جس بال پر اجنبی
کی نظر پڑی اسکا رکھنا وبال ہے ف ۳ حکایت نقل ہو کہ ایک مرتبہ حضرت علیؑ نے

ف ۱ فی الحقیقت آبادتاب آفتاب عالمتاب دین جناب رسالتمآب کی ایسی ہو کہ شبنم کو اول بیتاب کرکے پھر بازار ... کہ مولانا ارشاد فرماتے ہیں سے مومن آن باشد کہ اندر لیک ودبد کافراد ایمان او حسرت بود فی الواقع مصداق ... جناب مولانا ... عورت نیک سیرت تھی ۱۲ ف ۲ ترجمہ او جی چین پکڑ پھر چل اپنے رب کیطرف تو اس سے راضی وہ تجھسے راضی ۱۲ ف ۳ سبحان اللہ جان ...

... تسلیم کی اور تیس برس کی آرزو دلی بسبب شبہ کہ تسلیم نہ کی ۱۲ ف ۳ سبحان اللہ فی الحقیقت ایمان داری ... اول ...

Marfat.com

علیہ السّلام نے جناب باری میں عرض کیا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ تیرے کسی خالص صادق بندوں کو دیکھوں اور اونکی ملاقات سے دل خوش کروں حکم ہوا کہ فلانے جنگل میں جاؤ وہاں ملاقات ہو جائیگی چنانچہ آپ حسب الارشاد کے وہاں گئے دیکھا کہ ایک بوڑھیا ہاتھ پیر سے معذور اندھی دھندھی سارا بدن بگڑا ہوا کیڑے پڑے مکھی چیونٹی لپٹی مٹی میں پڑی یاد الہی میں بیٹھی شکر الہی کر رہی ہے حضرت عیسی علیہ السّلام نے متحیر ہو کر فرمایا کہ اے بوڑھیا اس حالت ہزاروں مصیبت میں کونسی نعمت کا شکر کرتی ہے بولی اے روح اللہ اللہ تعالی نے مجکو وہ جی جان عطا فرمایا کہ ہر ذرہ اسکا آفتاب سا چمکتا ہے اور وہ زبان عنایت کی کہ ہر زبان شکر خالق انس وجان میں شکر ستاں ہے جیسا جناب مولانا اہل حال کے حال وقال میں فرماتے ہیں ؎ عشق زندہ در روان و در بصر ؛ ہست ہر لحظہ ز غنچہ تازہ تر ؛ عمر و مرگ این ہر دو با حق خوش بود ؛ بی خدا آب حیات آتش بود ؛ ہر کجا دلبر بود خود ہمنشین ؛ فوق گردوں ست نی زیر زمین ؛ پھر فرمایا کہ تیرا کوئی خبر گیراں بھی ہے بولی کہ ہاں جو مالک سارے جہان کا ہے وہی بڑا خبر گیراں ہے کہا کچھ حاجت ہے بولی یہ حاجت ہے کہ ایک میری بیٹی میری خدمت کو کبھی کبھی آتی ہے اس کا خیال کبھی جی میں آجاتا ہے چاہتی ہوں کہ وہ بھی اس جہان سے مٹ جائے تاکہ خالص مخلص نرا کھرا میرا پیارا صرف اللہ ہی رہ جائے ؎ وہ جی میں آنکر ایسا سمایا ؛ کہ اس کے غیر کو جگہ نہیں ہے ؛ جب حضرت عیسی علیہ السلام لوٹے راہ میں دیکھا کہ اس کی لڑکی کو شیر کھا رہا ہے فرمایا کہ بوڑھیا کی امید پوری اور دعا قبول ہوئی **حکایت** نقل ہے کہ ایک مرتبہ ذوالنون مصری اور حسن بصری رحمتہ اللہ علیہما رابعہ کے ملنے کو گئے دیکھا تو دریا کے کنارے پر ایک جھونپڑی میں عبادت الہی میں مشغول ہیں انکو دکھ میں دیکھکر انکے خادم نہایت ناخوش ہوئے کہ تم تو چین اڑاتے ہو اور رابعہ کو دکھ دیتے ہو پھر سب خادموں نے مل کر جلد ایک مکان مختصر درست کر کے بخوشامد تمام وہاں رابعہ کو رکھا دو تین دن دکھ سکھ سے کاٹے کہ رات کو کواڑ دینا اور دن کو کھولنا یہ جنجال کون بھگتے آخر اسی جھونپڑی میں جا پڑیں اور چالیس برس اسی طور سے گذارے پھر ذوق شوق محبت الہی میں مانند

گذار ے

دریا کے اُبلتین اور اس مضمون کے اشعار پڑھتین کہ جسکے جی جان میں محبت الہٰی چھپا گئی وہ ہر دم ہمدم اور ہمقدم اپنے ہمدم کے ہے دم بدم دم را غنیمت دان دہمدم شو بدم واقف دم باش و دم را مبدم بیجا دم حکایت نقل ہے کہ جب نمرود مردود نے آتش خود آرائی جی جان میں بھڑکائی تو آب و تاب مقربان جناب کبریائی سے جلتا اور سلگتا اس واسطے کہ ناری تھا اور حضرت ابراہیم نوری اور ناری آگے نوری کے ناری ہوتا ہے جیسے مولانا ارشاد فرماتے ہیں بیت آن بود نوری واین ناری بود نار پیش نور بس ناری بود ۞ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کا سامان کیا سارے شہر میں شہرہ ہوا ہزاروں تماشائی تماشائی ہوئے رحیمہ نامی لڑکی نہایت شکیلہ اس کافر نامی کی بھی ایک بلند مکان پر تماشا دیکھنے کو چڑھ گئی قدرت خدا نے اسکو عجیب تماشا دکھایا کہ جلتی آگ کو پانی کر دیا اور دوزخ کو جنت بنادیا لیجئے یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا عَلٰی اِبْرَاهِیْم کا مژدہ سنایا اور راحت جانی اور عافیت جسمانی کا خلعت پہنایا جیسا جناب مولانا فرماتے ہیں بیت آتش ابراہیم را دندان نزد ۞ چون گزیدہ حق بود چونش گزد ۞ پرورد در آتش ابراہیم را ایمنی روح سازد بیم را ۞ وہ انبار آگ رشک گلزار ارم تھا یا حرم محترم ہیں مقام ابراہیم اس کعبۂ جان وایمان پر وہ جلوہ نور تھا کہ تجلی طور کو در د چشم بددور تھا سبحان اللہ کہیں کلمہ سبحان اللہ تھا کہیں صلی علی ہر روشن ہر درخت کے درخت سیراب سے شاداب کہیں گل یاسمن اور کہیں گل گلاب کہیں گل عباسی گل محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیضیاب کہیں گل داؤدی بکمال آب و تاب بیتاب کہیں دوری حضوری سے سنبل کو پیچتاب کہیں بنفشہ زار انوار دیدار سے میناب کہیں چشم نرگس باز کہیں سوسن زبان دراز ہر غنچہ گل ہر شاخ سنبل ہر درخت پر طرح طرح کی آواز دلنواز کہیں نہر جاری کہیں باد بہاری جب اُس لڑکی اور خود گزشتہ بخدا پیوستہ کو یہ جلوۂ حق نظر آیا کہ نظر ساآنکھوں میں حق سے حق سمایا حیرت میں آگئی جوشش محبت خدا میں بھر گئی دریا سے ابل گئی جی جان سے ایمان لائی زبان سے تصدیق کرائی زار زار روتی اور کہتی تھی الحق خداے برحق سچا ہے اور نمرود نابود سراپا جھوٹا ہے کفر سے دور ہوگئی نزدیک انبار آگ کے گئی اور حضرت ابراہیمؑ

کی خدمت میں بآواز بلند عرض کرنے لگی کہ یا حضرت اگر لونڈی کو بھی اجازت حاضری ہو تو جی
جان سے حاضر حضور سراپا نور ہو خلیل اللہ نے فرمایا جسکا جی محبت حق میں چور ہو اُسکو حق
میں نار سراپا نور ہی جیسا مولانا فرماتے ہیں بیت گر تو نمرودیست در آتش مرو ؛ رفت خواہی اول
ابراہیمؑ شو ؛ بولی یا حضرت لونڈی نے آپکی بدولت دولت ایمان پائی ظلمت کفر سے نکل آئی
اور حقیقت حق دل و جان میں چھاگئی جلوۂ حق دکھاگئی فرمایا تجکو یہاں بخوبی امن و امان اور
ہر طرح سے چین جان ہے یہ سنتے ہی جلدی شوق سے جلتی آگ میں چلی یکایک ندائے غیبی
آئی کہ اے آگ خبردار ہماری لونڈی کو دُکھ نہ دینا بخوبی سُکھ سے رکھنا اور پھر ہر طرف سے
یہی آواز آتی تھی جیسا کہ مولانا ارشاد فرماتے ہیں بیت چون تو موصوفی باوصاف جلیل ؛ ای آتش
امر او ش بگذر چون خلیل ؛ گرد د آتش بر تو ہم برد و سلام ؛ ای عناصر مر مراجت را غلام ؛ پھر
جہاں وہ قدم رکھتی تھی وہاں اسکی آب و تاب ایمانی سے جلتی آگ پانی ہوتی تھی الغرض
خدمت حضرت خلیل اللہ میں حاضر ہوئی انوار پروردگار کی ناظر ہوئی کلمۂ لا الٰہ الا
اللہ ابراہیمؑ خلیل اللہ پڑھا خانۂ جان کو چراغ ایمان سے روشن کیا بولی یا حضرت
تا دم مرگ آپ قدم نہ چھوڑوں گی خدائے برحق سے منہ نہ موڑوں گی ہاں !
اس نمرود جلنے بھنتے آتش نخوت سے جی جلتا ہے ۔ دل چاہتا
ہے کہ اگر اجازت جناب پاؤں تو اس بے سوجھ کو کچھ سمجھاؤں بجھاؤں
اور آب فہمائش سے اسکی آگ بجھاؤں شاید راہ پر آوے اور بے راہی کو
چھوڑے پھر حسب ارشاد جناب کے گئی اور اس ناسمجھ کو سمجھانے لگی کہ اے
پدر بیقدر بہوش بگڑ مستی نخوت سے اسقدر نہ اکڑ خدا خدا کر کہیں خود آرائی اور دعوائے
خدائی خدا کو کھو سکتی ہے بھلا کہیں رات دن اور دن رات ہو سکتی ہے القصہ تو
نے بخیال کمال ایذا دہی اور ہلاکت باصد مصیبت و خواری حضرت خلیل اللہ کو
جلتی آگ میں ڈالا پس اپنے کئے کا مزا پایا اور قدرت خدا کا تماشا دیکھا کہ
کہ خدائے برحق نے اسپر کیسا گل لالہ کھلایا کہ کہیں چنبیلی کھل رہی ہے کہیں کیلے
کی پھلی پھل رہی ہے کہیں پیلا پھار دکھا رہا ہے کہیں گلنار ڈنڈ ھار ہا ہے کہیں بلبل کو
سرخروئی گل ہے کہیں گل کو رشک بلبل کہیں نارنگی رنگ دکھا رہی ہے کہیں لیموں کی
ترشی مزا چکھا رہی ہے کہیں سنبل مشکبیا ہے کہیں داؤدی کی بہار کہیں گل ناز بو ہے کہیں

گل نیاز میں ناز بوہی ہر طرف نہر جاری ہر جانب باغ وبہاری درختان دلکش وہ ہم آواز دلنواز مرغان بہم خوشی وخورمی ہر قدم مبنائے غم وغصہ یکسر بہم پس ٹک آنکھ غفلت کھول حق کو ظلمت باطل میں ٹٹول کسی کا کچھ نجائیگا تو حق سے پھر کے ناحق جان وایمان سے جائیگا اور مفت ذلت وخواری اُٹھائیگا جی چاہتا ہے کہ میں نے جو دیکھا تجھے بھی دکھاؤں مگر ہائے افسوس وہ آنکھ کہانسے لاؤں موافق ارشاد مولانا بیت دیدۂ بینا از لقائے حق شود ۞ حق کجا ہمراز ہر احمق بود ۞ دیدۂ مجنون اگر بودی ترا ۞ ہر دو عالم بیخبر بودی ترا ۞ باخودی تو لیک مجنوں بیخود ست در طریق عشق بیداری بد ست ۞ یہ سنکر آتش غضب سے بھڑک گیا چلکر کہنے لگا شاید محبت ابراہیم نے تجھکو فریفتہ کیا اسنے چلکر کلمہ لا الہ الا اللہ ابراہیم خلیل اللہ پڑھا تب تو جلکر خاک ہوگیا جی جان سے کھو گیا شعلہ سا بھڑک کر کہنے لگا چل چل اسقدر نہ مچل اپنی قدیمی راہ پر چل بہت جھگڑا نہ پھیلا پس اس بات کو زیادہ نہ بڑھا ورنہ جان سے جائیگی جہاں سے پناہ نپائیگی بولی تیری بلا سے جان جائے تو بلا سے مگر تو ور گند نہ کر جو جی چاہے سو کر میں حق نہ چھوڑونگی خدا سے پر حق سے منھ نہ موڑونگی پھر اس ظالم نے کپڑے اوتروا کر بہت مار پیٹ کی اللہ رے ایمان اُسنے اُف نکی اِدھر دکھ کی مار حد سے گذری اُدھر رحمت حق حد سے گذری ناگاہ فرشتے آئے اُسکو حلّۂ بہشتی پہنائے پھر ایک جنتی قبہ آراستہ کیا اسکو جلوہ آرا کیا جنت کا مزا چکھایا دنیا کے دکھ درد سے چھڑایا پھر یکایک ایک ہوا کا جھوکا آیا اسکو ہوا میں اڑایا پھر کسی نے اُس کا پتا نپایا سبحان اللہ جہان سے گئی دولت ایمان لیگئی ف ا حکایت نقل ہے کہ ایک عورت نہایت شکیلہ او جمیلہ بلباس شرم وحیا آراستہ وبزیور نیچی نگاہ پیراستہ تھی اتفاقاً واللہ اعلم کس انداز سے اس حسن انداز کی نگاہ پر کسی بدنگاہ کی نگاہ پڑگئی اُدھر وہ بیسرو پا گرد ہو کے اُسکے آستانہ کے گرد ہوگیا اِدھر یہ سراپا حیا کمال غیرت سے گرد ہوگئی آتش

ف ا یعنے جب نمرود نے خوب جان لیا کہ اب یہ ہمارے دین سے گئی اور دین ابراہیمی کی ہوگئی تب جلکے مارے آگ بگولہ غیرت کی کہ اسکے کپڑے اوتار کے خوب ماری مگر اُسنے اُف نہ کی پھر بوا دید اس حال کے غیرت ذوالجلال کو جوش آگیا اس بدبخت کو اوندھا ماردیا کہ ایسے آگے کا شیوہ نفس نیکبخت کو تخت عزت پر جلوہ آرا کیا یعنے فرشتے حلہ بہشتی اور قبہ جنتی لائے اور اس بہشتی کو پہنائے اور کمال زیب وزینت سے جنت کو لے گئے اور اس ناکس کو آتش نخوت وحسرت میں جلتا سسکتا چھوڑ گئے اور آیہ کریمہ تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ کا سبق پڑھا گئے جیسے مولانا فرماتے ہیں ؎ دردی مومن کند زندیق را ۞ دردی کافر کند صدیق را ۞ اسی طور سے بہت سے سرکشوں کا سر توڑا اور غارت کیا چنانچہ فرعون نے حضرت موسیٰ کے قتل کو بہت جان ماری اور ہزاروں عورتوں حاملہ اور بچوں کو قتل کردیا جب قدرت الہی نے چاہا تو اُسکے ہاتھ سے اس موذی کو دیا پس سبحان اللہ اس مصیبت اور ذلت پر چہ عالی رحمت امید بباعث غیرت دارین ہو ہزاروں راحت اور مسرت قربان ہیں حسب ارشاد مولانا کے رنج گنج آمد چوں رحمتہا دروست ۞ مغز تازہ شد چو بخراشید پوست ۞ ہیچ غم با حق بے آں آفرید ۞ تا بداں صد خوشدلی آید پدید ۞ گرم و سرد نو بہار زندگی ست ۞ مایہ صدق ویقین وبندگی ست ۞ ۲

Marfat.com

غضب سے جلکر خاکستر ہو گئی جی جان سے کھو گئی جب اس عورت نیک سیرت نے دیکھا کہ وہ نزار و نزار غبار سا در وازے پر آپڑا اب بہر انچوں طشت از بام افتادہ آشکارا ہوگا تب خادمہ کو اس دلدادہ کے پاس بھیجا کہ کیا چیز اس کی پسند آئی خادمہ گئی اور پیغام لائی کہ تیری چشم مردم آزار جادو نگاہ نے اس دلفگار پر جادو کیا یہ سنتے ہی سن ہو گئی حیا حیات پر غالب آ گئی حسب مضمون ان اشعار کے کہ سعد دل کہ پر از وصف حیامی شود + آئینہ نور خدامی شود :: پر دۂ بی شرم پسندیدہ نیست + در نظر عقل خود آں دیدہ نیست + پھر طشت میں دونوں آنکھیں نکالکر رکھدیں اور اس غمدیدہ کے پاس بھیجدیں کہ اپنے مطلوب کو لے اور جا اپنی راہ لے کہ جو چیز غیر محرم سے محرم اور آشنا ہوئی وہ قابل پاس رکھنے کے نہیں وہ طشت میں آنکھیں تڑپتی دیکھکر تڑپ گیا ہوئے غم سے کسی طرف غبار سا اڑ گیا تھوڑے عرصہ میں آیا اور اس پاکدامن کو مردہ پایا پھر گریبان جان چاک کرتا تھا اور زار زار روتا تھا

حکایت نقل ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عورت نہایت عابدہ زاہدہ تھی رات دن یاد الٰہی میں مصروف اور حق پرستی میں معروف تھی آخر کار نفس کشی اور خدا کیشی اسکی یہاں تک پہنچی کہ ایک جمعہ کو روزہ رکھتی اور دوسرے جمعہ کو افطار کرتی اسی طرح ایک مدت دراز گذری ایک مرتبہ وقت افطار کے خیال آیا کہ تیرا کوئی مالک بھی ہے اور تو اسکی تابعداری کا دعویٰ کرتی ہے مبادا اُسکا قاصد آجاوے اور تجھے کھانے پینے میں مشغول پاوے پھر تیری غفلت ثابت ہو اور نافرمانی سے سزاوار سزا ہو اور قیامت کے دن تجھپر قیامت آجائے اور دن رسوائی کے رسوا ہو جائے تب تو کھانا سونا چھوڑ دیا دریائے محبت الٰہی میں دامان جان بور دیا اور اس مضمون کو ورد زبان اور حرز جان کیا سہ یک چشم زدن

ف فی الحقیقت اول چنگاری چھوڑنیوالی اور سوز سامان جان و ایمان جانیوالی نظر بد نظر ہے کہ بعد اسکے متاع جان و ایمان جلتی ہے اور راگ کٹری تماشا دیکھنی ہے سبحان اللہ کیا سچی کہاوت کسی سچے ذہین نے کہی ہے جیسی ڈال جماؤ الگ کتری چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ دل بدکاری آنکھ سے ہوتی ہے بعد اسکے ہاتھ پیر سے ایک مرتبہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اے بیٹا فاطمہ عورت کے حق میں کونسی چیز بہتر ہے عرض کی کہ یا رسول اللہ عورت کی نظر سوائے اپنے خاوند کے کسی اور پرائے پر نہ پڑے آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا سچ کہا پس اسیواسطے عورت کو بلا ضرورت اسکے باپ بھائی اور محرم مرد کے پاس خلوت میں جدا بیٹھنا درست نہیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس بیٹھے دیکھا فرمایا کہ اے صدیق کیا شیطان دمرا جاں پس جب ایسے باپ راستی بیٹی کو کہ جسکی تعریف میں کلام الٰہی در صحیفہ رسالت پناہی بکثرت ناطق ہوں منع فرمایا تو اور دنکا کیا ذکر ہے اگرچہ فی الواقع یہ نصیحت اور ہدایت آنحضرت نے بمقتضائے کمال شفقت امت کو فرمائی کہ بادشاہ وزیر وغیرہ ہمکلام ہوتے ہیں اور ساری ملک کی راحت کا بندوبست کرتے ہیں جیسا اللہ صاحب نے کلام مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب فرماکے سارے جہان کو نصیحت اور ہدایت فرمائی ورنہ وساوس شیطانی اور فریب نفسانی سے مبرا اور منزہ ہیں چنانچہ کلام الٰہی میں ارشاد ہے کہ میرے خاص بندوں پر شیطان ذریت کے فریب کا ذرا بھی اثر نہ ہوگا پس اسیواسطے ۱۸ پارہ سورۂ نور میں ارشاد ہے

قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ یعنی اے محمد کہہ دے ایمان والوں کو کہ نیچی رکھیں اپنی آنکھیں ... وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ یعنی ... ایمان والی عورتوں کو ... بنانے والا ہر چیز کا حقیقت سے خوب آگاہ ہوتا ہے اگر دیکھنے نظر رکھنے میں خرابی نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ کیوں منع فرماتا ۱۲

Marfat.com

غافل ازان ماہ نباشم ؛ نترسم کہ نگاہی کند آگاہ نباشم ؛ ہر دم کو دم آخری جانا ناگاہ ایک جوان خوشرو وخوشبو بکمال آب وتاب ہاتھ میں مشک ناب اسکے پاس آیا اور مژدہ سنایا کہ اے خدا کی پیاری تجکو خدا کمال پیار سے بلاتا ہے اور رحمت کاملہ تجھپر بھیجتا ہے کہا ذرہ مہلت پاؤں تو اپنے آقا کو سجدہ کرلوں اور عبودیت بدل وجان بجالاؤں پھر عین سجدہ میں جان بحق تسلیم کی ف۱

باب چودھواں بچوں کی عبادت وکرامت میں

حکایت نقل ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ شکم مادری میں حق پرست تھے چنانچہ والدہ انکی اتفاقاً کبھی قصد تعظیم کی بت کا کرتیں تو آپ شکم مادر میں پیر پھیلا دیتے اور انکو اس حرکت سے باز رکھتے ف۲ حکایت نقل ہے کہ حضرت زین العابدین کے ایک لڑکی اور لڑکا چھوٹی عمر کے تھے لڑکی کو بہت چاہتے تھے ایک مرتبہ لڑکی نے عرض کیا کہ اے پدر میرے بھائی کو بھی چاہتے ہو فرمایا کہ ہاں پھر مچل گئی اور زار زار رونے لگی آپنے جلد گود میں اٹھا لیا اور کلیجہ سے لگا لیا اور کہا کہ تجھکو بھی بہت چاہتا ہوں یہ سنتے ہی زیادہ تر چیخنے چلانے لگی اور زمین پر لوٹ گئی یہانتک کہ بیہوش ہوگئی آپ سخت متحیر ہوگئے کہ الٰہی یہ کیا معاملہ ہے جب کچھ افاقہ ہوا عرض کی کہ اے پدر بزرگوار آپنے ایک مرتبہ ارشاد کیا تھا کہ حق محبت سوائے خدائے برحق کے کسی سے نہیں رکھتا ہوں پھر خدا کا دوست دوسرے کو دوست رکھتا ہے اور حق دوستی کا ادا کرتا ہے پھر اس مضمون کے اشعار پڑھنے لگی کہ میرا محبوب بے بدل ہے کوئی اسکا بدل نہیں اور اسکے سوا میرے جی میں کسی کا کبھی خیال نہیں ہو اگرچہ کبھی آنکھ سے اوجھل ہوتا ہو مگر جی جان میں ہر دم اوسکا اُجالا ہے حافظ

من اگر کام روا گشتم وخوشدل چہ عجب	مستحق بودم واینہا بزکاتم دادند
عاشق آندم کہ بدام سر زلف تو فتاد	گفت کز بند غم وغصہ نجاتم دادند

حکایت نقل ہے کہ ایک امیر نے اپنے لڑکے کی تعلیم کے واسطے معلم بٹھایا اُسنے لڑکے کو پڑھانا لکھانا ادب دینا شروع کیا ایک عرصہ کے بعد لڑکے نے استاد سے کہا کہ باپ میرا امیر کبیر ہے مگر اپنے لائق آپکی کچھ خدمت نہیں کرتا کیا کروں غرق ندامت میں ڈوبا

ف۱ سبحان اللہ جینے جان محبت خدا میں کھیلی اسکو سب صلاح وفلاح دارین کی ملی جیسا کہ بو علی قلندر قدس سرہ فرماتے ہیں شعر ہر کہ او جان باخت اندر کوئی او ؛ بنگرد صد بار جانان سوی او ف۲ سبحان اللہ جو صاحب شکم مادر میں صاحب ولایت تھے وہ عالم حیات میں کس اعلیٰ درجہ کو پہنچے کہ سب اہل ولایت کو سردار ہوئے جیسے نبی نے صحیح فرمایا اور یہ حدیث شریف خاص گویا حضرت کرم اللہ وجہہ کے ہی واسطے خاص تھی کہ مَنْ سَعِیدٌ سَعِیدٌ فِی الْبَطْنِ اُمِّہٖ یعنی جو نیک ہوتے ہیں وہ ماں کے پیٹ میں بھی نیک

Marfat.com

جانتا ہوں کہ میں کسی لائق نہیں ہوں کہ کچھ خدمت بجا لاؤں لیکن کوئی ایسی بات بتلائیے کہ سب
آپ دولت دنیا اور پیچیدگی نادانی سے نجات ہو جاوے کہا خموشی میں دونوں جہان کی سلامتی
ہے چنانچہ رسول مقبول ہی نے ارشاد فرمایا مَنْ سَكَتَ سَلِمَ وَ مَنْ سَلِمَ نَجَا یعنی
جو چپ رہا سلامت رہا اور جو سلامت رہا پس تحقیق سب بلا سے بچا اور دوسری حدیث
میں ارشاد ہے اَلْبَلَاءُ مُوَكَّلٌ بِالْمَنْطِقِ یعنی سخن گوئی بولنے سے آتی ہے اگر کوئی بات
بیہودگی کی کہی ایمان میں نقصان آیا اور جو کسی آدمی کو برا کہا مار کھائی آبرو کھوئی لڑکے نے
وہ نصیحت استاد کی دامان جان میں گرہ باندھی اور بالکل خموشی اختیار کی غرض کوئی بلاتا
ہرگز جواب نہ دیتا چپ رہتا چرچا ہوا کہ امیر کا لڑکا گونگا ہو گیا شدہ شدہ امیر تک یہ خبر پہنچی
امیر سنتے ہی نہایت مضطر اور حیران ہو گیا ہر طرف آدمی دوڑائے سب طرح کے طبیب بلائے
کوئی دوا دیتا کوئی نسخہ لکھتا ہے کوئی نبض دیکھتا ہے غرض کہ ہر ایک اپنی تدبیر کرتا تھا اور
کچھ فائدہ نہ ہوتا تھا تب امیر لاچار ہو کر بیٹھ رہا ایک مرتبہ گھبرا کر تنگ آ گیا تفریحاً بطور
شکار جنگل کو چلا گیا لڑکے کو بھی ہمراہ لیگیا ناگاہ ایک جانور بولا بولتے ہی کسی نے مارا
پھیر اسکے آگے لایا وہ دیکھتے ہی جوش میں بھر گیا دریا سا ابل گیا بیساختہ اسکی زبان
سے نکل گیا کہ کیوں بولا جو مارا گیا یہ سنتے ہی سب خوشی سے پھول گئے سارے کام بھول
گئے جلدی سے امیر کو مژدہ دیا امیر نہایت خوش ہوا ہر ایک کو زر و مال سے
خوش حال اور مالا مال کر دیا پھر لڑکے کو بلایا اور کچھ کلام فرمایا اسنے کچھ جواب نہ دیا تب
امیر آپے سے گیا اور آتش غضب سے سلگ گیا کہ ہماری کلام کا جواب نہ دیا بیہودہ
کلام کرتا خواہ مخواہ اپنی موت کا سامان کرتا ہے پس کوئی لاؤ اور جلدی جلاد کو بلاؤ ان
کپڑے اونار کر اسکی کھال اڑاؤ بعد اسکے قتل کراؤ تب لڑکا عاجز ہو کر کہنے لگا کہ سچے نبی نے
سچ کہا کہ جو چپ رہا وہ سلامت بچا اور جو بولا سو مارا گیا ف حکایت نقل ہے فتح الموصلی
سے کہ ایک مرتبہ مجکو تنہا موسم شدت گرمی میں سفر حج کا اتفاق ہوا ناگاہ ایک لڑکا
تنہا بے سر و پا پیادہ پا دیکھا میں نے پوچھا اے لڑکے کہاں جاتا ہے کہا میں نے سنا ہے کہ میری
مالک کریم کا ایک گھر زمین پر ہے اسکی زیارت کو جاتا ہوں میں نے کہا کچھ زاد راہ بھی ہے

ف اور حدیث مناسب مقام درج حکایت ہیں اب دو چار شعر بھی مولانا مناسب اس مقام کے ارشاد کرتے ہیں
مذکور ہوتی ہیں سعدی نکتہ مکان خصلت تا نگہ از زبان ہیچ بترے دان کہ خصلت اوز کمان ہ عالمی را یک سخن ویران کند
روبہان خفتہ را شیران کند خامشی بہتر ست دگفتن ہیچ ہ بکری جو ید تا جواہر ہیچ ۱۲

کہا کیا رب کریم کے در دولت پہ جا پہنچوا سے غلام روٹی کبھی باندھ لیجاتے ہیں کہا انکو خداوند رحیم کی عنایت بس نہیں ہے جیسا ارشاد فرماتا ہے اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ میں نے کہا یہ درست ہے مگر بخیال تمہارے اس حال کے کہ آہستہ چلتے ہو اور سفر بہت دور دراز ہے موسم حج تک پہنچنا بس محال بولا چلنا میرا کام ہے اور پہنچانا خدا کا کام ہے بعدہ واللہ اعلم وہ اہل نظر کہاں نظر سا گم گیا جو پھر نظر نہ آیا جب میں فضل الٰہی سے مشرف زیارت بیت اللہ ہوا اور سب مناسک اور لوازم حج سے فارغ ہو کر بمقام قربانی اہتمام قربانی میں مصروف تھا کہ ناگاہ وہ اہل نظر نظر آیا کہ جناب پروردگار میں زار و نزار روتا چلاتا عرض کرتا ہے کہ اے مالک رحیم اے رب کریم سب حاجی قربانی کر کے تیری دولت قرب حاصل کرتے ہیں اور میں کمال حسرت سے منہ تکتا ہوں اور زندہ در گور ہوں کہ اصلا لیاقت اور طاقت قربانی کی نہیں رکھتا چنانچہ تجھ پہ بخوبی روشن ہے ہاں اگر جان نثاری شرعاً منع نہ ہو تو جان قربان کر دوں اور قربانی والوں میں شامل ہوں پھر انگلی گردن پہ مثل چھری رکھی اور حسب مضمون اس شعر کے کہ ؎

ماہرو پردہ جب اٹھاتے ہیں	عاشق اس طرح جان سے جاتے ہیں
اور موافق ارشاد جناب مولانا کے	عاشقان جام فرح آنگہ کشند
کہ بدست خویش خوبان شان کشند	ہمچو اسمٰعیل پیشش سر نہند

شاد و خندان پیش تیغش جان بدہ : جان بحق تعلیم کی بس ہوا دید حال اس صاحب دیدگے میں نے بعد کمال غم والم کے بہت آدمیوں کو جمع کیا کہ اولیاء اللہ نے ایسی صرف محبت خدا میں جان نثاری کی بعدہ میں نے غسل بخوبی دیکر کفنا کے بجماعت کثیر نماز جنازہ پڑھی یکایک جنازہ ہوا پہ ہوا ہو گیا واللہ اعلم کہاں گیا کہ پھر کسیکو نظر نہ آیا حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حسن بصریؒ کے پاس ایک بزرگ آئے اور عرض کیا کہ میری لڑکی دو برس سے برابر رات دن زار زار روتی چلاتی ہے ہر چند منع کرتا ہوں باز نہیں آتی ڈرتا ہوں کہ روتے روتے اندھی ہو جائے قدم رنجہ فرمائے اور اس ناسمجھ کو نصیحت و پند سے سمجھائے کیا عجب ہے کہ مفید ہو جائے اور مجھ غمزدہ کو اس غم سے چھڑائے کہ اللہ تعالے نے اہل اللہ کی زبان کو بہت تاثیر بخشی ہے پھر حضرت تشریف لے گئے اور اس از خود گذشتہ بخدا پیوستہ کو سمجھانے لگے کہ کیا بات تجھکو بھائی کون سی چیز تیرے جی ...

Marfat.com

سمائی کہ دن رات روتی جاتی ہے اور اپنے ماں باپ کو ناحق غم و الم میں رکھتی ہے بولی اے شیخ محبت خدا میرے جی کو بھا گئی دل و جان میں سما گئی اور رونیکا مزہ چکھا گئی چشمہ چشم سے ندی نالے بہا گئی پس اگر دولت دیدار پروردگار اس بے نصیب کے نصیب ہو تو دو آنکھیں ہیں اور ایسی دو ہزار نثار دیدار لقائے پروردگار ہیں ورنہ ہونا نہونا انکا بیکار بلکہ ہونے سے نہونا خوش گوار بیت آدمی دیدست باقی پوست ست ٭ دید آن دیدہ کہ دید دوست ست اور دیدہ حق دیدہ ہردم بے چین اشک بار رہے ہاں اگر چین ہو تو دولت دیدار جناب باری باگریہ وزاری میں واللہ کوئی چیز مزیدار تر ذوق دیدار پروردگار سے نہیں اور اشک کی لذت نزدیک عاشق کے وصال یار سے کم نہیں ف۱ حکایت نقل ہے کہ بصرے میں ایک امیر کے اولاد نہ تھی رات دن اسی غم و الم میں رہتا تھا اور مال و منال دنیا سے کچھ مزہ نپاتا تھا قدرت خدا سے بعد چندے ایسا شکیل و جمیل لڑکا پیدا ہوا کہ روشنی آفتاب و ماہتاب کو شرمندہ کردیا اور تمام عالم میں اسکے حسن یوسفی کا غل وشور مچ گیا باپ نے زروجواہر بیشمار نثار کیا کہ ہر فقیر کو امیر اور ہر پریشان حال کو زرو مال سے مالا مال اور خوشحال کردیا پھر بعد تھوڑی مدت کے اسکو گویا شادی مرگ ہوگیا وہ اس عالم گذران سے گذر گیا اور جی کی آرزو جی ہی میں لیگیا مصرع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ ٭ پھر وہ در یتیم گرد وغبار یتیمی میں گرد آلودہ ہوا اور مادر مشفقہ غمزدہ کے سایے میں پرورش پانے لگا اور اس مصیبت دیدہ کو بدون دیکھنے اس مردم دیدہ کے ایک دم قرار و چین نتھا رات دن اس گلبدن کی آرائش اور زیبائش میں تن بدن کا ہوش نتھا خدا کے فضل سے آج کچھ کل کچھ شدہ شدہ ہوش پکڑنے لگا اور تمام عالم کو بیہوش کرنے لگا ہر جگہ سے گروہ گروہ اسکے حسن شہرہ آفاق کے اشتیاق میں آنے لگے اور دور و نزدیک کے امرا اوسکی ماں کو پیغام بھیجنے اور اسکی مرضی دریافت کرنے لگے اسنے سب کو جواب صاف دیا گو یا دل کباب کیا کہ جو لڑکی اسکے حسن دو بالا سے دو بالا ہوگی وہ اسکے عقد میں آئیگی بس یہ سنتے ہی سب سُن ہو گئے آپسے کھوگئے مایوس ہوکر دل پکڑ کے خاموش ہو کر بیٹھ رہے کہ اسکی برابر بھی حسن و جمال دیکھا نہ سنا زیادہ کا کیا ذکر ہے اتفاقاً ایک مرتبہ ماں بیٹے چلے جاتے تھے اور عبد اللہ بن زید

ف۱ چنانچہ حکایت زاہد مثنوی شریف میں اس حکایت کے مناسب ہے سہ زاہدی را گفت یاری در عمل کم گری تا چشم را ناید خلل گفت زاہد از دو بیرون نیست حال ٭ چشم بیند یا نہ بیند آن جمال ٭ گر ببیند نور حق خود چہ غم ست ٭ در وصال حق دو دیدہ کی کم ست ور نخواہد دید حق را گو بدو ٭ این چنین چشم شقی گو کور شو

وعظ فرماتے تھے عذاب دوزخ سے ڈراتے تھے لذت جنت کا مزا چکھاتے تھے اور حسن وجمال حوران بہشتی کا مژدہ سناتے تھے پس دونوں سنتے ہی لوٹ گئے مقصود دلی کو پا گئے اور اس آیہ کریمہ پارہ ۱۹ سورہ فرقان کا بیان تھا وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا اُولٰٓئِكَ یُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَیُلَقَّوْنَ فِیْهَا تَحِیَّةً وَّسَلٰمًا یعنے جنت میں نہایت عمدہ مکان ہوا میں معلق جنت والوں کو تارے سے چمکتے ہیں اور ہر مکان کے تین سو دروازے ہیں اور ہر دروازہ مقابل مکان عالی شان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہے جس دروازے سے جی چاہے انکی زیارت سے مشرف ہو اور ہر مکان میں ایک تخت یاقوت سرخ کا بچھا ہے اور ہر ایک تخت ہزار طرح کے فرش مکلف ہر اک رنگ سے بکمال خوبی آراستہ ہے اور اوپر ہر فرش کے نور ہے اور نیچے رحمت حق کا ظہور ہے اور ہر تخت کے نیچے چار نہر جاری کوئی آب شیریں کی کوئی شہد خالص کی کوئی دودھ مزیدار کی کوئی شراب خوشگوار کی ف۲۰ اور ہر تخت پر حوریں گوری بڑی آنکھوں والی کمال زرق برق سے جلوہ آرا ہیں اور ہر حور ستر حلے بہشتی ہر ایک رنگ سے بکمال خوبی آراستہ ہے پیدائش ہر ایک کی اس لطافت سے ہے کہ سر انکا کافور اور سینہ عنبر اور سینے سے زانو تک مشک اور زانو سے ٹخنوں تک زعفران سے بنا ہے اور کمال لطافت سے مغز پنڈلیوں کا ایسا چمکتا ہے جیسے سرخی میں سفیدی اور سفیدی میں سرخی چمکتی ہے اور ہر ایک حور کی ہوا خواہی میں ستر ستر ہزار لونڈیاں باندیاں ہیں کہ اپنی مخدومہ کے بناؤ سنگار آرائش زیبائش میں ہمہ تن مصروف ہیں کوئی ادھر سے ادھر جاتی ہے کوئی ادھر سے ادھر آتی ہے کوئی دل پریشان زلف پریشان سلجھاتی ہے کوئی سرگردان و حیران آئینہ دکھاتی خوشبو لگاتی ہے انمیں سے اگر ایک بھی ایک نظر دنیا کی طرف دیکھے تو آفتاب و ماہتاب کی روشنی کا چراغ گل کرے ف۲۱ پھر یہ دونوں بیتابی سے گونہ تاب لاکر بول اٹھے کہ یا حضرت یہ کس خوش نصیب کے نصیب ہوگی فرمایا جو کوئی انکا مہر ادا

ف۱۹ ترجمہ اور جو لوگ کہتے ہیں اے رب دے ہمکو ہماری عورتوں کی طرف اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک اور کر ہمکو پرہیزگاروں کے آگے انکو بدلا ملیگا کوٹھوں کے جھروکے اسپر کہ ٹھہرے رہے اور لینے آوینگے انکو وہاں دعا اور سلام کہتے ۱۲ ف۲۰ گویا آیات کریمہ سورۂ محمد رکوع اول کا اشارہ ہے مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ فِیْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَیْرِ اٰسِنٍ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ یَتَغَیَّرْ طَعْمُهٗ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى وَلَهُمْ فِیْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ یعنے احوال اس بہشت کا جو وعدہ ہوا ڈر والوں کو اسمیں نہریں ہیں پانی کی جو بو نہیں کر گیا اور نہریں ہیں دودھ کی جسکا مزا نہیں پھرا اور نہریں ہیں شراب کی جسمیں مزہ ہے پینے والوں کو اور نہریں شہد کی جھاگ اتارا ہوا اور انکو وہاں سب طرح کے میوے ہیں ۱۲ ف۲۱ فی الحقیقت

وصف حوران جنان باعتبار حسن وجمال لعینہ وصف خالق ذوالجلال ہے جیسا کہ جناب مولانا بموجب حدیث شریف کے فرماتے ہیں ص

Marfat.com

کریگا وہی اُنکا خاوند ہو جائیگا کہا یا حضرت مہر انکا کیا ہے فرمایا دن کو روزہ رکھنا اور پچھلی رات کو نماز تہجد پڑھنا اور گریہ وزاری کرنا اور حج اور زکوۃ ادا کرنا اور وقت جہاد کے کفار سے لڑنا بولے یہ سب مجھکو بدل و جان منظور ہے پھر گھر آکے چالیس ہزار درہم پیران عالم کے آگے لِلّٰہ تقسیم کر دئے اور کہا انشاء اللہ تعالیٰ سب شرطیں مہر کی ادا کرونگی اور بلا شک اس اپنے خاوند کو حوران بہشتی سورج سی چمکتی سے بیاہونگی اور اپنے گھر کو رشک آفتاب اور ماہتاب کرونگی پھر رات دن دونوں عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے اور ہر دم جہاد کی تلاش میں جہد کرتے ناگاہ سنا کہ عبد الواحد بن زید نے جہاد پر کمر باندھی اور تمام شہر میں منادی کرادی کہ جنت لُٹتی ہے اور دوزخ کی آگ بجھتی ہے جسکا جی چاہے جنت کو مزے اوڑادے اور عذاب دوزخ سے اپنے تئیں بچا دے کہ وقت جہاد ہے اور سب شرائط اسکے بلاشبہ مہیا ہیں اور مرنے مارنے میں دونوں طرح جیت ہے جیت مری شہید ہوما نے اهنیں تو غازی ہو یہ راہ وہ ہے کہ ہر طرح سرفرازی ہو یہ سنتے ہی چاروں طرف سے جہادی مور و ملخ کی طرح یکایک ٹوٹ پڑے اور آناً فاناً دل بادل سے جمع ہو گئے جوان بھی مسلح بجلی سا چمکتا گھوڑا چمکاتا ہوا آیا اور مشفقہ کے بکمال خوشی دل رخصت کیا جی جان کو اس کے ہمراہ کیا اور کہا اے جان جہان جان نثاری کرنا جانداری نہ کرنا پھر مقابلہ ہونے لگا جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہونے لگے یہ جوان جماعت کفار میں بجلی سا کالی گھٹا میں چمکتا اس طرف سے اُس طرف سے اسطرف مارتا ہوا نکل جاتا تھا اور کسی کا زخم نہ کھاتا تھا پھر سب جماعت اہل اسلام کی اس کی دلبری اور دلبری دیکھکر عاشق زار ہو گئے۔ ہر چند اُسکو منع کرتے تھے کہ تو سبقت نہ کر کہ رنگ ڈھنگ جدال و قتال سے اصلا واقف نہیں ہے اے رشک قمر تیرے مرنے سے تمام لشکر بے موت مر جائیگا بولا مجھکو اپنی جان بھاری ہے باغ جنان کی لذت پیاری ہے وہانکی بہاریں نظر آتی ہیں حوران بہشتی جلوہ دکھاتی ہیں چنانچہ ستر ہزار حور سراپا نور حلۂ بہشتی اور تاج جواہر سے بکمال خوبی آراستہ سر دآہیں بھرتیں گرمجوشی محبت دکھاتی کہتی ہیں واللہ اعلم کب دولت وصال عدیم المثال اس خاوند کی نصیب ہوگی کہ ابھی تو وہ لڑتا ہے

Marfat.com

یہ سنتے ہی سب سن ہو گئے اُسکی زندگی سے مایوس ہو گئے پھر اس جوان باایمان نے تلوار میان سے لی اور گھوڑے کی باگ اُٹھا کر لشکر کفار میں گھس کر داد دلاوری دی جب لشکر اشقیا نے دیکھا کہ سبکو مارتا ہی اور کسیکی مار نہیں کھاتا چاروں طرف سے چیخ مار کر ایکمرتبہ اسپر ٹوٹ پڑے اتفاقاً کسی سنگدل کے ہاتھ سے زخم کاری کھایا زمین پر آیا اور راہ خدا میں جان نثار ہو گیا جب یہ خبر وحشت اثر لشکر اسلام میں پہنچی سب نعرہ مار کر بیقرار ہو گئے اور جان بکف ہو کے زندگی سے ہاتھ دھو کر لشکر کفار سے بھڑ گئے حمایت الٰہی سے قریب عصر کے فتحیاب ہوئے اور اس جوان باایمان کو بدل وجان ڈھونڈھنے لگے ناگاہ ایک مقام پر دیکھا تو زخموں سے چور ہے اور تمام عالم اوسکے نورانی چہرے کے نور سے معمور ہے چہرۂ نورانی کی چمک سے آنکھیں تلملاتی تھیں اور اُسکے خون کی خوشبو مشک وعنبر کو شرماتی تھی پھر باعزاز واکرام تمام اسکو کفنایا دفنایا بعد اسکے اُسکی ماں نے اسکو خواب میں دیکھا کہ تخت بہشتی پر کمال جاہ وحشم سے جلوہ فرما ہے پوچھا کہ سب مقصد دلی تیرے پورے ہوئے کہا کہ ہاں جب زخموں سے چور ہو کر گھوڑے سے گرا تو حوروں کی ہی گود میں گرا ف۱

حکایت نقل ہے سلمان رازی سے کہ ایکمرتبہ واسطے زیارت انبیا علیہم السلام کے بیت المقدس کو جاتا تھا ناگاہ ایک لڑکی راہ میں ملی بولی اے شیخ کہاں جاتے ہو میں نے کہا بیت المقدس کو جاتا ہوں کہا آؤ مصافحہ کرو اور آنکھیں بند کرو میں نے مصافحہ کرکے بعد لمحہ کے آنکھیں کھولدیں دیکھوں تو بیت المقدس میں موجود ہوں یہ ماجرا دیکھکر متحیر ہو گیا دو تین درہم اکل حلال سے میرے پاس تھے اُسکو دینے لگا اور معذرت کرنے وہ مسکرا کر کہنے لگی کہ مجکو حاجت نہیں ہے ناگاہ دیکھوں تو اُسکے ہاتھ میں درہم و دینار سرخ ہیں کہا کیا اللہ پر بھروسا نہتا جو گھر سے خرچ لیکر نکلے ف۲

حکایت نقل ہے حضرت شبلی کے چھوٹے بھائی سے کہ لڑکپن میں کسی امیر کے مکتب میں پڑھتا تھا اور احمد بن اسکاف کا لڑکا بھی پڑھتا تھا اتفاقاً اسکاف کے لڑکے اور امیر کے لڑکے سے نہایت موافقت ہو گئی اسکاف کا لڑکا اسپر ایسا فریفتہ تھا کہ بے دیکھے امیرزادہ کے ایک گھڑی چین نہ تھا ناگاہ ایکدن امیر حسب اتفاق مکتب میں آیا اور سب لڑکوں کا حال

ف۱ فی الحقیقت جو کوئی محبت خدا میں محو ہو اسکے لیے مرگ لطف زیادہ پایا ہے جو جانے سو جانے جیسا کہ مولوی معنوی ارشاد کرتے ہیں ؎ چوں غبار تن بشد ماہم تابافت ماہ جان من ہوائے صاف یافت ؎ چون ازان اقبال شیرین شد دہان سرد شد بر آدمی ملک جہان ۱۲ ف۲ فی الحقیقت جسنے خدا پر بھروسا کیا اللہ اسکو بس ہو گیا جیسا کہ ارشاد ہے وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ

دریافت کیا اسکاف کے لڑکے کو غریب جانکر اٹھا دینے کا حکم دیا کہ اسکی صحبت امیرزادے کو
مضر ہوگی معلم نے مجبور ہوکر اٹھا دیا چند روز کے بعد سنا کہ اسکاف کا لڑکا بیمار ہے اسواسطے
کہ راتدن آتش فراق امیرزادے سے جلتا بھنتا تھا اور زار زار روتا تھا آخر کار بیمار ہوگیا
جب امیرزادے کو خبر ہوئی اُسنے آدمی بھیجا اور پوچھا کہ کیا حال ہے اور کس مرض میں گرفتار ہے
ملازم گیا اور سلام پیام پہنچایا اس دل کباب نے جواب دیا کہ یہ تمہاری محبت کا گرفتار
غم ہجر تمہارے بیمار ہے اب کوئی دم کا مہمان ہے جسم یہاں اور جان وہاں ہے ملازم آیا اور
پیام بیمار کا لایا واللہ اعلم کس انداز دناز سے اُسنے کہا کہ جلدی جا اور اُس دلدادہ سے
کہدے کہ اگر دل مجھپر مائل ہے تو یہاں بھیجنے میں کون چیز حائل ہے ملازم گیا اور پیام کہا اُسنے
کہا باہر توقف کر اور ذرا دیر کے بعد بدون طلب آکر طباق ڈھنکا ہوا لیجانا امیرزادے
کو جلدی پہنچانا پھر بعد ایک ساعت کے ملازم امیر آیا اور طباق ڈھنکا لڑکا زمین پر پڑا
پایا طباق امیرزادے کے آگے لے گیا اور اُس سے سب ماجرا کہا اُسنے رومال اُٹھا کر
دیکھا تو دل تڑپتا پایا دیکھتے ہی اسکا بھی دل تڑپ گیا خادم سے کہا جلد جا اور اُس دلدادہ
کی خبر لا خادم فوراً گیا اور اُس جان دادہ کی خبر لایا کہ جان بحق تسلیم ہوگیا ف حکایت
نقل ہے بادشاہ لغو الکبیر ترکی سے کہ ایک لڑکی اسکی نہایت حسینہ اور جمیلہ تھی یکایک دنیا
اور معاملات دنیا سے اسکو نفرت آگئی اور آدمی کی صورت سے بیزار ہوگئی حتی کہ مجنون
مشہور ہوئی آخر کار بادشاہ کو بھی خبر ہوئی از بس بیقرار ہوگیا اور ہر طرف کے طبیب بلائے اور
معالجہ شروع کیا کسی کے معالجہ سے فائدہ نہوا جب تنگ آکر حکم دیا کہ جو کوئی اسکو اچھا کرے گا
اُسکے ساتھ اُسکا عقد نکاح کیا جائیگا یہ حال سنکر ایک جہان جمع ہوگیا کوئی بیمار غنج جمال
و وصال کوئی گرفتار شوق حصول مال و منال الغرض ہر ایک بلباس طبیب طلب اُس حبیب
میں آیا اور تمام عالم گرفتار اس مرض عالمگیر نے اپنے مرض کی دوا اس مریضہ محبوبہ کو پایا ہر ایک
دعوی حکمت کرنے لگا کوئی اقسام امراض گنتا تھا کوئی حرکات نبض بیان کرتا تھا آخر کار

ف فی الواقع عاشق صادق اور اہل دل تھا جو دل دلبر کو بیدریغ دیدیا اور کچھ ملال نکیا گویا اس شعر پر عمل کیا ؎ داغ دو
ایم در داغ فراوان کشیدہ ایم + یک غنچہ دادہ ایم و گلستان خریدہ ایم + پس جب عشق مخلوق کا مخلوق پر ایسا غالب آجاتا
ہے تو عشق خالق میں کوئی مٹجا دے تو کیا تعجب ہے جیسا جناب مولانا فرماتے ہیں ؎ کوے گشتن بہر دا دلی بود +
عشق مولا کی کم از لیلی بود + عاشق تصویر و وہم خویشتن + کے بود جون عاشقان ذوالمنن + زانکہ ؎ عشقہائے
کز پئے رنگیں بود + عشق نبود عاقبت ننگی بود ۱۲

نوبت ہوبت سب نے معالجہ کیا مگر کچھ افاقہ نہوا جب بادشاہ نے غیرت کھاکر غضب میں آکر
سکو قتل کرادیا پھر بھی طمع زر و مال اس مالدار حسن وجمال باکمال سے کوئی باز نہ آیا جو خبر پاتا تھا آکر
معالجہ کرتا تھا جب افاقہ نہوتا تھا مارا جاتا تھا بیت به بنده طمع دیده هوشمند ٭ در آرد طمع مرغ
وماہی به بند ناگاہ یہ خبر حضرت ابو الحسن نوری کو پہنچی بہت متاسف ہوئے اور کہا کہ مفت بیا انسان جا
سے جاتا ہے اب اس بلا کو دفع کرنا اور سب مخلوق الٰہی کو بلا سے بچانا فرض وقت اور عین مصلحت ہے
چنانچہ حضرت تشریف لیگئے اور پوچھا وہ بیمار کہاں ہے کسی نے کہا کہ جب اُسکے اچھے ہونے کی
طرف سے مایوس ہوگئے تب ہار کے اُسکے علاج لا علاج سے سب نے ہاتھ اُٹھایا اور
اسکو معلق العنان کردیا پھر وہ پردہ نشین لطور مجنونان ہرجا بے پردہ پھرتی اور جنگل میں خلائی
مقام پر رہتی ہے پھر اُسی جگہ تشریف لیگئے اور باواز بلند اعوذ اور بسم اللہ پڑھکر سورہ بقر
پڑھنی شروع کی پس ناگاہ لڑکی چنچتی چلاتی آئی کہا کہ اے ابو الحسن نوری رحمت اللہ کی تم پر کیا میر
پیارے خدا کا پیارا کلام پڑھتے ہو میں نے حیرت میں ہو کر کہا کہ تو نے کیونکر میرا نام اور اللہ
کا کلام معلوم کیا تجکو کسنے بتایا بولی اے شیخ جسنے تمسے صاحب حال کو یہاں بھیجا اور مجکو اس
حال میں خوشحال کیا اُسی نے تعلیم کیا اور اگر ایسے نہوتے تو دنیا اور دنیا والونسے کیونکر نجات
پاتے اور اس قسم کی باتیں کرتی کہ ؎ بیت کار ما از خلق شد بر ماد رانہ
داد ازین مشتی گدائی بے نیاز ٭ تا نمیرم از خود واز خلق پاک ٭ بر نیاید
جان ما از خلق پاک ٭ ہرچہ غیر شورش و دیوانگی ست ٭ اندرین دوری و
بیگانگی ست ٭ پھر مجھ سے سورہ آل عمران تک پڑھوایا پھر میں نے
کہا کہ عورت ہوکر تجکو اس ٹوٹے میں رہنا زیبا نہیں کپڑے پہنکر اپنے
باپ کے پاس چل کہ ہمارا تیرا عقد ہو جاوے بولی مجکو ہرگز رغبت نہیں ہے
کہ ؎ ہرکہ اندر عشق یابد زندگی ٭ کفر باشد پیش او جز بندگی ٭ نعرہ مستانہ
خوش می آیدم ٭ تا ابد ایجان چنین می بایدم ٭ کہا بدوں عقد کے باہم کلام و
پیام درست نہیں ہے پھر باہم ہوکر زیارت بیت اللہ کو جاینگے
کہ ہر سال وہاں لاکھوں آدمی جاتے ہیں اور حج کرتے ہیں تب تو جناب الٰہی میں رو کر
عرض کرنے لگی کہ اے مالک میرے تو نے اپنے فضل وکرم سے اپنی محبت کا مزا چکھایا اور دنیا
اور لذات دنیا سے چھڑایا اور اپنا گھر کہ ہزاروں آدمی اسکی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں اسکا

مجھکو نہ بنایا نہ دکھایا لونڈی کو کیا خطا وار پایا جو ایسی دولت سے محروم رکھا پھر یکایک جوش محبت الہی میں بھر گئی دریا سی اُبل گئی اور ایک طرف کو کمال تیزی سے چلی میں بھی اسکے ساتھ ہوا ناگاہ ایک مقام شاداب پر پہنچی کہ ہر طرف اسکے نہر جاری اور باغ بہاری آگے چلکے کیا دیکھتا ہوں کہ وہ طواف کعبہ میں مصروف ہو رہی ہے اور خوشی سے پھولی نہیں سماتی بولی اے شیخ جسکے جی جان میں خدا کی محبت رچ گئی وہ خودی سے گذر گئی اور خدا کی خاص لونڈیوں میں ہو گئی اُسکو زیارت کعبہ کی آنے کو کچھ زاد و راحلہ وغیرہ کی حاجت نہیں اس واسطے کہ سے عقل ہر عطار کاگہ شد ازو ؛ طبلہا را ریخت اندر آب جو ؛ گر کشاید دل سر انبان راز ؛ جان بسوئے عرش سازد ترکتاز ؛ بلکہ خاص بندوں کے واسطے کعبہ اپنے مکان سے اُٹھ جاتا ہے فا حکایت نقل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آب دہن اپنا واسطے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے امیر معاویہؓ کے منہ میں امانت رکھا اور ارشاد کیا کہ فلانے ایام فلاں شہر فلاں محلہ میں فلاں نام کے لڑکے کو یہ امانت سپرد کر دینا چنانچہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالے نے ایسا ہی کیا اور اپنے وقت پر اس حکم محکم کو تعمیل کیا پھر اس دولت خدا داد سے امامت کو پہنچا یا اور اس درجہ کو پہنچایا کہ انکے پیرو کیسے کیسے خدارس ہوئے کہ ہر کس و ناکس پر مانند آفتاب روشن کے بخوبی روشن ہے ؛ ر

باب پندرھواں غلاموں اور لونڈیوں کی عبادت اور خدا آگاہی میں!

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام موسم گرمی میں بطریق سیر جنگل میں پھرتے تھے اتفاقاً بسبب شدت گرمی کے کمال تشنگی سے بیقرار ہوئے ہر چند پانی تلاش کیا کہیں اثر نپایا ناگاہ ایک حبشی بکری چراتا نظر آیا اُس سے سلام علیک کی اسنے کہا وعلیک السلام یا خلیل الرحمن پھر حضرت نے بہت تعجب کیا کہ اس انجان نے میرا نام کیونکر جانا بعدہ فرمایا کہ مجکو بشدت پیاس ہی تھوڑا سا دودھ پلا کہ پیاس بجھے بولا آب سرد پلاؤں یا دودھ لاؤں فرمایا یہاں آب سرد کہاں دودھ ہی غنیمت ہے اُسنے پہاڑ پر لاٹھی ماری ناگاہ ایک چشمہ آب شیرین کا جاری ہو گیا کہ شہد سے میٹھا اور

فا چنانچہ مسئلہ فقہ کا ہی کہ ہوائی کعبہ بھی حکم کعبہ کا رکھتی ہے اس واسطے کہ کبھی کعبہ اہل اللہ کے زیارت کے واسطے اپنے مقام سے اُٹھ جاتا ہے کہ نماز اہل ظاہر میں خلل نہو کہ استقبال کعبہ شرط نماز ہے ؛

دودھ سے سفید اور برف سے سرد تر تھا آپنے خوب سیر ہوکر پیا اور کمال تعجب سے قدرت الٰہی کا تماشا دیکھتے تھے کبھی اسکا منہ تکتے کبھی آسمان کی طرف دیکھتے جب حبشی آپکے تعجب پر متعجب ہو کر کہنے لگا اے خلیل اللہ قدرت اللہ میں کیا تعجب کرتے ہو ابھی اس پہاڑ کو اشارہ کردوں کہ تو اپنے مقام سے الگ ہوجا اسیوقت ہو جائے پھر آپنے یکایک دیکھا تو حقیقت میں پہاڑ اپنے مقام سے الگ ہوا ہیں معلق ہے پس حضرت خلیل قدرت رب جلیل سے زیادہ تر حیرت میں ہو گئے کہ اللہ اکبر اس ادنی درجہ کے آدمی کو یہ عالی درجہ حاصل ہے پھر حمد وثنائے جناب باری میں محو ہو گئے پس اچانک حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا اے ابراہیم کیوں اسقدر سوچ بچار میں ہو گو یہ غلام حبشی بظاہر خوار وزار ہے مگر مرتبہ اسکا عنداللہ بیحد وشمار ہے کہ جو دعا کرے رب العزت اسکی کمال مرتبہ اور وجاہت سے اسیوقت قبول فرمائے اور ذرا توقف روا نرکھے فا حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ کوئی حق پرست غلام مول لیتے تھے ایک غلام کو لپسند کیا اس سے پوچھا کہ تو ہماری پاس رہنے کو راضی ہے اسنے کہا غلام کو کیا عذر ہے کہا تیرا نام کیا ہے بولا جس نام سے پکارو کہا کیا کھاتا ہے کہا جو کھلاؤ پھر بہت خوش ہوکر اُس غلام کو خرید لائے غلام نے عرض کیا دن بھر جو کام چاہئے سو لیجیئے مگر رات کو معاف کیجئے کہ رات کو مجھ سے آپکا کچھ کام نہو سکیگا مالک نے کہا بہتر پھر تمام دن کام کاج آقا میں مصروف رہتا اور بعد نماز عشا کے واللہ اعلم کہاں غائب ہوجاتا ہے اسیطور سے عرصہ دراز گذرا اتفاقاً ایک روز آقا کے جی میں آیا دریافت کیا چاہئے کہ یہ غلام رات بھر کہاں غائب رہتا ہے اور کس مرض میں گرفتار ہے سب جگہ ڈھونڈھا کہیں پتہ نپایا ناگاہ دیکھیں تو ایک خراب خستہ مکان روشنی سے روشن ہے متعجب ہوکر پاس جا کر دیکھا تو ایک قندیل نوری روشن ہے اسکی روشنی سے سارا مکان نور سے معمور ہے اور غلام عبادت الٰہی میں مشغول ہے جب نماز سے فارغ ہوا گڑگڑا کر زار زار رونے لگا کہ اے میرے مالک اے میری خالق اے کریم اے رحیم رات گذری سب نامرادوں نے اپنی مراد ... اپنی مراد پائی دنیا والوں نے دنیا کی مراد حاصل کی اور اللہ والوں نے نعمت آخرت کی لذت اُٹھائی اس غلام طالب دولت دیدار خود ... بدولت کو بھی اپنی عین عنایت

فا چنانچہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ بعضے لوگ بظاہر بہت خوار وزار ہیں اور عنداللہ وہ درجہ رکھتے ہیں کہ جو مانگیں تو دیا جاوے حقیقت میں جو محبت خدا میں خود کیسی گذر گئے ہیں جو مانگتے ہیں وہی پاتے ہیں جیسا کہ مولوی معنوی فرماتے ہیں سے کان دعای شیخ نی چون ہر دعا ست فانی ست وگفت اوگفت خداست چون خدا از خود سوال وکد کند ؛ پس دعای خویش راچون رد کند ؛ حافظ فرماتے ہیں خاک دران جہان رایگان کہ تو چہ دانی کہ دریں گرد سواری باشد ؛

اور بندہ نوازی سے مراد دلی کو پہنچا آقا حال دیکھتے ہی بیتاب ہوگئے اُسکے پیروں پر گر پڑا اور معذرت کرنے لگا غلام نے مولا کا یہ حال دیکھکر جناب باری میں زاری کی کہ خداوندا اب تک میرے راز سے سوائے تجھ رازدار کے کوئی واقف نتھا اب سب پر آشکارا ہوگا پس اب کچھ لطف زندگی اور بندگی کا باقی نرہا جلد قید ہستی سے چھڑا اور اپنے پاس بُلا حافظ روا مدار خدایا کہ در حریم وصال ؛ رقیب محرم حرماں نصیب من باشد ؛ بیان شوق چہ حاجت کہ حال آتش دل ؛ تواں شناخت ز سوزی کہ در سخن باشد پس یکایک وہ رحلت کر گئے اور آقا ویسے ہی معذرت کرتے قدموں پر پڑے رہے حکایت نقل ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام بدن کالا اور دل میں اُجالا روشن رکھتے تھے جیسے کہ حضرت سعدی رح فرماتے ہیں سہ شنیدم کہ لقمان سیہ فام بود ؛ نہ تن پرور و نازک اندام بود ؛ اور خدا پرستی میں خودی سے گذر گئے تھے واللہ اعلم کس حکمت اور مصلحت سے کیسکی غلامی اختیار کی تھی پھر اُسنے کسی کسان کے ہاتھ بیچڈالا دن بھر اُسکے کام میں حاضر رہتے بعد نماز عشا کے آقا کو سُلا کر علیحدہ جا کر عبادت الٰہی میں مشغول ہوتے بعد آدھی رات کے آ کے آقا کو جگاتے کہ اے آقا یہ وقت غفلت کا نہیں ہے جنت طرح طرح کی آراستگی سے آراستہ ہو رہی ہے اور دوزخ کی آگ بھڑک رہی ہے اور عنایت الٰہی مغفرت نمائی بندگان عاصی کی انتظار کر رہی ہے جو کوئی گریہ و زاری جناب باری میں کرے اُسکو طوفاں عصیان سے نجات دے پس جو کوئی عذاب دوزخ سے ڈرے اور جنت کے مزوں پر مرے کیونکر خواب غفلت میں رہے آقا نے کہا ای غلام اللہ غفور و رحیم ہے سب بندگی اور بے بندگی والوں کو بخشتا ہے لاچار ہوکر حضرت لقمان علیہ السلام پلٹ جاتے اور پھر عبادت الٰہی میں مصروف ہوتے اور پھر بخیال نمک حلالی آقا کو جا کر جگاتے وہ پڑا پڑا حیلہ حوالہ کرتا اور خواب غفلت سے آنکھ نہ کھولتا یہانتک کہ صبح ہو جاتی تب نماز صبح کی پڑھکے پھر اسکو جگاتے کہ صبح ہوگئی سب جانور یاد الٰہی میں مصروف و مشغول ہیں اسی طور مدت دراز گذری ایک مرتبہ آقا نے جَو بونے کو دئے حضرت لقمان نے جَو کو چینے سے بدل کر کھیت میں بو دیا بعد عرصہ دراز کے اتفاقاً ایک مرتبہ آقا ہمراہ لقمان کے کھیت پر گیا دیکھا تو چینا جما ہو کہا او لقمان میں نے جَو بوائے تھے چینا کہاں سے

Marfat.com

جمال لقمان نے کہا کیا اللہ کریم قادر نہیں جو جو کو چنا کردے وہ بولا بلا شک اللہ کریم ہے مگر جو بونے سے جمتا نہیں چنا کہاں آقا ایسا ہی اپنا حال قیاس کر جب تو غفلت کی نیند سے سووے گا جنت کی نعمت کا مزا کیونکر پاویگا اور صلحا کے درجے کو نہ پہنچیگا ف۱ حکایت نقل ہی کہ ایک مرتبہ ایک حق پرست لونڈی خریدنے بازار کو گئے دیکھا کہ ایک چھوکری بہشکل بہت ارزان ہی اور کوئی اُسکا خریدار نہیں اُسکے پاس گئے اور کہا تو ہماری پاس رہنے کو راضی ہے اُوسنے ہنس دیا اور کچھ جواب ندیا خریدار نے جی میں کہا یہ چھوکری کچھ باؤلی سی ہے وہ بولی میں تو باؤلی نہیں ہوں مگر محبت الٰہی میں میرا جی باؤلا ہی یہ حیرت میں تھے کہ الٰہی جی کی بات بتانا اسکو کسنے بتایا بولی سبحان اللہ آپکے اس اچنبے پر اچنبا ہی کہ جی کی بات بتانیوالا اور سکھانیوالا سوائے رازدان حقیقی کے کوئی اور بھی ہے جو متعجب ہوئے پھر بہت خوش ہو کر اسکو خرید کر کے گھر لائے کہ یہ تو عجب نعمت غیر مترقبہ ہاتھ لگی پھر وہ بولی اے آقا کچھ قرآن مجید پڑھو کہ بلا شک کلام الٰہی مردہ دلونکو زندہ دل کرتا ہے اور سیاہی دل کو روشنائی سے بدل دیتا ہے اور روشندلونکو زیادہ جلا دیتا ہی پھر آقا نے بسم اللہ شروع کی پس بسم اللہ کے پڑھتے ہی چیخ مار کے ایسی بیہوش ہو گئی گویا کہ مر گئی جب کچھ افاقہ ہوا کہا اے آقا سبحان اللہ کیا پیارا نام ہی اللہ پیارے کا کہ سنتے ہی جی جان ہاتھ سے جاتا ہی اللہ اللہ لذت گفتار تو اس درجہ ہی کہ میرے جی کو جلا دیتی ہی کیفیت دیدار واللہ اعلم کس درجہ ہو گی اور کیا کیفیت دکھاتی ہو گی اے خدا پائے خدا وہ دولت دیدار خوشگوار بھی عین عنایت سے عنایت کرے

چون آبروئی لالہ و گل حسن فیض تست	ای ابر لطف بر من خاکی ببار ہم
چون کائنات جملہ ببوئے تو زندہ اند	ای آفتاب سایہ ز من بر مدار ہم ف۲

جب رات ہوئی تو آقا نے کہا اپنا بستر لا اور ہمارا بچھونا بچھا بولی اے آقا راحت جنت میں ہے اور آرام باغ ارم میں دنیا مقام مشقت اور محنت ہی نہ جائے راحت و فرصت موت سر پہ کھڑی ہے زندگی یہی دو گھڑی ہے یہاں قیام مسافرانہ ہے گھڑی ساعت میں اسباب اس عالم اسباب سے اٹھانا اور اٹھنے والے مکان سے جی پہلے اٹھتا ہے اور سامان پیچھے جو سویا سو کھویا قبر میں خوب نیند بھرنا قیامت سونا ہیت سونے لگتے ہیں یہ

ف۱ سچ ہے کہ گندم از گندم بروید جو ز جو۔ از مکافات عمل غافل مشو ۱۲ ف۲ کہ با کمال قوت ایمانی اور ذوق جانی سے وہ مؤمنہ مصداق اس آیۂ کریمہ کے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ الخ ہو گئی کہ اللہ کا نام سنتے ہی تڑپ گئی اور محبت خدا میں بیخود ہو گئی ۱۲

Marfat.com

نظروں میں محل سونیکے :: اب چلے آتے ہیں دن گور میں چل سونے کے ؛ آقا نے کہا تھوڑا بہت سونا تو بہت ضرور یات سے ہے بولی اے آقا محل انصاف اور جائے غور ہے کہ جسکا مالک جاگے وہ کیونکر پاؤں پھیلا کے سووے جو آقا ہردم ناظر ہو اسکا غلام کیسے غیر حاضر ہو طالب مولیٰ کہیں سوتے ہیں عمر عزیز کو خواب خرگوش میں مفت کھوتے ہیں عشاق کو نیند حرام اور جاگنا حلال ہے اگرچہ غلبۂ نیند سے حلال ہوں مگر خدا سے ایک دم جدا نہوں چنانچہ مولانا فرماتے ہیں بیت راسخان در تاب انوار خدا : نے بہم پیوستہ نی از ہم جدا : ایک مرتبہ مجکو بھی نیند نے بہت تنگ کیا میں نے کہا ایسے جینے کو سلام ہے جو رات بھر سووے اور دن بھر کھا دے ف ۱ حکایت نقل ہے کہ عبداللہ بن مبارک نے ایک غلام کو مکاتب کیا فرمایا اسقدر مدت میں ہر روز ایک درہم لادیا کر بعد پوری ہونے مدت مذکور کے تو آزاد ہے چنانچہ حسب الحکم آقا کے صبح کو ایک درہم لادیتا تھا چند عرصہ کے بعد کسی نے عبداللہ بن مبارک سے کہا کہ یہ غلام مردوں کے کفن چرا کر بیچتا ہے اسمیں سے تمکو بھی ہر روز ایک درہم دیتا ہے اگر کچھ شک ہو تو اپنی آنکھ سے دیکھ لو ! انکو نہایت رنج ہوا بولے استغفر اللہ کس بلا میں مبتلا ہوئے ایسے درہم سے ہم باز آئے پھر مجبور ہو کر چپکے سے رات کو غلام کے پیچھے ہوئے وہ سیدھا قبرستان کو گیا وہاں ایک قبر سی تھی کھولکر اسمیں گھس گیا تب مجھ کو یقین کامل ہو گیا کہ یہ بیشک کفن چور ہے جب اسکو عرصہ ہوا میں نے پاس جاکر دیکھا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑا عمیق غار ہے اسمیں ایک محراب ہے غلام وہاں پر پوشاک نفیس پہنے یاد الٰہی میں بیتاب ہے جب فارغ ہوا تو سجدہ میں سر رکھکر زار و نزار رونے لگا اور بہت عاجزی سے گڑگڑا کے عرض کرنے لگا کہ بار خدایا دن کو حاضری کی فرصت نہیں پاتا معاف فرمانا اب صبح ہوئی آقا درہم مانگیگا سوائے تیرے مجکو کون اس غم سے چھڑانے والا ہے ناگاہ آسمان سے ایک نور آیا اسمیں سے ایک درہم اسکے پاس آگیا لیکر اُس غار کو مٹی سے بند کر کے بصورت قبر بنا دیا اور چلنے کا قصد کیا کہ عبداللہ بن مبارک یہ حال دیکھکر بیتابی سے تاب نہ لا سکے دوڑ کر اُس سے لپٹ گئے اور ہاتھ پیر اُسکے چومنے لگے غلام نے جب یہ ماجرا دیکھا جناب باری میں کمال گریہ و زاری کی کہ خداوندا اننک یہ راز چھپا تھا اور اب آشکارا ہو گیا اب لطف زندگی و بندگی

ف ۱ چنانچہ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎ چو انعام نادان بجز خورد و خواب
کدامش فضیلت بود بر دواب ۱۲

Marfat.com

میں باقی نہ رہا ای خدا برائے خدا مجکو دنیا سے اُٹھا اور اپنے پاس بُلا حافظ از در خویشتن خدا را بہ بہشتم مفرست ٭ کہ سر کوی تو از کون و مکان ما را بس ٭ نیست ما را بجز از وصل تو در سر ہوشی ٭ این تجارت ز متاع دو جہان ما را بس ٭ پھر جان بحق تسلیم ہوگیا عبداللہ ویسے ہی معذرت کرتے رہے جب آگاہ ہوئے تو بہت زار زار روئے کہ افسوس اس دولت ایمانی اور گنج پنہانی کی حقیقت سے آجتک واقف نتھا آہ واقف ہوا تو دست تاسف ملا اور اسکو اسکے ہی کپڑوں میں بخوبی گفنا دفنا دیا اور یہ قصہ اور احباب سے نقل کیا پھر اسی رات کو عبداللہ بن مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوئے دیکھا کہ براق پر سوار ہیں اور فرماتے ہیں ای عبداللہ ایسے اولیا اللہ کو اُنہیں کپڑوں میں کفنایا دفنایا ف حکایت نقل ہے کہ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا ابتدا میں کسی کی باندی تھیں سارے دن اسکی تابعداری میں حاضر رہتیں رات کو آقا کو سلاکر علیحدہ مکان میں جاکر تمام رات عبادت الٰہی میں مشغول رہتیں اسی طور عرصہ دراز گذرا کہ دن کو روزہ رکھتی تھیں اور رات کو عبادت کرتیں ایک مرتبہ اتفاقاً آقا نیند سے چونکا رابعہ کو نپایا متعجب ہوکر ڈھونڈھنے لگا ناگاہ ایک خالی مکان سے آواز آئی دیکھا تو رابعہ سجدہ میں پڑی زار زار روتی گڑگڑاتی ہے کہ خداوندا تو خوب جانتا ہے جیسا تیری لونڈی کا جی تیری بندگی کو چاہتا ہے مگر کیا کروں دن کو تابعداری آقا سے فرصت نہیں ملتی رات کو اوس کے سونے کے بعد تیری تابعداری میں جی جان سے حاضر ہوکے جو کچھ بندگی بن آتی ہے کرتی ہوں اور حق بندگی بجالاتی ہوں اگرچہ ایسی بندگی اور سرافگندگی سراپا شرمندگی ہی ہرگز قابل قبول نہیں مگر ہاں تو سب قابل ہی بھلی بُری سب قبول فرماتا ہے بیت کالہ کہ ہیچ خلقش ننگرید ٭ از خلافت آن کریم آنرا خرید ٭ ہیچ قلبی پیش او مردود نیست ٭ زانکہ قصدش از خریدن سود نیست ٭ مولی میرے اگر تو کسی اپنے تابعدار کا تابعدار نکرتا تو تجھے پیارے میاں مہربان کو چھوڑ کر کیوں کسیکی تابعداری کرتی اور جی کی آرزو جی ہی میں کرتی رع ای بسا آرزو کہ خاک شدہ یہ ماجرا دیکھکر آقا کے ہوش اوڑ گئے اور ہیبت الٰہی جی میں سماگئی حبیب جناب مولانا ارشاد فرماتے ہیں ؎ ہر کہ ترسید از حق و تقوی گزید

ف سبحان اللہ خدا آگاہی کے مراتب سے خدا ہی کو آگاہی ہے جیسا کہ ارشاد ہے وَمَا یَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّکَ اِلَّا ھُوَ یعنے خاص بندگان خدا سے خدا ہی آگاہی ہے ۱۲

Marfat.com

نرسد از وی جن وانس دہر کہ دید بہ چپکے سے آکر لیٹ رہا اور تمام رات چین نہ پڑا صبح کو رابعہ کو بلا کر بخوشی تمام آزاد کرو یا تو خوشی سے پھول گئیں اور سب دُکھ درد اگلے بھول گئیں مرقاکی حق ہیں حق تعالیٰ اسے دعا کرتی چلی گئیں پھر باہر شہر کے ایک خراب مکان میں رہنا اختیار کیا رات دن یاد خدا میں بیخود تھیں اور جوش محبت الٰہی میں دریا سے اُبلتی تھیں ایک مدت دراز اسی انداز سے گذاری پھر مشقت اور محنت رابعہ کی دیکھکر کسی نے کہا اسقدر کیوں رات دن جان مارتی ہو اور ایک گھڑی آرام نہیں لیتیں کہ اللہ غفور و رحیم ہے کہا اسقدر دُکھ اُٹھانے کو نہیں فرمایا جیسا ارشاد ہے لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا یعنے بار حکم الٰہی آدمی کی طاقت سے زیادہ ہرگز نہیں ہے کہا یہ سچ ہی مگر میرا مطلب کچھ اور ہے یعنی قیامت کے دن اعمالنامے ہر امت کے اپنے اپنے نبی کے آگے مجمع انبیا علیہ السلام میں کھولے جائینگے میرا اعمالنامہ جب حسن اعمال سے مالامال ہوگا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس مجمع میں کمال جاہ و جلال حاصل ہوگا اللہ اکبر جب ادنیٰ لونڈی امت محمدیہ کی اُس درجہ خوبی اعمال رکھتی ہے تو درد احرار و ابرار اس گروہ والا شکوہ کے کس درجہ اعلیٰ درجہ ہونگے فائدہ اسکے خچر پر سوار ہوکے حج کو چلیں ناگاہ راہ میں خچر مر گیا قافلہ والوں نے کہا تم کچھ تردد نکرو ہم تمکو بخوبی سوار کر لینگے اور سب اسباب تمہارا رکھ لینگے کہا تم سب صاحبوں کی مہربانی ہی مگر تم چلو میری کچھ فکر نکرو لاچار ہوکر قافلہ روانہ ہوگیا رابعہ نے زار زار رونا اور گڑگڑانا شروع کیا کہ اے مالک میرے تو نے اپنی لونڈی کو اپنے گھر کی زیارت کو بلایا راہ میں خچر مر گیا سب سامان سفر راہ میں پڑا ہوا اور تیری لونڈی زار و نزار ہے بس تیری لونڈی ہوکے اب کیا کسی اور کی کہلاؤنگی یا اور کسی کی خوشامد کرونگی کیا تو میرے حال پریشان سے آگاہ نہیں ہے ناگاہ قدرت خدا سے وہ خچر زندہ ہوگیا اسپر سوار ہوکر جھٹ قافلہ میں جا داخل ہوئیں تمام قافلہ والے یہ حال دیکھکر حیران ہوگئے اور وہ خچر ایسا خوش رفتار ہوگیا کہ بعد عرصہ دراز کے بقیمت معقول بکا ف۲ حکایت نقل ہی کہ ایک ضعیف آدمی کسی شہر کے گلی کوچہ میں پھرتے تھے اتفاقاً پیاس سے بیتاب ہوکر ایک مکان پر گئے اور پانی مانگا اندر سے ایک لڑکی آب سرد لائی پلا کر کہا اے شیخ دن کو پانی پینا تمہاری بزرگی سے بہت بعید ہی ہم سے لوگونکو یہ بات زیبا نہیں ف۳ حکایت نقل ہی کہ ایک مرتبہ

ف سبحان اللہ کیا عذر معقول قابل قبول حضرت رابعہ نے فرمایا واقعی اہل سوجھ کو وہ سوجھتی ہے جو اوروں کو نہیں سوجھتی بحکم آیہ کریمہ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ۱۲ ف۲ موافق مقولہ عقائد کے کہ کرامت اولیا حق کرامت اولیا کی حق ہے ف۳ غالباً ایام رمضان شریف کے ہونگے یا وہ لڑکی صائم الدہر اور قائم اللیل ہونگی کہ اپنے اوپر قیاس کرکے اجنبا کیا واللہ اعلم

Marfat.com

ذوالنون مصری رح رفع حاجت کو باہر شہر کنارے نہر کے گئے جب فارغ ہو کر لوٹے دیکھیں تو کنارے شہر کے بلند مکان پر ایک لڑکی ازبس حسینہ و جمیلہ کھڑی ہے امتحاناً اُسکی عقل دریافت کرنیکو پوچھا تو کون ہے بولی ای ذوالنون جب تک تمنے طہارت نہیں کی تھی تمکو مجنوں تصور کیا تھا جب طہارت کی تو عالم جانا بعد اسکے عارف سمجھا اب معلوم ہوا کہ نہ مجنون ہو نہ عالم نہ عارف کہا کیونکر بولی اگر مجنون ہوتے تو طہارت نکرتے اور جو عالم ہوتے تو غیر محرم عورت پر نظر نہ کرتے اور جو عارف ہوتے تو سوائے خدائے برحق کے کسی طرف نظر نہ کرتے ف۱ حکایت نقل ہے حضرت ذوالنون مصری رح سے کہ ایک مرتبہ حرم محترم میں عجیب حالت دیکھی کہ ایک حبشی جسوقت چپکے چپکے کچھ پڑھنے لگے تو چہرہ اُسکا آفتاب سا روشن ہو جائے جب چپ ہو جائے بدستور اپنی حالت اصلی پر آ جائے میں نے سخت متعجب ہو کر پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے کہا جسوقت ذکر اللہ کرتا ہوں اُسکی برکت سے ہمہ تن نور سے معمور ہو جاتا ہوں جب چپ ہو جاتا ہوں پھر حالت اصلی پر آ جاتا ہوں میں نے کہا سبحان اللہ ذکر اللہ کیا لطف باد صبا رکھتا ہے کہ غنچۂ دلکو گل سا کھلا دیتا ہے اور تمام دل و دماغ کو معطر کر دیتا ہے یا تاب عالمتاب رکھتا ہے کہ بال بال آفتاب سا چمکا دیتا ہے ف۲ حکایت نقل ہے یوسف بن حسین رح رازی سے کہ میں ایک مرتبہ مصر میں قبرستان کی طرف سے گذرا ناگاہ ایک غلام حبشی مقید دیکھا میرا نام لے کر سلام علیک کی اور اپنے پاس بلایا میں حیران ہو گیا کہ الٰہی میرا نام ونشان اسنے کیونکر معلوم کیا میں تو اسکی صورت سے بھی واقف نہیں ف۳ پھر کہا ای یوسف رازی اپنی اوقات خاص میں اس خوار وزار مجنون کی طرف سے بھی جناب پروردگار میں عرض کرنا کہ تمہاری محبت کی بدولت گھر بار بال بچے سب چھوٹے مگر قید کی ذلت وخواری سے ابتک نہ چھوٹے تمہاری قید کیا تھوڑی تھی جو اور ہوا و ہوس کے قیدی کی قید میں مقید کر کے ذلیل وخوار کیا اس صاحب عظمت و جلال کی قسم ہے کہ اگر ساری آسمان طوق گردن ہو جاویں اور سات طبق زمین کے پیر کی بیڑی بن جاویں بخدا تجھے نچھوڑونگا تیری محبت سے منہ نہ موڑونگا کہ تیر تیری محبت کا جی جان کے پار ہو گیا ابیات

کب تیر نگاہوں کے آسان نکلتے ہیں
اشک دل سوز انسے عاشق کے حذر کرنا

جس دل میں کہ دھنستے ہیں لیجان نکلتے ہیں
ایسے ہی تنوروں سے طوفان نکلتے ہیں

ف۱ اللہ اللہ اس لڑکی کاملہ عاقلہ نے کیا دلیل معقول واسطے ماقولی حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کی اور ان معقول پسند نے پھر کچھ جواب ندیا ۱۲ ف۲ اللہ اللہ واقعی جس جی جان میں بوئے محبت خدا بس جاتی ہے تمام جسم و جان معطر کر دیتی ہے جناب مولانا ارشاد فرماتے ہیں کہ نام خدا از بان جاں ستے مفید ہے نہ زبان جسم سے ہے مشک را بربتن منزن بر جان بمال ۵ مشک چہ بود نام پاک ذوالجلال حافظ چو پر شکست ۵ بازلف عنبر افشانش بہر شکستہ کہ پیوست تازہ شد جانش ف۳ سچ ہے سے عارفاں نوشیدہ اند

اپنے بندے پہ جو تم چاہو سو بیداد کرو | پر کہیں جی میں نہ آجائے کہ آزاد کرو ف۱

باب سولھواں حاجتمندوں کی حاجت چاہنی اور اہل اللہ کو حاجت پوری کرنی میں

حکایت نقل ہی کہ ایک مرتبہ کسی سائل نے بجناب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سوال کیا کہ عیالدار ہوں اور شدت بھوک سے بہت بیتاب ہوں کچھ سرکار والا سے عنایت ہو تو بال بچوں میں لیجا کر کھاؤں اور پیٹ کی آگ اس پانی سے بجھاؤں آنحضرت نے گھر میں دریافت فرمایا تو اتفاقاً اُسوقت کچھ موجود نہ تھا فرمایا اسوقت کچھ نہیں ہے پھر آنا اسنے عرض کیا یا رسولؐ اس در دولت سے کیونکر محروم جاؤں کہ بال بچے سب منتظر ہونگے کہ سرکار جناب رسول اللہؐ سے کچھ لانا ہوگا پھر گھر میں تلاش کرایا ناگاہ ایک عجمیہ یعنی ٹکڑا چاندی کا ملا آنحضرتؐ نے ارشاد کیا کہ تیرے مقسوم سے اسوقت یہی موجود ہے سائل بہت خوش و خرم ہوکے کمال تعظیم اور تکریم سے اُسکو لے گیا اور سب گھر والوں سے یہ ماجرا کہا وہ سنکے زار زار رونے لگے اور اپنے نفس پر لعنت ملامت کرنے لگے کہ اللہ اکبر جب وزیر اعظم شہنشاہ معظم کا یہ معاملہ ہے تو اور کسی کی کیا اصل ہے فی الواقع دنیا اور معاملات دنیا خواب و خیال اور سراسر وبال ہے پھر سب گھر والے اُسوقت بطعام اسی کلام کے حسب حکم خالق انام اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ شکم سیر ہوگئے پھر جب شدت بھوک سے جان بلب ہوئے تو اس عجمیہ کو از روئے برکت و تعظیم کبھی چومتے کبھی آنکھوں سے لگاتے کبھی منہ میں رکھتے پس منہ میں رکھتے ہی اسقدر شہد خالص اور دودھ مزیدار اس سے نکلا کہ جی جان کو شکرستان کر دیا اور بالکل بھوک کو مٹا دیا الغرض اسی طور سے باری باری منہ میں رکھتے تھے اور فضل باری سے شکم سیر ہو جاتے تھے اور حمد خدا اور نعت محمد مصطفےٰؐ سے دل و دماغ معطر اور معنبر کرتے پھر اس کو کمال اعزاز و اکرام سے عمدہ کپڑے میں لپیٹ کر نہایت تکلف سے مقام مکلف میں رکھدیا کہ وقت حاجت کے حاجت رفع کر لینگے دوسرے دن وقت ضرورت کے کھولکر دیکھا تو ایک جواہر بے بہا ہے کہ اسکی روشنی سے سارا گھر روشن ہو رہا ہے پھر اُسکو بازار میں جا کر بیچا تو ساٹھ ہزار درہم کو

ف۱ یہ کرامت بزرگ فنید کی تھی کہ بدوں دیکھے نام بتا دیا اور مزہ کی باتوں کا مزہ چکھا دیا ۱۲

بکا پس یہ سب برکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی ف حکایت نقل ہو کہ ایک شخص عیالدار بہت صابر و شاکر تھے اور بی بی انکی سخت اور بدزبان اور ناشکر تھی اتفاقاً ایک مرتبہ دو تین دن کھانیکو کچھ میسر نہوا تھا بھوکھ سی تنگ ہو کر خاوند کو نہایت تنگ کیا اور بہت سخت سست کہا کہ بال بچے بھوکھے مرتے ہیں اور آپ نکھٹو سے گھر میں بیٹھے ہیں جاؤ کچھ کماؤ اور بال بچونکو اس مصیبت سے چھڑاؤ کہا صبح کو مزدوروں میں جاکر مزدوری کر جو کچھ ملیگا تیرے آگی دھرونگا برائے خدا اسوقت مت چلاّؤ وہ محلہ نہ جگاؤ بہر صبح کو مجمع مزدور میں گئے خدا کی قدرت سے سب مزدور اپنے اپنے کام پر گئے انکی کسی نے بات بھی نپوچھی کہ تم کون ہو کہاںسے آئے ہو لاچار ہوکر چلے آئے پھر جنگل میں جاکے نماز عشا تک عبادت الٰہی میں مشغول رہے بعد اسکے چپکے سے گھر جا پڑے اسواسطے کہ دن میں خالی ہاتھ جائینگے تو واللہ اعلم عورت کیا طوفان مچاوے اور کس آفت میں ڈالے رات کو جاکر پڑ رہونگا صبح کو پھر اُٹھ جاؤنگا اور کہیں سے مزدوری کرلاؤنگا جب عورت نیند سے چونکی کہا ابتک کہاں غائب رہے کیا کما لاؤ کہا جسکی مزدوری کی ہے اُسنے کل کا وعدہ کیا ہے اور وہ بڑا رحیم و کریم ہے عورت بہت بکی چلائی کہ بال بچے ہمارے بھوکھوں مرتے ہیں اور آپ وعدہ کرتے پھرتے ہیں پس ازانکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد؛ صبح کو پھر مزدوروںکے اڈے پر گئے شان خدا کی کہ سب مزدوروں کو لوگ مزدوری کو لے گئے انکو نکما جان کے چھوڑ گئے مجبور ہوکر پھر جنگل میں اسی مقام پر جاکر نماز عشا تک عبادت الٰہی میں مصروف رہے اور گریہ وزاری کرتے رہے بعد نماز کے بڑی رات گئے چپکے سے گھر جا پڑے جب عورت چونکی بولی دونوں دن کی مزدوری لائے یہ بیچارے بہت گھبرائے کہا کل تینوں دن کی مزدوری دینے کا اقرار کیا ہے سنتے ہی آگ ہوگئی اور آپے سے نکل گئی بولی اپنا بھلا چاہو تو صبح کو تینوں دن کی مزدوری لے آؤ ورنہ

ف سبحان اللہ کیوں نہو کہ وہ ٹکڑا چاندی کا کس گھر سی تھا اور کس ہاتھ سی آیا تھا چنانچہ ایک بار انگلیوں اُس ہاتھ سے مصداق آیۂ کریمہ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ وقت پیاس پیاسونکے چشمۂ شیریں چون شہد شیریں جاری ہوئی کہ ہزاروں آدمی ایک پیالہ آب سے سیراب ہوگئے اور یہ حدیث صحیح بخاری شریف میں مفصل مرقوم ہو اور شدت پیاس میں سیراب ہونا قافلۂ عرب کا مع مواشی اسپ وغیرہ کے ایک مشکیزہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی دفتر سوم مثنوی معنوی میں مرقوم ہو چنانچہ بحکم مشتی نمونۂ خروارے چند اشعار مرقوم ہیں ؎ جملہ را زان مشک او سیراب کرد؛ اشتران و ہر کسی زان آب خورد؛ راویہ پرکرد مشک از مشک بود؛ ابر گردوں خیرہ ماند از رشک او؛ این کسی دیدہ است گز یک راویہ؛ سرد گردد سوز چندیں ہاویہ؛ این کسی دیدہ است کز یک مشک آب؛ گشت چندیں مشک پر بی اضطراب؛ مشک خود روپوش بود از موج فضل؛ میرسد از امر او ز بحر اصل؛ کاروان حیران شد اندر کار او؛ یا محمد چیست این بحر خو؛ ۲

منہ نہ دکھاؤ پھر صبح کو تھیلی انکے حوالے کی کہ تینوں دن کی مزدوری اسمیں ہے آنا جب اُس صابر شاکر کی نظر اسباب عالم اسباب سے اُٹھ گئی اور مسبب حقیقی پر جا پڑی اسیوقت آرزو دلکی پوری ہو گئی صرف ظہور کی دیر ہوئی پس وہ پھر سیدھے جنگل کو چلے گئے اور عبادت الٰہی میں سرگرم رہے پھر بہت رات گئے آئے عورت کے ڈر سے تھیلی میں رنیا پھر لیا کہ رات اس حیلہ سے گذر جاوے گی صبح کو چلے جاویں گے عورت کی آفت سے بچ جاویں گے جب ہی دروازہ میں پہنچے عورت کا ڈر ایسا غالب ہوا کہ تھیلی ڈال کر اُلٹنے کا قصد کیا تھا کہ ناگاہ گھر میں ایسی خوشبو آئی کہ جی جان کو اُوڑا لے گئی اور دل ودماغ کو معطر کر گئی متحیر ہو گیا سکتے کا سا عالم جی جان پر چھا گیا کہ یکایک عورت خوش ہوتی خوشی سناتی نکل آئی کہا یہ کیا معاملہ ہے وہ بولی اندر چلو اور اسکی حقیقت سنو اور شکر الٰہی بجالاؤ کہ بلاشک تم سچے تھے اور تمہارا مزدوری دینے والا سچا ہے حقیقت حال یہ ہے کہ میں بچوں کی خورد ونوش کی فکر میں مدہوش بیٹھی کہ ناگاہ کسی نے دروازے پر دستک دی میں گئی دیکھا تو ایک سوار سبز پوشاک پہنے ہوئے دروازہ پر کھڑا ہے مجھسے کہا یہ تین دن کی مزدوری اپنے خاوند کی لے اور اُس سے کہنا کہ جسقدر تو نے مزدوری کی اُسی قدر پائی اگر زیادہ کرتا زیادہ پاتا آگے کو خوب دھیان رکھنا پس یہ طباق ہے اور یہ پچاس درہم کہ اس سے دمبدم خوشبو اُڑتی ہے پس وہ دیکھتے ہی زار زار روتا تھا اور حمد وثنا خدامیں جی جان کھوتا تھا چشمہ چشم سے اشکباری اور زباں سے شکر گذاری جناب باری کی جاری تھی جیسا جناب مولانا ارشاد کرتے ہیں ؎ اے خدا ای فضل تو حاجت روا

با تو یاد ہیچکس نبود روا	آفرینہا بر تو بادا ای خدا	ناگہان کردی مرا از غم جدا
ای کمینہ بخششت ملک جہان	من چہ گویم چون تو میدانی نہان	ای مبدل کردہ خاکی را بزر
خاک دیگر را بکردہ بوالبشر	ایکہ خاکی شورہ را تو نان کنی	دہ کہ نان مردہ را تو جان کنی
بحر کو آبے بہر جو میدہد	ہر خسی را بر سر وردی نہد	کم نخواہد گشت دریا از کرم

ازکرم دریا نگردد بیش وکم ؎ عورت یہ حال دیکھکر حیرت میں آگئی اور پریشان حال ہو گئی کہا الٰہی یہ کیا معاملہ ہے کہ خوشحالی میں یہ پریشان حالی ہو گئی پھر جب اس جوش سے ہوش میں آیا تب اس مدہوش کو کہا کہ اے عورت ناشکر حقیقت یہ ہے کہ تینوں دن میں نے

Marfat.com

کسی کی مزدوری نہیں کی تمام دن اور رات عبادت الٰہی میں مشغول رہنا رات کو آکر تیرے خوف سے حیلہ گرد بنیا سو اس سچے مالک نے اپنے غلام کو سچا کر دیا اور تیری رات دن کی آفت سے چھڑا دیا تھیلی میں تیرے ڈر سے رہتا بھر لایا تھا اُسکو خالی کرے اور بیٹے کو پھینکدے جب ہی چاہے کہ تھیلی کو خالی کرے دیکھے تو وہ زرد جواہر سے لبریز ہے اور تمام گھر اوسکی روشنی سے روشن ہو رہا ہے پھر تمام عمر شکر گذاری جناب باری میں گذری خاحکایت نقل ہی کہ ایک سردار بصرے کا ہمیشہ اوداس اور بدحواس رہتا تھا اور غم والم میں اپنی جان کھوتا تھا کسی نے کہا خیر ہے کیوں راتدن اُداس رہتے ہو اور عیش زندگی کو ناحق منغص کرتے ہو کہا کیا کہوں کچھ کہنے کی بات نہیں کہ اتفاقاً نادانستہ ایک اولیاء اللہ کی خدمت میں بی ادبی ہو گئی ڈرتا ہوں تاکہ روز قیامت کے اس مواخذہ میں گرفتار نہو جاؤں قصہ یوں ہے کہ میں ایک مرتبہ زیارت بیت اللہ کو چلا سب دوست آشنا عزیز و اقربا پہنچانے آئے تھوڑی دور حسب سلوک سبکو ٹال دیا مگر زید کہ میرے متوسلین میں سے تھا ہر چند اُسکو سمجھایا نہ مانا اور میرا پیچھا نہ چھوڑا آخر کار تنگ آکر میں نے جھڑک دیا کہ سبحان اللہ بیت اللہ کا جانا ایسا آسان ہے تا کہ پا پیادہ چلنے کو تیار ہو گیا میرے ہمراہ نہ آ اور جس راہ سے تیرا جی چاہے جا کہا ای آقا کیا خدا قادر نہیں ہے کہ تمکو زاد و راحلہ سے پہنچا وے اور مجکو بے یار و مددگار بلا توشہ پہنچا دے پھر میں اپنی راہ گیا اور وہ اپنی راہ گیا مگر راہ میں کہیں نظر نہ آیا واللہ اعلم نظر سا کہاں گم گیا جب بفضل الٰہی میں سب مناسک حج سے بخوبی فارغ ہو گیا اور مدینہ منورہ کو چلا ناگاہ دیکھوں تو زید آیا اور سلام علیک کرکے میرے پاس بیٹھ گیا میں نے حیرت میں ہو کر پوچھا کہ حج کر آیا بولا ہاں پھر میں نے ظرافتاً از راہ ہنسی دل لگی اُس سے کہا کہ چٹھی سند حج کی بھی ملی بولا کیسی چٹھی اور کس کام آتی ہے میں نے کہا کہ ایک چٹھی بیت اللہ میں غیب سے حج کرنیوالے کو ملتی ہے کہ فلان بن فلان حج کو آیا اور حج اُسکا قبول ہوا پھر اُسی سند سے عذاب قبر اور حشر سے نجات ہوتی ہے یہ سنتے ہی روتا چلا تا بیت اللہ کو لوٹ گیا جب میں زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فارغ ہو کر لوٹا ناگاہ دیکھا کہ زید آگیا اور سلام علیک وعلیک السلام کرکے چٹھی میرے آگے رکھدی دیکھوں تو ایک نہایت عمدہ ریشمی

ف انی الوقع جو کوئی خدا سچے پر سچا بھروسا کرتا ہے من مانی مراد پاتا ہی جو کوئی رند دشب زی طلبی میں گذرتی ہیں وہ بھی روزی پاتی ہیں مقرری مقروری سے زیادہ نہیں پاتی اور جو نظر عالم اسباب بقدر حکم کے لئے ہر اسباب کو کوشش کرتی ہیں اور مانند سگ گزیدہ کرتے دوڑ دھوپ نہیں کرتے وہ بھی مقدرسی کم نہیں پاتے جیسا کہ مولانا ارشاد فرماتے ہیں ؎ در توکل تا ابی تبا پر ردت * جیسا کہ بیدا س

* شعر کا مضمون اس حکایت میں ظاہر ہوگا ۱۲

کپڑے پر بخط سبز لکھا ہی کہ یہ چٹھی ہی واسطے نجات زید کے عذاب قبر اور حشر سے ہی پھر میرے ہوش اُڑ گئے اور حواس جاتے رہے کہ الٰہی یہ کیا معاملہ ہے جب کچھ طبیعت نے قرار پکڑا اور ہوش بجا آئے تو میں نے کہا حقیقت اسکی کیا ہی بیان کرو کہ کیونکر یہ دولت عدیم المثال تمکو ملی کہا جب بیت اللہ میں پہنچا تو بالکل حاجیوں سے خالی پایا تب میں نے گڑگڑا کر زار زار رونا چلانا شروع کیا کہ اے مالک دوجہان کے کیا غریبوں کا حج قابل قبول نہیں جو سند مجکو نہ ملی یا غریبوں کا کعبہ اور صاحب کعبہ کوئی اور ہے اور وہاں جاؤں اور سند لاؤں مجکو قسم ہے تیری عظمت اور جلال کی کہ جب تک چٹھی نپاؤنگا کعبہ سے باہر نجاؤنگا اور روتے روتے یہیں مرجاؤنگا ناگاہ غیب سے آواز آئی کہ اے زید نجات کی چٹھی لے اور جا اپنی راہ لے پھر یہ چٹھی میرے ہاتھ میں آگئی لیکر چلا آیا تب ف تو مجھکو کمال حیرت ہوئی کہ اللہ اکبر اس شخص کا بڑا عالی رتبہ ہی اور میں آج تک اسکی حال سے واقف نہوا پھر باعزاز و اکرام انکو بصرہ میں ساتھ لے آیا اور وہ چٹھی کمال عظمت اور تعظیم سے معطر اور متبرک کرکے صندوق میں بند کر رکھی جب کبھی جی چاہتا تھا تو بکمال اعزاز نکالکر اسکی زیارت سے مشرف ہوتا تھا اور چومتا آنکھونکو لگاتا اتفاقاً میں کہیں سفر میں تھا میرے پیچھے زید نے انتقال کیا جب آیا بہت رنج والم ہوا کہ افسوس میں ایسے اولیاء اللہ کے کفن دفن میں شریک نہوا ناگاہ وہ چٹھی یاد آئی نہایت غم والم سے بیتاب ہوگیا اور ہزاروں نفرین اپنے حال پر کرتا تھا کہ وقت جانے کے انکو کیوں نہ دیا پھر صندوق مہری منگا کر دیکھا تو مہر لگی تھی اور صندوق بند تھا کھولا تو چٹھی نپائی نہایت حیرت میں آگیا طوفان غم میں ڈوب گیا حشر کا عالم برپا ہوگیا زار زار رونے لگا ناگاہ روتے روتے سو گیا کیا دیکھتا ہوں کہ جنت بکمال آراستگی آراستہ ہے اور زید ایک تاج سر پر رکھے ہوئے کمال زرق و برق سے ایک تخت جواہر پر جلوہ فرما ہے اور چار دنطرف اُسکے حوروں کا جمگھٹا ہے میں نے نزدیک جاکر انسے سلام علیک کی کہا اے آقا تم اسقدر کیوں متوحش و متردد ہو کہا تمکو یاد نہیں کہ چٹھی تمنے مجھے دیدی ہے چنانچہ یہ موجود ہے اور اسکی

ف فی الحقیقت یقین کامل سے فوراً مراد دل حاصل ہے جیسا کہ حکم حاکم حقیقی اسپر ناطق ہی یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ یعنے اے ایمان کے مسلمانوں جب تک یقین کامل اور احکام خدا و رسول کو حاصل نکروگے پکے اور سچے مسلمانوں میں داخل نہوگے اور ہرگز مراد دلی نہ پاؤگے اور جو کوئی پکا ہوگیا وہ مقصد دلی فوراً پاگیا جیسا کہ یہ حکایت اسپر گواہ ہے اور حسب ارشاد جناب مولانا ہر طرف سے اسکو ندا سہ کہ مے نا امیدی مرد کا میدہا است ❊ سوئے تاریکی مرو خورشید ہا است ❊ تو مگو ما را بدین شہ بار نیست ❊ با کریماں کارہا دشوار نیست ❊ ہین چرا خشکی کہ اینجا چشمہا ست ❊ ہین چرا دردی کہ اینجا

بدولت یہ دولت وحشمت مجکو حاصل ہو اب آپ کچھ تردد نہ کیجیے میں اپنے من مانی مراد کو پہنچا ف۱
حکایت نقل ہو کہ ایک مرتبہ حضرت ذوالنون مصری سفر حج میں کشتی پر سوار تھے اور اسمیں ہر
قسم کے آدمی امیر غریب تاجر سوداگر بھی تھے ناگاہ کسی سوداگر کا ایک موتی قیمتی گم گیا سب
کا جھاڑ لینا شروع کیا ایک شخص جو بہت میلے کچیلے سے کپڑے پہنے تھے اُنپر سبکا شبہ
ہوا وہ غیرت کھا کر جناب باری میں گریہ وزاری کرنے لگے کہ اے رب العزت عزت اور ذلت
تیرے ہی ہاتھ ہے سه چیز تو پیش که برآرد بنده دست :: ہم دعا و ہم اجابت از تو ہست :: این
دل سرگشته را تدبیر بخش :: واین کما نہائی دو تو را تیر بخش :: پس فوراً دعا چون تیر بہدف قبول
ہوئی کہ یکایک ہزاروں مچھلی پانی پر تیرتی ہوئی آئیں اور ایک ایک موتی بے بہا منھ میں
لائیں درویش نے ایک موتی لیکر سوداگر کو دیدیا اور بلا خطرہ اسیوقت کشتی سے اُتر کر
پانی پر چلا گیا سچ ہے سه خاکساران جہان را بحقارت منگر :: توچہ دانی کہ درین گرد سواری
باشد ف۲ حکایت نقل ہو کہ کسی شہر میں ایک مرد اور عورت اسکی دونوں محتاج تھے مگر
دولت صبر و شکر سے تاجدار تھے دُکھ سُکھ سے گذران کرتے اور ہر دم شکر خدا بجالاتے
ایک مرتبہ دو تین دن کچھ کھانے کو مُیسر نہوا تب مرد نے عورت سے کہا دو تین روز
سے ہمیں روزی نہیں ہوئی اور ہمارے گھر آگ نہیں جلی مبادا ہمسایہ ہماری ہمارا نہ
کھانا دریافت کریں اور ناحق رنج کھاویں اور ہم انکی نظروں میں حقیر نظر آدیں یہ بات مناسب
نہیں بلکہ مناسب یوں ہو کہ جلدی تنور میں آگ جلادو اور اس گمان آتش انگیز کو اس آبیاری
سے مٹادو چنانچہ عورت نیک سیرت نے فوراً تنور میں آگ جلائی اور آتش بدگمانی آب تاب
ایمانی سے بجھائی ناگاہ دھواں تنور سے بلند ہوا ایک عورت آگ کو آئی دیکھے تو سارا تنور
روٹیوں سے معمور ہو پھر گھر والی عورت کو بلا کے کہا تنور میں روٹی لگا کر ایسی بیخبر ہوگئی کہ پھر خبر نلی
پس تنور والی عورت جلدی سے گئی اور قدرت خدا کی تماشائی ہوئی دیکھے تو سارا
تنور روٹیوں سے معمور ہو پھر جلدی سے نکالکر خاوند کے آگے لے آئی اور سخت حیرت میں
ہوگئی خاوند سے کہا کہ قدرت خدا کا تماشا دیکھا خاوند بولا کہ اسکی قدرت سے یہ کیا
چنبا ہو اکہ وہ قادر مطلق ہزاروں قدرتیں ہر دم قدم ایک سے ایک زیادہ دکھاتا ہے

ف۱ سبحان اللہ کیا سچی کہاوت کسی سچے کی صادق آتی ہے کہ کبھی ہنستے ہنستے گھر لیتے ہیں ۱۲ ف۲ صحیح ہو حسب ارشاد جناب باری اولیاء اللہ کو کسی مقام ڈر اور خطرناک پر کچھ خطرہ اور ڈر نہیں کہ اِنَّ اَولیاءَ اللہ لَا خَوفٌ عَلَیہِم وَ لَا ھُم یَحزَنُون
یعنے اولیاء اللہ کو دونوں جہان میں کسی قسم کا ڈر اور غم نہیں ۱۲

پھر سب گھر والوں نے خوب شکم سیر ہوکر وہ روٹیاں کھائیں اور جی جان سے شکر الٰہی بجالائے
عورت نے قرینے سے دریافت کیا کہ خاوند میرا صاحب کرامت ہی کہ یہ سب نور ظہور انہیں
کی قوت ایمانی اور حالت عرفانی سے ظاہر ہوا پھر ایک مرتبہ کہا کہ جناب باری میں زاری
کرو کہ کوئی چیز ایسی عنایت ہووے کہ سب دنیا کے دُکھ کھووے تاکہ فارغ البال
ہوکر خالصاً مخلصاً خدا ہی کی یاد میں رات دن گذاریں خاوند نے کہا کہ وہ شفیق حال
ہمارا ہمارے حق میں جو بھلا چاہتا ہے وہی کرتا ہے اور کرے گا عرض معروض
کی کچھ حاجت نہیں غرض جب عورت نے بہت الحاح وزاری کی تب بمجبوری
پچھلی رات جو وقت اجابت دعا ہے دعا کی کہ خداوندا تو خوب جانتا ہے کہ
غلام کو تجھ سے میاں شفیق و مہربان سے کسی امر کی عرض کرنے کی حاجت نہیں
ہے مگر تیری لونڈی نے بہت تنگ کیا ہے اسواسطے عرض کیا کہ اگر مرضی ہو تو اُسکی
امید برلا اور اپنے غلام کو اس کشاکش سے چھڑا ناگاہ ایک طاق سے ہاتھ نکلا اور
ایک جواہر روشن اُس سے باہر آیا کہ تمام گھر اُسکی روشنی سے روشن ہوگیا
پھر وہ ہاتھ غائب ہوا اور بدستور طاق بند ہوگیا خاوند نے عورت کو جگایا کہ
جلد اُٹھ خدا نے تیری مراد دلی پوری کی وہ ناخوش ہوتی ناک بھوں چڑھاتی
اُٹھی کہ ناحق کیوں جگایا ناحق لذت جانی سے چھڑایا مفت جی جان کو جلایا کہ
کس لطف میں تھی اور کیا لطف کے خواب دیکھتی تھی کہ جنت بکمال آراستگی آراستہ
و پیراستہ ہے اور اُسمیں ایک مکان نہایت عمدہ زر و جواہر سے ساختہ و پرداختہ ہے
اور اسقدر مزین و روشن ہے کہ آفتاب روشن کو شرماتا ہے اسکی چمک دمک دیکھکے متحیر ہوگئی
جی جان سے کھوگئی جب کچھ ہوش و حواس بجا ہوئے میں نے پوچھا یہ مکان عالیشان دیکھے
کس خوش نصیب کو نصیب ہوگا کہا تم دونوں میاں بیوی کو ملیگا پھر تو اسقدر خوش
ہوئی کہ پھولی نہ سماتی تھی ناگاہ ایک موتی روشن اُسی مکان سے گم گیا وہ مقام بہت بدنما اور
نہایت نازیبا ہوگیا میں نے کہا یہ کیا ہوا کہا وہ موتی حسب خواہش تیری کے دنیا میں گیا پس
جسقدر دنیا میں راحت اور رونق چاہیگی اُسی قدر یہانکی راحت اور رونق سے ہاتھ
اُٹھاویگی یہ سُنکر میں بہت اداس اور بدحواس ہوئی اور لذت و راحت دنیا سے
درگذری اسی رنج و ندامت میں تھی کہ ناگاہ تمنے جگادیا میرے مزے میں خلل ڈال دیا

اور بدمزگی کا مزا چکھا دیا پس آپ واسطے خدا جناب باری میں پھر عرض کیجئے کہ یہ دوتی پیاز گم ہو جاوے اور اپنے مقام پر جم جاوے کہ دنیا کی حیات بے ثبات پر مطلق قدر بھی فریفتہ ہوکے رو نہ کرنا کمال حماقت ہے پھر خاوند نے جناب باری میں کمال آہ وزاری سے عرض کیا بعدہ تو بارالٰہا رحیم و حکیم ہے کہ اپنی لونڈی کو لذت جنت کا مزا چکھا دیا اور لذات دنیا سے چھوڑا دیا اور مخالفت کو موافق کر دیا کس جان و زبان سے اس عنایت اور شفاعت کی شکر گزاری کروں پھر حسب مضمون اشعار جناب مولانا کے عرض کرتی تھی اور گریہ وزاری میں جان کھوتی تھی سد

ای نہیب پالنو اندر ضمیر گوش ضمیر	از اشارتہای دل یا بی خبر	ای یکروہ یار ہمراغیار را
دی بداد و خلعت گل خار را	آنکہ خواہی کہ بالشش آمدو کا	بیان اورا در تضرع آوری
آنکہ گل را شاہد خوشبو کند	ہر نہی را باسب فضل باز کند	پھر ناگاہ اس طاق سے پانی

نمایاں ہوا اور اس کو ہر یاں اور درختان کو لے گیا اور اپنے مقام پر جڑ دیا ف حکایت اہل جہاد کہ خراسان میں کوئی ابراہیم ادہم کا عزیز قریب انتقال کر گیا اور بہت مال اکل حلال سے چھوڑ گیا اور سوائے ابراہیم کے کوئی اور اس کا وارث نہ تھا ابراہیم اس خیال سے چلے کہ اس مال کو لیکر اللہ صرف کرینگے مبادا کوئی مصارف بیجا میں صرف کرے راہ میں قدرت الٰہی سے عجب تماشہ دکھا یہ کیا دیکھتے ہیں کہ دریا کنارے ایک جانور اندھا بیٹھا ہے اور مینڈک دریا سے منہ میں کیڑا لا تا ہے اور اسکو کھاتا تاہے ابراہیم متحیر ہوگئے اور ہمراہیوں سے کہنے لگے کہ تم نے قدرت خدا کا تماشا دیکھا پس اب ہمنے خراسان کا جانا موقوف کیا اور اللہ ہی پر بھروسا کیا کہ اگر ہمارے مقسوم میں ہے تو از خود آجاویگا ہمارے جانے کی کچھ حاجت نہیں ہے پھر ہوٹی ان آکر تین دن تک جنگل میں بھوکے پیاسے پھرتے رہے اور کسی مقام پر پانی نہ پایا ناگاہ ایک کنواں ملا اسمیں ڈول ڈالا درہم سے لبریز پایا پھر ڈالا دینار سے بھرا آیا پھر ڈالا جواہر سے بھرا ہوا پھر آیا تب ابراہیم نے کہا مجکو زر و جواہر کی کچھ حاجت نہیں صرف وضو کو پانی درکار ہے ناگاہ آواز دلنواز غیب سے آئی کہ اسے ابراہیم تو نے زر و جواہر خراسان کا چھوڑ کر ہمارے اوپر چھوڑ دیا

ف فی الواقع یہ تصہ بیچ ہو کہ پیچھے دنیا کا بیچ علم اسکی تصدیق کرتا ہو جیسا فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہو دنیا میں تنگ اڑا ینگے جنت کے مزے سے محروم رہینگے پس جب زیادتی روشنی اور راحت اس جہان فانی کی موجب کم روشنی جہاں باقی ہو جائیں بدحالی بھی روشنی و راحت طالبان دنیا کہ دولت اور راحت یہاں اور آئندہ کو اس بیدولتی کی بدولت جیتوڑیں اور خراب کریں یہی سبب ہو جو کاملان الاہان اس عالم گذران کو خواب و خیال سمجھکر دکھ درد یہاں کے اٹھاتے ہیں حسب حکم اور نعمت اور راحت سے ہاتھ نہیں اٹھاتے حسب حکم حاکم حقیقی کے ولاخرۃ خیر لک من الاولی یعنی اے محمد بلاشک بھلائی آخرت کی تمہارے واسطے بہتر ہے بھلائی دنیا سے ۱۲

کیا بیٹے اسکے بہت درد جواہر بے بہا سے کوان بھر دیا کھا اور لٹا جہان تیرا حج ادا ہو وہاں اُن کھڑ [illegible]
حکایت نقل ہے عمر بن عبدالرحمن اوزاعی سے کہ ایک مرتبہ عید کی رات کو ایک پڑوسی آیا
کہا اے شیخ کیفیت ہے اور میرے بال بچے بہت ہیں میرے پاس کچھ عیدی دینے کو نہیں ہے
اگر فرصت کچھ امانت اور عنایت فرماویں تو عین عنایت اور محض شفقت ہے پس مجھکو اُنکی پریشانی
حالی پر رحم آیا پچیس درہم جو لڑکوں کی عیدی دینے کو رکھے تھے فوراً دیدیے کہ اسکے بدلے
نیک بندا اور دیکھا ناگاہ تھوڑے عرصہ کے بعد ایک شخص آیا اور مجھے بلایا میں گیا کمال ادب سے
میرے ہاتھ چومنے لگا میں حیرت میں ہو گیا کہ یہ کیا ماجرا ہے پھر میں نے پوچھا تو کون ہے
اس نے کہا میں تمہارے باپ کا غلام ہوں مدت کے بعد آیا ہوں کہ اتفاقاً باغوائے شیطان
علیہ اللعنۃ بھاگ گیا تھا مارے ندامت کے منہ نہ دکھاتا تھا میرے پاس پچیس دینار سرخ
ہیں تم میرے مالک ہو یہ بچا ہوا سو کر دیں وہ دینار لیکر گھر میں آیا شکر خدا کا بجا لایا اور یہ قصہ
اہل بیت کو سنایا کہ تھوڑے سے عرصے میں اللہ تعالیٰ نے پچیس درہم کے بدلے پچیس دینار
سرخ عطا فرمائے پھر خوشی تمام اُس غلام کو آزاد کر دیا وہ خوش ہوتا دعا دیتا چلا گیا فقط
حکایت نقل ہے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص کسان اپنی عورت سے کہہ گیا کہ روٹی پکا کر
کھیت پہ لے آنا چنانچہ عورت روٹی پکا کر چلی ناگاہ راہ میں ایک سائل نے سوال کیا اُسنے
روٹی کا ایک ٹکڑا توڑ کر دیدیا پھر جنگل میں رفع حاجت کو گئی اور گود کے بچے کو ایک مقام پہ بٹھا
دیا ناگاہ ایک بھیڑیا آیا اور بچے کو اُٹھا لے گیا آ کے دیکھے تو بچہ بھیڑیے کے منہ میں ہے چیختی چلاتی
زار زار روتی جناب باری میں عرض کرتی تھی کہ الٰہی میرے بچہ کو اس بلا سے بچا اور اس غمدیدہ
کو اس نوحہ بیوہ کو دکھا اور زار زار روتی اور آنسوؤں کا مینہ برساتی اور حسب ارشاد جناب
مولانا محمود ثنا میں جان کھوتی سے ای کریم ذوالجلال مہربان و اکرم المعروف دائمی جہان
بے کسیا ناز دکھانا الدائم ۔ گر تو نہ پذیرے بجز نیک ای کریم ۔ نزدین نزد دعا قیمت ما خیر باد [illegible]
مہربان بار الٰہی تو شنا [illegible] کہ ناگاہ ایک بڑا جانور ہوا سے ہوا سا آیا اور اس بھیڑیے کی گردن
پکڑ کے اسکے آگے سے آیا اور بزبان فصیح کہا اے عورت تیری اس لقمہ نے تیرا بچہ بھیڑیے
کے لقمہ سے بچایا اور بچہ بخوبی سلامت ہے ۔ حکایت نقل ہے کہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

ف ۱ سبحان اللہ [illegible] تقویٰ علیہم [illegible] جی جان کو حیران اور [illegible] قربان کیا [illegible]
[illegible] کیا اور [illegible] ف ۲ سبحان اللہ کسی سچے نے کہا ہے کہ اس ہاتھ دے دنیا اور اس ہاتھ لے
[illegible] جو کرتی [illegible] وقت پارے [illegible] والے [illegible] اور سب [illegible] ۱۲ [illegible]

جی جان سے نثار تھے اسقدر للہ صرف کرتے تھے کہ ہمیشہ قرضدار رہتے مگر اکثر اہل دل اور
صاحب دل انکے خدمتگذار تھے جو قرضہ ہو جاتا تو ادا کر دیتے چنانچہ ایک مرتبہ لاکھ درہم قرض
ہو گئے اور کوئی صورت ادا کی متصور نہ ہوئی اور اتفاقاً آپ بیمار ہو گئے قرض خواہوں نے
یہ سنکر آ گھیرا اور تقاضا شدید شروع کیا خادم نے عرض کیا کہ یا حضرت قرض خواہ آئے ہیں
اور قرضہ مانگتے ہیں کیا جواب دیں کیونکر اس بلا سے نجات پاویں تب تو حضرت بایزید متوجہ
ہو کے خدا سے دعا کرنے لگے کہ اے کریم تو خوب جانتا ہے کہ اس مرتبہ بہت قرضدار ہو گیا کہ
بیشمار درہم و دینار تیری راہ میں خرچ گئے اور ایک حبہ اپنے صرف میں نہیں صرف کیا جب
تک صحیح اور سالم تھا قرض خواہوں کو ہر طور اطمینان تھا کہ گرد کی چیز کی طرح انکی ادا ہوتی تھی
اب جو وقت رحلت قریب آیا اور تو نے اپنے پاس بلایا تیری ذات اور درستی سے بہت
دور ہے کہ گرد کی چیز کو لے اور زر رہن نہ دے پس غرض ہے کہ اول بایزید کو قرضہ سے
چھڑا بعد اسکے اپنے پاس بلا اے ای ہمیشہ حاجت ما را پناہ ؛ یاد رہ ۔۔۔ گرد ہم را ۔۔۔
دست گیر از دست ما مارا بخر ؛ پردہ را بردار پردہ ما بدر ؛ چون نباشم ز ۔۔۔ خوان بارگہ رفیع
من تہی دست قصور کاسہ لیس ؛ ہم بگو تو ہم تو بشنو ہم تو باش ؛ ما ہمہ لاشیم
با چندیں تراش ؛ خود چہ باشد گر ببخشد آن جواد ؛ بندہ را مقصود جان
بی اجتہاد ؛ پس یکایک ایک سوار دروازے پر آیا اور قرض خواہوں بایزید
کو اپنے پاس بلایا کہ دام دام ادا کر لو اور بایزید سے کچھ تعرض نکرو فوراً سب جمع
ہو گئے اور کوڑی کوڑی اپنی لے گئے پھر بایزید نے انتقال فرمایا اور بخوبی الکو
کفنا دفنا دیا بعد اس کے کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا کیا معاملہ گذرا کہا رحمت
الٰہی کا کچھ حد و شمار نہیں فرمایا اے بایزید کیا تھوڑے سے قرضہ پہ تجکو
ضامن کیا اگر ساری دنیا کا مال لیکر میری راہ میں دے دیتا فوراً ادا
کرتا حکایت نقل ہے کہ ایک عورت کے دودھ پیتا بچہ تھا ناگاہ ایک عورت نکے ڈالی آئی
اور سوال کیا اس عورت کے پاس اُسوقت اتفاق کچھ نتھا تو اس کہا اپنے بچہ کا کرتا اتار کر
اسکے بچے کو پہنا دیا کہ میرے بچے کو خداوند یگا قدرت خدا سے اسی وقت ایک کرتا آسمان سے
نازل ہوا اور اُسکی بچہ کے گلے میں پڑ گیا اور تمام عمر اُسکے واسطے کافی ہو گیا کہ بقدر قد و قامت
لڑکے کے کرتا بھی بڑھتا جاتا تھا اور موسم گرمی میں ٹھنڈا رہتا اور سرما میں گرم ہو جاتا

Marfat.com

باب سترھوان بیقراروں کی بیقراری اور جناب باری کی مددگاری میں

حکایت نقل ہے کہ ایک قزاق راہ لوٹتا اور مسافروں کو ناحق قتل کرتا تھا یہانتک کہ حاجیوں کو بھی نہ چھوڑتا تا ناگاہ ایک غریب مسلمان مسافر وارد تھا اس راہ سے گذرا قزاق نے اسکے گھوڑے کی باگ پکڑی اور [illegible] کہا نہیں جانتا کہ اس راہ سے کوئی بھی جان سلامت نہیں لیجاتا والا [illegible] سب سامان [illegible] اور مجھے جان سے چھوڑ دے کہا بجان اللہ اپنے پیر سے گوشمالی پاتا اور مرگ کے ہاتھ سے شوربجا زا پھر زندگی سے مایوس ہو [illegible] دور کعت کی مہلت ملی اور بعد نماز کے سجدہ میں بکمال زار زار زاری کی کہ اے کریم تیرے سوا اس ظالم کے ہاتھ سے کون بچانیوالا اور چھڑانیوالا ہے اور زار زار روتا اور چشمہ چشم سے دریا بہاتا اور دعا مانگتا ہی رہتا حسب ارشاد جناب مولانا سے

گر سگی کردہ ای شیر آفرین	شیر را گمار بر ما زین کمین	کردہ ایم از ہا کہ از من مہر نیہد
تا چنین پیلی سیاہی در رسید	ای خدا آن کن کہ از تو می سزد	کز ز ہر سوراخ مارم می گزد
بان سنگین دارم دل آمین	ورنہ خون گشتی درین رنج دنین	وقت تنگ آمد مرا دیک نفس

بادشاہی کن مرا فریاد رس ٭ پس ناگاہ ایک سوار آیا اور اُس قزاق کو مار گرایا اور محکوا سکے ہاتھ سے بچایا پھر اُس سوار کی خدمت میں عرض کیا کہ براے خدا سچ بتاؤ کہ تم کون ہو کہاں سے آئے کہ تمہاری تابعداری میں یا شکر گذاری کروں کہ تم نے میری جان بچائی کہا میں دس ہزار برس سے نزدیک عرش معلی کے حاضر رہتا ہوں جب کوئی فریادی فریاد کرتا ہے مجھے حکم حاکم حقیقی کے فوراً اسکی داد دیتا ہوں اور ظالم اور سرکش سے بدلا لیتا ہوں اور ہر وقت طیار سوار کھڑا رہتا ہوں ٭ حکایت نقل ہے مالک بن دینار سے کہ ایک مرتبہ سفر حج کو جاتا تھا ناگاہ راہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک کوا منہ میں روٹی لئے ہوئے ایک طرف اڑا جاتا ہے الغرض میں آگیا کہ دیکھوں تو یہ کہاں جاتا ہے تھوڑی دور جا کر ایک مقام پر بیٹھا دیکھا تو وہاں ایک شخص ہاتھ پیر کٹا پڑا ہے اور وہ کوا اُسکے سینے پر بیٹھا ہے [illegible] ٹکڑا کر کے کھلا رہا ہے تھوڑی دیر کے بعد اڑ گیا اور منہ میں پانی لایا اور اسکو

بلا [illegible] حکم دیکھ کے اُسکی [illegible] کرتا ہے کہ وہ [illegible] فادانتر غائم [illegible]

[illegible] ۱۲

بلا یا اسی طرح کئی مرتبہ گیا اور آیا پھر اسکو پہلا پلا کر اڑ گیا میں سخت حیران ہو گیا اور قدرت خدا کا تماشا دیکھنے لگا پھر اس شخص سے جاکر پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے کہ میری عقل گم ہے بولا ہمارا قافلہ حج کو جاتا تھا ناگاہ قزاق دوڑ پڑے سب قافلہ کو قتل کر گئے اور سب مال لوٹ لیگئے مجکو ہاتھ پیر کٹا مرا جانکر چھوڑ گئے تین دن تک بھوکا پیاسا تڑپتا رہا دانہ پانی منہ میں نہ گیا جب جان بلب ہوا اور زندگی سے مایوس ہو گیا تو جناب باری میں گریہ وزاری کرنے لگا کہ اے میرے کریم تیرے سوا اس خوار وزار کا خبر لینے والا کون ہے بھوک پیاس کی مصیبت سے چھڑا اور نہ اپنے پاس بلا

جان سنگین دارم و آہ ہنین
بی تن من روز بیم وای اللہ
رزق را میران لبسوی این حنین
ابر را ندی لبسوی او دو تو

وقت تنگ آمد مرا یک النفس
ورنہ خوان گستی درین دمہ و جنین
ہر کرا پا ہست جو یہ روزی
ابر را می کنی لبسوی این زمین
از تو نوشند از ذکور و از اناث

بادشاہی کن مرا فریاد رس
بی زجہدی آفریدی مر مرا
ہر کرا پا نیست کن دلسوزی
چوں زمین را پا نباشد جود تو
بیہ رنجی در عطا یا سنغات

پس دعا اس بیکس کی اس فریاد رس نے قبول کی چنانچہ اسوقت سے یہ کوا دونوں وقت کھلاتا ہے جیسا کہ تمنے دیکھا ف حکایت نقل ہو کہ ایک بزرگ کے ہاتھ پیر رہ گئے تھے اٹھنے بیٹھنے سے معذور ہو گئے اتفاقاً ایک مرتبہ گھر میں کوئی نتھا اور نماز کا وقت جاتا تھا زار زار رونے لگے کہ خداوندا میری نماز قضا نہو جاوے گو میری قضا آجاوے کہ نماز کے قضا ہو جانے سے اپنی قضا آجانا گوارا ہے ناگاہ پڑوسی کے جی میں خدانے رحم ڈالا اس نے جی میں کہا کہ پڑوسی ہمارا معذور ہے ایسا نہو جو انکو کچھ حاجت ہو اور گھر میں کوئی موجود نہو پھر جلد آکر پوچھا کہ اے شیخ کچھ حاجت ہو کہا کہ ہاں وضو کو پانی درکار ہے اور ایک عرصہ سے انتظار ہے پھر آسنے کوئیں میں تانبے پانی کو ڈول ڈال دیکھا تو ڈول زر و جواہر سے بھرا ہے ویسا ہی شیخ کے پاس لیگیا شیخ نے فرمایا یہ نہیں ضروری ہو خوشی سے لے لے کہ اللہ صاحب نے پہلے سے عطا کی تاکہ یہ غلام معذور اسکا احسانمند نہو پھر ڈول ڈالا تو پانی سے بھر آیا شیخ نے وضو کرکے نماز پڑھی اور شکر گذاری جناب باری جی جان سے ادا کی ف حکایت نقل ہو کسی حق پرست کی کہ ایک مرتبہ حج کو جاتی تھی ناگاہ رات کیوقت

ف سبحان اللہ شان رزاقی اس رازق حقیقی کی بھی ہو یہ باکہ رزق معلوم فرماتے ہیں سے رزق ما دوزی رسان پر مبد حا ہست نیا بد آن دہد ف ۲ یہ سچ ہے جو خدا کے حکم دل و جان سے حاضر رہتی ہیں وہ ہر طرح سے مسعد لستے ہیں اور کسیکے احسانمند نہیں ہوتے ۱۲

Marfat.com

ایک ہڈی پیر میں پار ہوگئی وہیں گر پڑے مارے درد کے کھانا پینا سونا چھٹ گیا قافلہ چلا گیا دو تین دن
بھوکے پیاسے بے چینی درد سے جی جان سے عاجز ہوکے جناب الٰہی میں زاری کی کہ خداوندا
کیا جی کی آرزو جی ہی میں رہیگی اور اس سال دولت حج نصیب نہوگی اے قادر تو سب چیز
پر قادر ہے اس عاجز کو اس دکھ درد سے جلد چھوڑا اور مراد دلی کو پہنچا پھر اسی غم و الم میں ذرا
آنکھ لگ گئی کیا دیکھتے ہیں کہ ناگاہ ایک اژدہا مجکو نگل گیا اور ہڈی پسلی سب چاب گیا اور وہ
ہڈی بھی پیر سے نکل گئی پھر یکایک آنکھ کھل گئی دیکھا تو پیر اچھا بھلا چنگا ہے فضل الٰہی سے جلدی
جاکے قافلہ میں جا ملے اور بخوبی دولت حج سے مشرف ہوئے ف۱ حکایت نقل ہے کہ کسی
شہر میں ایک بادشاہ آتش پرست تھا اور ایک عابد نصرانی اور ایک عالم مجوسی اس
شہر میں شہرۂ آفاق تھا بادشاہ نے لڑکے کو واسطے تعلیم کے عالم مجوسی کے پاس بھیجا قدرت
خدا سے لڑکا ایام بے تمیزی میں نہایت صاحب تمیز تھا اور حق و باطل کو خوب جانتا تھا
جب سبق سے فارغ ہوتا تو نصرانی عابد کی خدمت میں جاکر کچھ باتیں دین آئین کی سیکھتا
مدت تک اسکا یہی رنگ ڈھنگ رہا ایک مرتبہ راہ میں واللہ اعلم ایک اژدہا کہاں سے
آپڑا اور راستہ بند ہوگیا لڑکے کو ہرچند لوگوں نے منع کیا کہ یہ راستہ بند ہے دوسری
راہ سے جا اور از خود اجل کے منہ میں نجا کہ یہ صدہا آدمی کو نگل گیا ہے بیت گرچہ کس
بے اجل نخواہد مرد ٭ تو مرو در دہان اژدہا ٭ لڑکے نے نہ مانا اپنی جان پر کھیل کر تماشا
جانکے حق و باطل کو آزماتا ہنستا کھیلتا اسکے پاس گیا اور کہا اے حق راہ حق دکھا اور باطل
سے بچا اگر دین نصرانی سچا ہے اور عالم مجوسی جھوٹا ہے تو اس پتھر سے یہ اژدہا مر جاوے
اور یہ تیرا غلام نزد حق و باطل سے نجات پاجائے پھر پتھر مارا قدرت خدا سے وہ اژدہا
مرگیا لڑکے حق طلب کو حق تاریکی باطل سے آفتاب نظر آگیا فوراً نصرانی عابد کی خدمت
میں جاکر یہ ماجرا کہا اسنے کہا اسبات کا ساری شہر میں شہرہ ہوگا اور ایک جہان متحیر
اور حیران ہوکر تیرے پاس آویگا کسی سے میرا نام نہ لینا مجکو ناحق بدنام نکرنا کہ مخلوق
سے جان چھڑانا مشکل ہوگا جو مصلحت وقت جانتا سو عمل میں لانا برائے خدا مجکو کسی ج
میں نہ پھنسانا لڑکا عابد سے رخصت ہوکر آیا پھر جدھر دیکھا ادھر یہی چرچا اور شُ

ف۱ سبحان اللہ جو نیک لوگ کبھی نیک کام میں دکھ پاتے ہیں تو قدرت اور عنایت خدا سے جلد سکھ پاتے
جیسا کہ مولانا ارشاد فرماتے ہیں ٭ حاکم ست و یفعل اللہ ما یشاء ٭ او ز عین درد انگیزد دوا ٭ ہمچو
لیکن آنکہ صد جان دہد ٭ آنچہ در وہمت نیاید آن دہد ٭ ۱۲

غل مچا پایا کہ لڑکے نے اژدہے کو مار ڈالا تمام شہر متحیر ہو کر اسکے پاس آیا اور حقیقت حال دریافت کرنے لگا بولا کہ واللہ اللہ کے نام سے ذرا سے خنجر سے ایسا بڑا اژدہا مارا حقیقت میں خدا کی مار نے یہ مارا اور نہیں کیا اور میری مار کیا یہ خبر بادشاہ کو پہنچی وہ سنتے ہی آگ ببولا ہو گیا لڑکے کو بلا کر سب ماجرا پوچھا اسنے کہا کہ میں نے خدائے برحق کے نام سے اسکو مارا اور اسنے جی جان جرز کو جلایا اور سوائے ساز و سامان ایمان دل و جان کے سبکو جلایا کہ بندگی سوائے خداوند کے سراسر حماقت اور شرمندگی ہے شعر آدمی ہست از برائے بندگی ٭ زندگی بی بندگی شرمندگی ٭ گر تو خواہی حرمی و دل زندگی ٭ بندگی کن بندگی کن بندگی ٭ اے پدر بیفکر جسنے زمین و آسمان بنایا اور سارا جہان آفتاب سا چمکایا یافت کیا خدائی اُسکی ہر ذرہ میں نہیں چمکتی ہو جائے تعجب ہے کہ دن دوپہر کو پوچھتا پھرے کہ آفتاب کس گمنام کا نام ہے اور کہاں ہو گیا پتا نشان سے اسکو جہاں احمق اور نادان کہیگا پس جو کوئی روشنی خدائے برحق سے منکر ہوئے آپ ایسے کمتر چیزوں کو خدا بنا دے کہ نہ منھ بولے نہ سر کھیلے وہ بیوقوف نہ بیوقوف کہلا دے چاہیے کہ وہ بے عقل اپنی عقل کا علاج کرا دے پس یہ سنتے ہی آگ ہو گیا اور آتش غضب سے جلکر خاک ہو گیا حکم دیا کہ اسکو کشتی میں بٹھا کر بیچ دریا میں ڈبا دو کہ اسنے ہمارا نام ڈبویا اور سات پشت کو بٹہ لگایا پھر اسکو کشتی میں بٹھا کر لیچلے ناگاہ کشتی الٹ گئی سب ڈوب گئے مگر بفضلہ تعالیٰ وہ لڑکا صحیح سالم بچ گیا پھر بادشاہ کے پاس آ کر کہنے لگا کہ اس سچے خدا نے مجھکو بچایا اور جھوٹوں کو ڈبویا پھر تو بادشاہ آپے سے باہر ہو گیا کہا کہ اونچے پہاڑ کی چوٹی سے اسکو نیچے ڈالدو جو ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور اسکا نام نشان مٹ جائے جب پہاڑ پر لیگئے قدرت خدا سے ایسا ہوا کا جھوکا آیا کہ واللہ اعلم ان سب اہل ہوا کو کہاں ہوا سا اڑا لیا اور لڑکے کو ذرا ہوا نے نہ ستایا پھر لڑکا بخوبی سلامت بادشاہ کے پاس آیا اور اس اہل حماقت کو عرق خجالت میں ڈبویا تب جلکر کہا کہ جلادوں کو جلد بلاؤ اور اسکی جلد و پوست جلد اڑاؤ لڑکے نے کہا کیوں ناحق اپنی جان کھوتا ہے جی جان کو روتا ہے بیفائدہ حماقت بھگتتا ہو اگر تو اور تیرا سارا لشکر جمع ہو گا میرا ایک بال نہ میلا ہو گا اگر اس مصیبت سے نجات منظور ہے تو اپنی تدبیر بالائے طاق رکھ میرے کہنے پر دھیان رکھ کہ ایک میدان میں سب لشکر اور

ف جیسا کہ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنے اللہ تعالےٰ نور ہے آسمانوں اور زمین کا اسپر ناطق ہے ۱۲

تمام شہر کو جمع کر اور مجھکو ایک عود کی لکڑی پر بطور سولی کے چڑھا اور میرے ترکش سے
یہ کہکے تیر لگا کہ بسم اللہ تیرے خدائے برحق کے نام سے مارتا ہوں فوراً مرجاؤں گا پس بادشاہ
نے بھی ویسی ہی سب تدبیروں سے عاجز ہو گیا تھا ایسا ہی کیا اور حکمت لڑکے کی نہ جانتا وہ نادان
آگاہ نہ تھا کہ جب یہ بات سب سنینگے اور اہل شہر کے آگے یہ بات کہکر تیر ماریگا تو بلا شک ایسے
کو بھی ملادیگا اور میرے دین کو حق بتادیگا تو سب لوگ اسکو سچے دین سے پھر جاوینگے اور
ایمان میرے مذہب حق پر لاوینگے کہیں جلدی ہو گیا جہاں تو ایمان سے رہا پہنچ ایسا
ہی ہوا کہ وہ لڑکا تیر سے مارا گیا اور آدھے گروہ سے زیادہ فوراً ایماندار ہو گیا اور لڑکے کے
غم سے زار زار رونے چلانے لگے تھے اور آواز بلند کہتے تھے کہ ہم ایمان لائے اوپر لڑکے کے
سچے خدا پر جب یہ حال بادشاہ نے دیکھا سخت حیران ہو گیا کہ لڑکا تو مرا سب کو لے گیا
اور بھری بادشاہی اور ملک اور دولت پر بلا گر گیا اسی وقت ایک گڑھا چالیس گز کا کھدوایا
اور اسمیں جو لوگ ایماندار تھے اُنکو ڈالکر جلا دیا ناگاہ ایک عورت بچوں والی تھی اسکو ہر چند ڈرایا
کہ تجکو مع تیرے بچوں کے جلا دینگے ورنہ اسلام سے باز آ بولی میں حق سے نہ پھرونگی خدا
برحق سے منہ نہ موڑونگی تو کچھ پرواہ نہ کر جو چاہے سو کر پھر ایک ایک اسکے بچے کو
جیتے جی آگ میں جلاتے تھے مگر وہ کمال صبر اور ایمان سے اُف نہ کرتی اور رضائے الٰہی پر
شاکر و صابر تھی جب سب اولاد اسکی جلا دی اور گود کے بچے کو بھی جلانیکا ارادہ کیا اور اس
جاتی بچی کو اور زیادہ جلایا آخر وہ عورت تھی اور چھپنہ جگر پارہ اسکے جل گئے تھے اور
اس نے اُس گود کے لڑکے کے جلانے سے آگ بھڑک اٹھی قریب تھا کہ فریب
شیطان کھاوے اور دولت ایمان سے ہاتھ اٹھاوے کہ ناگاہ قدرت
خدا نے اس گود کے بچے کو گویا کیا گویا اس کے حفظ ایمان کا سامان کیا
اس نے بزبان فصیح کہا کہ اے ماں تو کچھ تردد نہ کر سب بھائی میرے
جنت کو گئے ہیں میں بھی جاتا ہوں پس اسی دم ہی لڑکے سے اس کی آگ بھڑکی
ہوئی تھی جب سنگدلوں نے اس لڑکے کو بھی آگ میں ڈالا تب عورت
نے بیتاب ہو کر ایک چیخ ماری پس یکایک ایک شعلہ اس آگ سے
اٹھا اور چالیس گز ہر طرف کے کافروں کو جلا کر خاکستر کردیا
اور اس بادشاہ کافر کا مع وزیر اور امیر اور لشکر کافر کے نام و نشان رہا

Marfat.com

کہ کہاں گیا اور ایماندار جو اس ظالم کے ظلم سے بچے تھے اللہ تعالیٰ کی حمایت سے ان میں سے ایک کا
بھی بال نہ جلا بلکہ ذرا لپٹ بھی نہ لگی ذ حکایت نقل ہے کہ کسی گاؤں میں کوئی سردار ظالم
چالیس پچاس آدمی ہمراہی لے کے ایک غریب بزرگ صاحب اولاد کے مکان میں فرودکش ہوا تھا
وہ بیچارے بباعث تنگی مکان کے بہت تنگ ہوئے اور ہر طرح سے اس سے عذر و معذرت
کرنے لگے اسنے ایک نہ سنی مجبور ہو کر کہا کہ میرے پاس حکم نامہ شہنشاہی ہے اس میں میرے
مکان پر اترنے کا حکم نہیں ہے کہا لاؤ دکھاؤ چنانچہ قرآن مجید لا کر یہ آیۂ کریمہ اٹھارہ پارہ سورۂ نور
کی یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُیُوتًا غَیْرَ بُیُوتِکُمْ الخ پڑھی وہ دیکھ حقارت سے کہنے لگا
یہ تو قرآن مجید ہے میں نے جانا فرمان بادشاہی ہے پھر ان بزرگ نے مایوس ہو کر جناب باری
میں زاری کی کہ خداوندا اس حال میں مجھ بیکس کا تجھ سوا کون فریادرس ہے اپنی قدرت کا تماشا
دکھا اور اس مصیبت سے بچا اور حسب ارشاد جناب مولانا کے عرض کرتی تھی اور روتی تھی چوبا
بیچارگان این بند سخت ٭ کی کشاید ای شہ بی تاج و تخت ٭ این چنین نقش کہ نداری ہر دو دو کہ
تواند جز بہ فضل تو نشود ٭ ای خداوندی کہ بیکر باد ٭ ... زین مصیبت ... بہ ناگاہ وہ
مکان گر پڑا اور وہ ظالم مع تمام ہواخواہوں کے دب کر مر گیا اور اللہ کے فضل سے وہ بزرگ مع سب
گھر کے بچ گئے ذ حکایت نقل ہے ابراہیم خواص سے کہ ایک مرتبہ سفر میں مجھ کو ... بیابان میں
ہو گئی راستہ بھول گیا ایک طرف سے گھنٹے کی آواز آئی پھر اس طرف تو آبادی جا کر جاتا تھا
ناگاہ ایک جن نے ایسا طمانچہ میرے منہ پر مارا کہ بدحواس ہو کے گر پڑا اور مدت درد
سے بیقرار ہو گیا تب گڑگڑا کے جناب باری میں دعا کی کہ الٰہی یہ ناحق تیری امان میں غریب
مسافر کو مار دیا ... کہاں جن بادشاہ نے ... ناگاہ ایک شخص اس جن کا سر کاٹ کر میرے آگے
لایا اور غیب سے آواز آئی کہ اے ابراہیم جب تک تو ہمارے دھیان میں تھا ہماری امان
امان میں تھا جب ہمیں بھول گیا تو کیا آزار پہنچا جن کا طمانچہ کھایا جب پھر ہم کو پکارا اس
جن کا سر کاٹ کر تیرے آگے بھیجا ف حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ کوئی بزرگ بیچارے جاتے تھے

ف چنانچہ مولوی معنوی بھی ارشاد فرماتے ہیں اور آخر حکایت کا یہ شعر ہے ٭ بانگ آمد کہ چون ابراہیم سجدہ ... پای دارای سگ
کہ قہر را سبید ٭ سبحان اللہ کیا اشتیاق ... عورتوں کے ایمان کی ہے کہ تمام عالم کو پیچ و تاب کرتی ہے حتی کہ مردان اہل دل کو
ہلاکی کرتی ہے ... الی عورتیں مردان نامرد ... ہزار ... افضل میں حسب ارشاد جناب مولانا ... زنان
... شعر ... یوسف جمال ذوالجلال ... کہ ای ... جمال ف
بیچ ہے ... خدا ماری ... کون ... ف کسی ... حیرانی
یعنی اہل حال کے خیال بھی پکڑے جاتے ہیں ۱۲

تو پیچھے سے امیر کی سواری آئی ملازم اور خادم چلاتے آتے تھے کہ ہٹو ہٹو امیر کو راہ دو میں ضعیف تھا جلد نہ سرک سکا اسلئے دوڑا نگیبا اور ہر طرف راستہ تنگ پایا کسی ملازم نے اپنے زور سے ایک کوڑا مارا کہ شدت درد سے میرے آنسو نکل پڑے لیکن میرے منہ سے بد دعا نکلی کہ الٰہی جس ہاتھ سے مجکو ناحق مارا ہے وہ ہاتھ کنجا ہو جائے دوسرے دن اتفاقاً اس شخص کو ہاتھ کٹا دیکھا کہ شدت درد سے روتا چلا جاتا ہے حکایت نقل ہے کہ ایک شخص بہت شکیل نہایت جمیل کچھ سوداگری کا بیچتا تھا ناگاہ ایک امیر کے گھر کو گیا امیر کی عورت فریفتہ ہوئی سودا لینے کے حیلے سے اپنی ڈیوڑھی پر لے گئی اور امیر کی عورت کو اسکے حسن و جمال سے خوبی اطلاع دی اسنے کہا کہ اسکو محل میں بلالے لونڈی نے پردہ کرکے بلا لیا امیر کی عورت حسن و جمال اُسکا دیکھا کر فریفتہ ہوگئی لونڈی سے کہا اس سوداگر سے کہو کہ سوداگری چھوڑ دے اور شب و روز ہمارے پاس حاضر رہے ہم بہت سلوک کرینگے بخوبی خوش و خرم رکھیں گے لونڈی نے یہ پیغام ادا کیا اسنے قبول نہ کیا بولی اگر بخوشی اس بات کو قبول نہ کریگا تو بھی جان سے جائیگا وہ جوان با ایمان صالح بہت گھبرایا اور حیران ہوگیا کہ الٰہی میں کس بلا میں مبتلا ہوگیا پھر جان سے ہاتھ دھو کر لونڈی سے کہا دو رکعت نماز کی مہلت دو لونڈی نے کہا بالاخانے پر جا کر چین جان سے وضو کر کے نماز پڑھو پھر وہاں اُٹھ جا کے وضو کرکے جناب باری میں گریہ و زاری کی کہ الٰہی موت قبول ہے مجھے یہ ذلت اور معصیت قبول نہیں اور زار زار روتا تھا اور حسب ارشاد

جناب باری میں لا کر عرض کرتا تھا	ای کریمی ای رحیمی سرمدی	در گذار از بدسگالان این بدی
[illegible] نرد دادہ ام	بے نرد کن مرا ہم از کرم	راہ بر ما ہیچ بستان کن لطیف
[illegible] باشعار شریف	پھر بسم اللہ کر کے اس بالاخانہ بلند و بالا سے کودا حضرت	

جبرئیل علیہ السلام نے بازو پکڑ کے بکمال لطف و آسانی زمین پر اُتار دیا فـ

باب اٹھارہواں اولیاء اللہ کی وفات اور کرامت میں

حکایت نقل ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے وفات فرمائی تو در و دیوار اور جنگل اور پہاڑ اور شہر و دیار سے زار زار رونے کی آواز آتی تھی اُس وقت کے علمائے دین اور صلحائے اہل یقین نے

ف سبحان اللہ جب خدا کے ڈر سے ذرا سا لذت دولت دنیا پر لات ماری جان و ایمان بچا اور مستحق جنت ہوا جیسا کہ پارہ عم سورہ نازعات میں ارشاد ہے وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى یعنے جو ڈرا اپنے رب کے آگے کھڑے ہونے سے اور روکا جی کو اسکی خواہش سے سو بیشک اسکا گھر بہشت ہی ٹھہرا اور سورۂ رحمٰن پارہ ۲۷ میں بھی ارشاد ہے وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ یعنے جو کوئی ڈرا کھڑے ہونے سے اپنے رب کے آگے اسکو دو باغ ہیں ۱۲

Marfat.com

کہا کہ یہ آواز سلام کی ہے کہ آپکے وقت میں بہت آب تاب سے تھا اور ہر جگہ دن رات آفتاب اور ماہتاب سا روشن تھا اور تمام عالم اسلام کی روشنی سے آفتاب سے زیادہ روشن تھا چنانچہ شہرت خلافت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہرہ آفاق تھی اب اسلام اُسوقت کی نسبت بہت کم رونق ہے اسواسطے داد یا کرتا ہے نقل ہے حکایت نقل ہے کہ حضرت ذوالنون مصری بہت کم کلام کرتے تھے اور دن رات دریائے محبت الہٰی میں ڈوبے رہتے دنیا والے نادان انکو مجنون جانتے تھے اتفاقاً وقضا آموسم گرما میں انتقال فرمایا شدت تابش آفتاب سے کوئی تاب نہ لاسکتا تھا کہ جنازے کے ساتھ جائے مگر چند کسان کامل الایمان ہمراہ ہوئے اور جنازہ حضرت کا لیچلے قدرت خدا سے جنازے پر جانور پروں کا سایہ کئے جاتے تھے یہ حال دیکھکر سب اہل شہر متحیر ہوکے جابجا انکے جنازے کے ساتھ ہوگئے پھر کسی مسجد کے دروازہ پر واسطے نماز کے جنازہ رکھا موذن نے اذان دی ان انگشت نمائے فی الکرامت نے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ پڑھ کفن سے ہاتھ نکالکر انگشت شہادت بلند کی اور کلمہ شہادت پڑھکے کلمہ شہادت کی شہادت دی اور تصدیق کی یہ ماجرا دیکھکر سب حیران ہوگئے اور کفن کھولکر دیکھنے لگے کہ یہ تو زندہ ہیں کلمہ پڑھتے اور انگلی اُٹھاتے ہیں دیکھا تو مردہ تھے اور انگلی ویسی ہی کھڑی تھی پھر بکمال اعزاز واکرام کفنا دفنا دیا دوسرے دن انکی قبر پر لکھا تھا کہا دیکھا اور وہ خط ہرگز کسی کے خط کے مشابہ نہ تھا کہ ذوالنون حبیب اللہ نے اللہ کی ذوق شوق میں جان نثار کی حکایت نقل ہے امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رح کی جب وقت رحلت قریب ہوا تو سب عزیز واقربا و دوست آشنا کو الگ کردیا اور دروازہ بند کرادیا ہم کو انکی بی بی آئیں دیکھیں تو بخوبی کفنائے ہوئے رو بقبلہ لیٹے ہیں کمال متحیر ہوکر رفقت کو بلاکر یہ ماجرا کہا انہوں نے کہا کہ وہ بہت بڑے متقی تھے اور اللہ کے نزدیک متقی پرہیزگار کی بہت بڑی عزت اور آبرو ہے جیسا کہ سورہ حجرات میں ارشاد ہوا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ یعنی بیشک تم میں بڑا آبرو والا نزدیک اللہ کے وہ ہے جو زیادہ ڈرے چنانچہ رحمت الٰہی نے فرشتوں سے غسل دلاکے جنازہ تیار کردیا اس میں تعجب کی بات نہیں ہے ہاں اگر تمہارا جی چاہے تو تم بھی پھر غسل دیدو کچھ مضائقہ نہیں ہے

ف سبحان اللہ کیا مرتبہ حاصل تھا کہ جن کے واسطے آسمان و زمین زار زار روتے تھے ۱۲

اہل افضل ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا بعد اسکے جماعت واسطے نماز کے آراستہ ہوئی اور امامت کو مسلمہ
بن عبدالملک بن مروان کھڑا ہوا چاہتا تھا کسی نے اسکو زمین پر دے مارا بعد اسکے العباس بن حبیب کو کھڑا
کیا وہ بھی حیرانی میں چوٹ کھا کر گر پڑے تب تو سب اہل جماعت یکایک چلا اٹھے کہ افسوس ہے
امیرالمومنین کا جنازہ کیا ہوا نماز دفن ہوگا کہ آواز تکبیر امام کی سنی گئی پھر سب نے
نماز پڑھی مگر امام کو کسی نے نہ دیکھا کہ کون امام تھے اور یہ آواز کسکی تھی اور ایک عالم یہ عالم
حیرت تھا علما نے کہا غالباً حضرت خضر امام تھے بعد تین دن کے ایک رقعہ انکی قبر پر پایا
مضمون اسکا یہ تھا کہ یہ چٹھی ہے اللہ حلیم عزیز کی واسطے نجات عبدالعزیز کے پھر اسکو
خلیفہ وقت کے پاس لے گئے اسنے متحیر ہوکے سب علما اور صلحا کو بلا کر پوچھا کہ یہ کس
چیز پر لکھا ہے کسیکے خیال میں نہ آیا کہ کیا چیز ہے مگر انس بن مالک بولے کہ میں نے جناب
رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ ہماری امت میں ایک شخص اصغر
نامی کے واسطے رقعہ نجات پتے درخت جنت پر لکھا جائیگا کہ عبدالعزیز ایمان سے گیا ف۱
حکایت نقل ہے کہ ملک شام میں ایک شخص جہاد میں شہید ہوگیا اسکا باپ ہمیشہ اس کے غم
میں رہتا اور بہت اداس رہتا پھر فضل الٰہی نے اسکو اس غم سے چھڑایا اور ہر شب جمعہ
کو اسکو خواب میں دکھلایا کہ بخوبی باہم ہمکلام ہوتے اور اس خوشی سے سات دن خوش رہتا
ایک مرتبہ جمعہ کو خواب میں نہ دیکھا پس نہایت رنج و غم دیکھا دوسرے جمعہ کو بدستور
نظر آیا پوچھا کہ اگلے جمعہ کو کہاں تھے بولا اس روز عمر بن عبدالعزیز نے وفات پائی
تھی شب شہیدوں کو انکی نماز جنازہ میں شریک ہونے کا حکم تھا میں بھی وہاں حاضر تھا ف۲ ۔
حکایت منقول ہے کہ ایک قافلہ جہاز میں سوار تھا اتفاقاً طوفان میں آکر جہاز تباہ ہوگیا اور
کسی جزیرہ میں جا لگا قافلہ وہاں اترا اسمیں سے ایک نوجوان بیابان جنگل کی طرف گیا اور
جلد واپس آیا پھر سب کو جمع کرکے کہا کہ میرا وقت اخیر ہے یہ دو پوٹلی محفوظ رکھو
ایک میں کفن دوسرے میں خوشبو وغیرہ لوازم کفن ہیں بخوبی سب سامان کفن

ف۱ اولیاء اللہ دونوں کو دنیا سے انقطاع اور شہرت سے ہے کہ خرچ سے قرآن مجید سب ارشاد جناب مولانا شہرت سے سب پر تہ
انداز عرش پر ذکر سبھی رہنما ہر سالکاں منبع صدق خدمت پاسبان آستانہ اولیاء اور رابطہ واقف راز اسرار خدا ہے عنایہ
ف۲ و ظاہر ہوم شہادت شہدا کی زبان سے یہ جنت سے مختلف ہیں چنانچہ شہیدا کی شان میں دوسرے پارہ میں
ارشاد ہے ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون یعنی جو لوگ کہ
راہ خدا میں مارے گئے انکو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تم نہیں جانتے ۱۲

دفن کا کرنا اور میرے بدن کے کپڑے اپنے ساتھ لیجانا جو کوئی نوجوان تم سے کپڑے مانگے اسکو دیدینا پھر جنگل کو چلے اور سب انکے پیچھے چلے ایک مقام پر جا کر اچانک رحلت کر گئے پھر سب ہمراہی بعد غم و الم انکے کفن دفن میں مستعد ہوئے اور دونوں پوٹلیں کھولیں ایک میں خوشبو تھی کہ کھولتے ہی جی جان کے دماغ کو معطر کر دیا دوسرے میں نہایت مکلف حلہ بہشتی عنبر بار کا کفن تھا الغرض سب لوازم بخوبی انجام پا گئے وہ سب سامان جنتی دیکھکر سکو یقین ہوا کہ یہ شخص جنتی تھا پھر جہاز پر سوار ہو کر کسی شہر کے پاس جا اترے ناگاہ ایک جوان خوش پوشاک آیا بعد سلام علیکم کے اس امانت کو طلب کیا اسی وقت اہل قافلہ نے اسکے حوالہ کی اُسنے فوراً وہ پہن لی اور اپنے کپڑے قافلہ والوں کے حوالہ کر دیئے کہ شہر میں بیچکر فقراء کو تقسیم کر دینا قافلہ والوں نے کہا کہ للہ کچھ احوال اس جوان دلآرام جنت مقام کا فرمائے کہ وہ کون کامل الایمان تھے کہا کہ وہ گروہ چالیس اولیاء اللہ سے تھے اب میں انکے قائم مقام ہوا **حکایت** نقل ہے کہ حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ ثابت بن صغار کہتے تھے کہ ایک مرتبہ بغداد میں رات کو بتقریب ایک جنازہ کے گیا اتفاقاً جنازہ چلا گیا تھا میں ٹھیر رہ گیا کہ واللہ اعلم کہاں گیا ناگاہ ایک طرف سے ایک خوشبو آئی کہ دماغ جی جان کو معطر کر گئی اور وہی بو میری رہبر ہو گئی جیسا جناب مولانا فرماتے ہیں ؎

فرماتے ہیں ؎	بو تماؤ زاست و رہبر ما است	می برد تا خلد و کوثر ما است
خوبی آں باشد کہ او بوئے برد	بوی او را جانب کوئے برد	ہر کہ بوئش نیست بی دینی بود
بوئی آن پوسیت کان دینی بود	دفع کن از مغز و بینی زکام	تا کہ ریح اللہ آید در مشام

پھر میں اسی طرف چلا گیا اور ایک قبرستان اولیاء اللہ میں پہنچا دیکھوں تو ایک قبر اسی مردے کے واسطے کھودی ہے اور اسمیں سے یہ خوشبو اٹھتی ہے **ف** **حکایت** نقل ہے کہ ایک جوان جنتی نے کسی بزرگ سے کہا کہ آپکو غسل میت بھی بخوبی معلوم ہے وہ بولے کہ ہاں پس وہ جوان اپنے ہمراہ لے گیا اور دروازہ پر بٹھا کے کہا کہ تھوڑی عرصہ میں اندر آنا اور بلانیکا انتظار نہ کرنا پھر یہ بزرگ وقت پر گئے دیکھیں تو بلطرف وہی جوان باایمان رو بقبلہ لیٹے ہیں بعدہ معلوم ہوا کہ رحلت کر گئے یہ بہت متعجب ہوئے

ف - موافق روایات صحیحہ کے خوشبو آنا قبر اہل اللہ سے صحیح ہے کہ بعد رحلت فرمانے کے ایک دروازہ جنت کی طرف سے مقبولوں کے واسطے کھول دیتے ہیں اس سبب سے لطف و بہار اسکا حاصل ہوتا ہے اور ہر وقت خوشبو سے قبر ان کی معطر رہتی ہے ۱۲

Marfat.com

کہ یہ جوان صالح اولیاء کاملین سے تھے پھر انکو بخوبی غسل دیا جب قصد کفنانیکا کیا اُسنے آنکھیں کھول کے تبسم کیا میں نے کہا سبحان اللہ مرنے کے بعد بھی ہنستے مسکراتے ہیں اگر زندہ ہو اُٹھ کھڑے ہو ورنہ کیوں ہنستی کرتے ہو پھر آنکھیں بند کر کے فقال حسب حال یہ خوشی ال تھی شعر ماہر دو جب اُٹھاتے ہیں عاشق اس طرح جی سے جاتے ہیں عاشقان جام فرح آنگہ کشند کہ بدست خویش خوبان شان کشند کشتگان خنجر تسلیم را ہر زمان از غیب جان دیگر است کہا ای شیخ اولیاء اللہ کہیں مرتے ہیں بلکہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں چلے جاتے ہیں جیسے جناب مولانا وصف انتقال اہل اللہ میں فرماتے ہیں کہ ہمچو نقل از مکان تا مکان پھر آنکھیں بند کرلیں مجکو بہت تعجب ہوا بعد اسکے کفنا دفنا دیا فاحکایت نقل ہے کہ جب ثابت بنانی نے کہ اولیائے کرام سے تھے رحلت فرمائی تو حضرت حمید الطویل اور حضرت ربیع الصبیح نے انکا جنازہ قبر میں اُتارا ناگاہ دونوں صاحبوں کے ہاتھ سے جنازہ غائب ہوگیا پھر سب متحیر ہو گئے اور ہر ایک پر سکتے کی حالت طاری تھی اور کوئی کچھ کہہ نہ سکتا تھا ایک دوسرے کا منہ تکتا تھا گویا ہر ایک بزبان اشارہ ساتھ اس مصرعہ کے گویا تھا ع سکتے کی سی حالت ہے کچھ کہہ نہیں سکتا ہوں پھر مصلحت وقت جانکر قبر کو بدستور درست کر دیا اور کچھ چرچا نہ کیا مگر حضرت حمید الطویل نے حضرت سفیان بن علی کو راز دار جانکر یہ راز کہا انہوں نے بھی بہت تعجب کیا چنانچہ رات کو مع چند خادموں کے جا کر وہ قبر کھولی تو خالی پائی پھر بدستور درست اور ثابت کر دی اور صبح کو ثابت بنانی کے گھر آئے انکی لڑکی ملی اُنسے پوچھا کہ زندگی میں تمہارے باپ کیا کرتے تھے بولی کیا تم نے انکو قبر میں نہیں پایا اور زیادہ متعجب ہوئے اور کہا سبحان اللہ ع این خانہ تمام آفتاب ست کہا کہ وہ دو برس سے رات دن زار زار روتے اور کہا کرتے تھے کہ خداوندا میرا جی یہی چاہتا ہے کہ ایک لمحہ تیری دولت حضوری سے دور ہوں اور ہر دم حاضر حضور رہوں اور جب تک جیوں تو ایسے ہی جیوں اور مروں تو ایسے ہی مروں چنانچہ حسب لہ شاد جناب مولانا تازہ دم تھے عمر در برگ این ہر دو با حق خوش بود

بی تو آب حیات آتش بود	ہر کجا تو با منی من خوش دلم	در بود در قعر چاہی منزلم
بی تو گلزار ہر دو جہان آتش بود	کہ عمرا بانو سرد سودا بود	عمر خوش در قرب جان پروردن است

قال جیسا کہ جناب مولانا فرماتے ہیں عاشقان کہ جام حق نوشیدہ اند رازہا دانستہ و پوشیدہ اند ۱۲۰۰ نقل بالتمام

عمر زاغ از بہر سرگین خوردنست	بہر محمود و خدا جام طہور	بہر این مرغان کور این آبشور

پھر حضرت حسن بصری نے یہ معاملہ سنکے فرمایا کہ فی الحقیقت ثابت زبانی بدولت ایمانی قرب رحمانی میں ہردم حاضر حضور ہیں چنانچہ میں نے انکو خواب میں نماز پڑھتے دیکھا ہے **حکایت** نقل ہے کہ ایک اولیاء اللہ نے رحلت فرمائی بخوبی غسل دیکر نماز انکے جنازہ کی پڑھی جب قبر میں رکھا دیکھا تو تمام قبر پھولوں سے پھول رہی ہے اور خوشبو سے مہکتی ہے ہر ایک نے متحیر ہوکر ایک ایک ڈالی اسمیں سے لاکے اپنے اپنے گھر لگائی قدرت خدا سے قریب تین مہینے کے وہ ڈالیاں بخوبی تر و تازہ رہیں پھر تمام شہر میں شہرہ ہوا اور ایک عالم اس قدرتی تماشے کا تماشائی ہوا حاکم وقت نے اس ماجرے سے مطلع ہوکر بخیال فتنہ و فساد کے سب جگہ سے وہ ڈالیاں طلب کیں قدرت خدا سے سب جگہ سے گم ہوگئیں **حکایت** نقل ہے ایک پارسا عبادان کے رہنے والے سے کہ ایک مرتبہ ایام شدت گرمی میں ایک نوجوان کامل الایمان نے رحلت کی شدت گرمی سے سب سامان کفن دفن کا اسوقت بخوبی نہوسکا تھنڈے وقت پر موقوف رکھا اتفاقاً میری آنکھ ذرا لگ گئی کیا دیکھتا ہوں کہ جنگل میں ایک مکان پر خیمہ جواہر کا چمکتا ہے اور صدہا حوریں بکمال خوبی و آراستگی آراستہ اسمیں جا وہ آرا ہیں اور خیمہ سے سر نکالکر کہتی ہیں کہ اے خدا نے اس جوان صاحب ایمان کے کفن دفن میں اسقدر کیوں دیر کی ہے ہم سب جی جان سے اسکے منتظر ہیں جلد جا کے اسکو کفنا دفنا دو پھر آنکھ کھل گئی جلدی سے میں نے جاکر بخوبی کفنا کر جہاں خیمہ دیکھا تھا وہیں دفنا دیا **حکایت** نقل ہو داؤد طائی کی کہ کچھ دینار اکل حلال بقدر حفظ کہ پائے تھے اسمیں سے سال بسال ایک دینار اپنی ضروریات میں صرف کرتے اتفاقاً سب خرچ ہوگئے صرف ایک دینار باقی رہا حجام کو بلا کر حجامت بنواتا اور خود ذکر اللہ میں مشغول ہوگا شروع کیا حجام نے کہا اول جناب حجامت سے فارغ ہو لیجئے پھر بخوبی ذکر اللہ میں مشغول ہوجیے مبادا کہیں استرا لگ جاوے فرمایا سبحان اللہ سب دم ہمارے غفلت میں گذرے تبہ سے وہ بھی ضائع جاتے ہیں اس حال میں یاد الٰہی سے کیونکر خاموش رہوں پس بعد فراغ ہونے سب لوازم حجامت کے وہ دینار حجام کے حوالے کیا اور نماز پڑھنا شروع کیا اور سجدے میں جان بجانان تسلیم کی **ف**

ف سچ ہے جیسا کہ جناب مولانا ارشاد فرماتے ہیں سہ ہستیان در تاب انوار خدا ہی جیم بیستہ فی ازہم جدا۔ **ف** اللہ تعالیٰ نے انکو مطلع کردیا کہ وقت مرگ تمہارا قریب ہے اسواسطے دینار حجام کو دیدیا اور ذکر الٰہی نہ چھوڑا ۱۲

Marfat.com

باب انیسواں خواب میں نظر آنے اہل اللہ کے

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے خواب میں دولت زیارت آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاصل کی دیکھا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ داہنے بائیں آں حضرت کے جیسے تارے گرد چاند کے چمکتے ہیں مودب بیٹھے ہیں میں بھی سلام علیکم کر کے مودب بیٹھ گیا تھوڑی عرصہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کو یاد فرمایا وہ حاضر ہوئے پھر جلد خدمت سے نکلے حضرت امیر کرم اللہ وجہہ فرماتے جاتے تھے الحمد للہ میں پاک صاف نکلا اور امیر معاویہ کہتے آتے تھے الحمد للہ ہم بھی پاک صاف ہو گئے۔ **حکایت** نقل ہے کہ ایک اولیاء اللہ کو خواب میں دولت زیارت آں حضرتؐ نصیب ہوئی کہ آں حضرتؐ ایک مقام پر جلوہ فرما ہیں اور داہنے بائیں اصحاب اس طرح آپ کے دو ستارے چمکتے ہیں اور تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص اور نورانی چہرہ آکر آپ نے اپنے پاس بٹھا لیا اور بہت پیار کیا اتفاقاً میں نے ان صحابی سے جو وہاں حاضر تھے میں نے ان سے پوچھا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اور کون ہیں کہا داہنی طرف حضرت صدیق اکبرؓ اور بائیں جانب حضرت عمر خطابؓ ہیں اور آگے حضرت کے عمر بن عبد العزیز ہیں ف ۲

حکایت نقل ہے کہ کسی بزرگ نے حضرت ابراہیم ادہمؒ کو خواب میں دیکھا کہا کیا معاملہ پیش آیا آگے تمام غیبتی سے کہا ایسے فضل و کرم دیدہ و اسرار کا کس جان و زبان سے شکر گزاروں کہ بیشمار ہے مجھکو باب الشمس پر مقام عطا ہوا ہے میں نے کہا باب الشمس کس مقام کا نام ہے بولے وہ ایک بڑا مکان عظیم الشان بمقابلہ عرش معلی کے ہے اور وہ درجہ سوائے اولیاء اللہ تعالیٰ وہ جہت کے کسی کو نصیب نہیں ہوتا اور بہت بڑا درجہ ہے اور بڑی دولت ہے

ف [illegible] دار فی ... فی مقعد صدق ... ان المتقین فی جنت و عیون ... اخوانا علی سرر متقابلین یعنی جو پرہیزگار ہیں باغوں اور چشموں میں ... اور ان کے سینوں میں جو خفگی تھی ... ہو کر تختوں پر بیٹھے سامنے ۲ فائدہ قرآن ... دنیا میں جو کچھ آپس میں خفگی تھی جی صاف ہو گئے اس سے معلوم ہوا کہ کبھی دو آدمیوں میں خفگی ہو ... اور دونوں نیک ہوں جیسے حضرت کے صحابہ منہ رحمت اللہ تعالیٰ ف ۳ الشمالہ الشد ... والوں کے کیا گیا درجے اور کیا کیا ... ہیں کہ اس درجے کے آگے سب درجے گرد ہیں ۱۲

پروردگار ہے کہ اپنے فضل و کرم سے ہر روز ستر بار رو زی کرتا ہے ف حکایت نقل ہے کہ ایک پارسا نے خواب دیکھا کہ جنت بکمال حسن و جمال آراستہ و پیراستہ ہے اور ایک خوان مکلف در خشت نوری میں معلق ہے اور ایک کرسی مکلف یاقوت سرخ کی نہایت تکلف سے اسکے پاس بچھی ہے اور اُسپر ایک جوان کامل الایمان بہت نفیس پوشاک سے آراستہ جلوہ فرما ہے اور اس خوان سے کھانا کھاتا ہے اور ہزار فرشتے مژدہ سناتے خوشخبری دیتے مانند ہالہ کے گرد اس ماہ پارہ کے ہیں میں نے متحیر ہوکر کہا یہ کیا مجمع ہے اور یہ چاند سا چہرہ آفتاب سا چمکتا کون ہے کہا یہ جوان مالک بن دینار ہیں کہ دنیا میں فقط مالک حقیقی کی تابعداری میں ہمیشہ جان نثاری کرتے رہے اور گرد انکے بارہ ہزار فرشتے خوشی کرتے خوشخبری سناتے ہیں اور مضمون آیہ کریمہ سورۂ ق کا لَهُم مَّا يَشَاءُونَ فِيهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ ادا کرتے ہیں یعنی تم نے ساری عمر ساری جی خواہش ہماری خواہش کے آگے خاک کر دی اور اب سب ساز و سامان دل و جان میں آگ لگادی اسکے بدلے ہم نے تمکو یہ دولت عطا کی خوب کھاؤ اور چین اڑاؤ اور جو جی چاہے سو اور چاہو اور مانگو اور ہم اپنی طرف سے وہ نعمت عطا کرینگے جو کبھی تمہارے وہم و خیال میں نہیں گذرے پھر اور طرف جا کر دیکھا تو عجب تماشا قدرت خدا کا دیکھا کہ ایک شخص بہت عالی شان نہایت معظم و مکرم حضرت خدا میں بیخود ہیں اور ذوق شوق بدایہ دیدہ کھولے دریا سے ابل رہے ہیں اور ٹکٹکی باندھے زار زار ہیں میں نے حیرت میں آکر پوچھا یہ کون ہیں کہا یہ معروف کرخی ہیں کہ وقت دیدار ہوش میں آتے ہیں اور انتظار میں مدہوش رہتے ہیں ف حکایت نقل ہے کہ کسی بزرگ نے حضرت یحییٰ ابن رازی کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ جناب باری میں تمہارا کیا معاملہ ہوا کہا اسکی عنایت اور شفقت کس جی جان و زبان سے ادا کروں کہ بے حساب ہے ارشاد ہوا کہ اے یحییٰ دنیا میں کیا کیا اور ہمارے واسطے کیا لایا میں نے عرض کیا کہ اے میرے مالک میں حسب الحکم فخر بنی آدم کہ اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ عہ قید خانہ دنیا سے موافق ارشاد تیرے کہ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ہزار خواری و زاری چھوٹ کر سرکار والا میں آیا

عہ یعنے دنیا قید خانہ ہے واسطے مومن کے اور جنت ہے واسطے کافر کے

ف فی الواقع عمدہ دولت دارین یہ دولت دیدار پروردگار ہے چنانچہ مولوی معنوی فرماتے ہیں سہ آدمی دیدہ است باقی پوست است ؛ دید آن دیدہ کہ دیدہ دوست است ؛ دید دیدہ ان اللقای حق بود ؛ حق کجا ہمراز ہر احمق بود ؛ نور دل را نور حق تزئین بود ؛ معنے نور علی نور این بود ؛ ف جیسا کہ مولوی معنوی فرماتے ہیں سہ غیب را ابری و آبی دیگرست آسمان و آفتابی دیگرست نایدآن الا کہ بر خاصان پدید باقیان از لبس من خلق جدید [illegible] ... سا شتی از حق چون غذا یابد حیوۃ عقل آنکو گم شود گم شود گمرہی

ہوں اور قیدی جب قید خانے سے چھوٹتا ہی تو صورت سوال ہو جاتا ہے پس وہ مستحق لینے
کے ہے یا لائق دینے کے چنانچہ ہر ایک اسکے حال پر رحم کرتا ہے اور حسب لیاقت انکی اسکے
ساتھ عنایت کرتا ہے چنانچہ اب میں قید دنیا سے بہزار خواری وزاری چھوٹکر آپکی درِ دولت پہ
بڑی آس کرکے آیا ہوں دیکھوں در رحمت سے کیا عنایت ہوتا ہے کہ بہت شہرت بندہ نوازی
اور کارسازی کی سنی اور دیکھی ہے کہ تو نے بیحد وشمار گنہگار آفت گناہ سے چھڑائے ہیں اور
عالی درجہ کو پہنچائے تیرے لطف وکرم سے کیا عجب ہی کہ اس غلام کو بھی اپنی مراد کو پہنچائے
اور آفات قبر اور حشر سے بچا دے فرمایا اے یحییٰ تو نے سچ کہا کہ مجھسے زیادہ میرے بندے
حق میں کون شفیق اور مہربان ہے جا خوش ہو اور خوشی سے رہو کہ تجکو بھی جنت عطا کی اور
تیری مغفرت فرمائی حکایت نقل ہے بشار بن غالب سے کہ بعد وفات رابعہ بصری رح
کے ہمیشہ انکے واسطے دعا و درود کا ثواب بخشا کرتا تھا ایک مرتبہ رابعہ کو خواب میں دیکھا
بولی اے بشار خدا تجکو نجات کی بشارت دے اور خوش رکھے میں تجھسے بہت خوش ہوں کہ
تو ہمیشہ مجکو دعا و درود وغیرہ کا ثواب پہنچاتا ہے اور خوش کرتا ہے پس جو کوئی
مردے کو ثواب کسی چیز کا بخشتا ہے اول اللہ تعالے اُس کو قبول فرما
کر فرشتوں کو فرماتا ہے کہ بطور تحفہ کے نوری خوان میں نوری کپڑے سے
ڈھانک کر اس مردہ کی قبر پہ کمال اعزاز سے پہنچا دو پس فوراً فرشتے پہنچاتے
ہیں اور کہتے ہیں کہ اے فلانے بیٹے فلانے کے یہ تحفہ تجھ کو فلانے بیٹے
فلانے نے بھیجا ہے پھر وہ مردہ بہت خوش ہو کر کمال خوشی سے اسکو لیتا ہے اور
اسکے سبب سے مردے گنہگار عذاب سے نجات پاتے ہیں اور نیک کاروں
کے درجے بلند ہو جاتے ہیں پس میں مسرور ہوا اور درود معمولی جاری رکھا حکایت
نقل ہے ایک پارسا سے ایک مرتبہ کشتی میں سوار تھا قدرت خدا سے کشتی بہہ کے
ڈوب گئی فضل الٰہی سے سب بچگئے مگر ایک نوجوان با ایمان ڈوب گیا سب کو
اس کا بہت غم والم ہوا ناگاہ میں نے اُسکو خواب میں دیکھا پوچھا کہ کیا
حال گذرا بولا شفقت جناب باری کس جی جان سے بیان کروں کہ ڈوبتے ہی مجھے
دریائے رحمت میں ڈبو دیا اور مقام عالی مقام شمس پر پہنچا دیا میں نے کہا شمس کس
مقام کا نام ہی بولا وہ ایک بڑا امکان عالی شان ہے کہ سوائے شہیدوں دریا میں ڈوبے

Marfat.com

ہوؤں کے وہ کسی اور کو نہیں ملتا ف حکایت نقل ہے موسیٰ بن عیسیٰؒ سے کہ ایک مرتبہ خراسان میں میرے پاس ایک شخص بزرگ آئے اور کہا کہ تم شداد موذن کو بھی جانتے ہو میں نے کہا تمہاری اُنسے کیا غرض ہے بولے کہ اتفاقاً میں نے خواب میں جنت دیکھی ناگاہ وہاں اذانکی آواز سنی میں نے حیرت میں آکر پوچھا کہ یہ اذان کی آواز کہاں سے آتی کہا کہ یہ آواز دل نواز شداد موذن کی ہے کہ جب دنیا میں اذان دیتا ہے جنت میں اُسکی اذان کی آواز آتی ہے ف حکایت نقل ہے حضرت ابراہیم ادہمؒ سے کہ ایک مرتبہ میں نے بشر حافی کو خواب میں دیکھا کہ ایک آستین میں کچھ بھرا ہے میں نے کہا کہ دربار جناب باری میں کیا معاملہ گذرا اور آستین میں کیا بھرا ہے کہا جو کچھ اُس خداوند نے اس غلام پر انعام واکرام فرمائے کیونکر بیان کروں کہ بیحد وشمار ہیں یہ آستین میں کچھ وہ زر وجواہر ہے کہ جو بعد انتقال احمد بن حنبلؒ کی روح پر نثار ہوئے پھر میں نے کہا کہ حضرت احمد بن عبداللہؒ اور حضرت یحییٰؒ رازی کا حال کہو کس حال میں ہیں کہا ابھی اُن سے ملاقات ہوئی تھی فضل الٰہی سے عرش معلی کے نیچے مقام پایا ہے سبحان اللہ کیا اونچا پایا پایا ہے کہ ہر ساعت دولت دیدار جناب باری سے بہت ہشاش وبشاش اور نہایت خوش وخرم اور مضمون ارشاد حضرت حافظ کے تازہ دم ہیں سے گشتہ ام در جہان وآخر کار * دلبری برگزیدہ ام کہ مپرس * ہمچو حافظ غریب اندرہ عشق * بمقامی رسیدہ ام کہ مپرس * خاطرم دقتی ہوس کردی کہ بینم چیزہا * تا نظر ادیدم نکردم جز بدیدارت ہوس * حکایت نقل ہے کہ ملک شام میں ایک شخص جہاد میں شہید ہو گیا تھا بعد مدت کے علی ابن افقی نے کہا کہ مقام افسوس ہے کہ میں اب تک اپنے دوست کی قبر پر فاتحہ کو بھی نہیں گیا پھر اُسی وقت گئے اور فاتحہ پڑھکر کچھ دیر فضا ادرہی اچھی معلوم ہوئی ذرا آنکھ لگ گئی اتفاقاً اُس دوست کو خواب میں دیکھا کہ سخت عذاب میں گرفتار ہے اور چاروں طرف سے اُسپر مار دھاڑ ہے میں نے بہت متحیر ہو کر پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے بولا کیا کہوں روز مرگ سے ایسے ہی وبال میں مبتلا ہوں مگر فضل جناب باریکا ہر دم امیدوار ہوں بس مجکو اسکا یہ حال دیکھکر کمال حیرت ہوئی اور نہایت دہشت جی پر چھا گئی کہ جب خدا کی راہ میں جان دینے والوں کا یہ حال ہے تو واللہ اعلم میرا کیا حال ہوگا پھر آنکھ کھل گئی تو آپکو بہت اُداس اور بدحواس پایا آخر کار گیا پتا بہزار خرابی

ف چنانچہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ بیت اللہ شریف کے جانیوالے جو راہ میں کشتی یا جہاز میں ڈوبکر جان بحق تسلیم کرتے ہیں حق پاک پروردگار واسطے انکے افراد دو قار کے یا دو اسطہ ملائک کے آپ اپنے دست قدرت سے غسل دیتا ہے اور عمدہ درجے کو پہنچا تا ہے ... بزرگ بھی اسی قسم سے تھی جو اس درجہ کو پہنچے ... فی الحقیقت بیشک اذان دینے کا ایسا ہی درجہ ہے جیسا کہ ... روز قیامت کو شجر وحجر سب موذن کے کلمہ پڑھنے کی گواہی دینگے اور انکی گردنیں بلند ہونگی اور چہرے روشن ہونگے ۱۲

گذر تک آیا تیسرے دن پھر اسکو خواب میں دیکھا نہایت خوش و خرم پایا کہ ستر حلہ بہشتی اور تاج نوری سے بکمال زرق و برق آراستہ ہے میں نے متعجب ہو کر پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے پہلے تجھکو سخت عذاب میں مبتلا دیکھا اور اب بکمال آب و تاب پایا بولا کل ایک قافلہ اس راہ سے بصرے جاتا تھا اسمیں سے کوئی الحمد کوئی قل پڑھکر اہل قبور کو بخشتا تھا مگر ایک مرد نے اپنے حصے کا ثواب یہ مجھکو بخشا اپنے فضل و کرم سے اسکے بدلے یہ درجہ عنایت فرمایا اور سب عذاب قبر اور حشر سے بچایا

باب بیسواں حکایات متفرقات میں!

حکایت روایت ہے حضرت عقیل برادر حقیقی حضرت علیؓ سے کہ ایک مرتبہ سفر میں ہمرکاب افضلیت انتساب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشرف تھا تین معجزے عجیب و غریب دیکھے اول یہ کہ ایک مرتبہ جنگل میں آپکو حاجت رفع حاجت کی ہوئی اور وہ دشت کف دست چٹیل میدان تھا کہیں درخت اور جھاڑ کا نشان نہ تھا ناگاہ دو درخت ایک پہاڑ پر نظر آئے حضرت نے مجھکو ارشاد کیا کہ جلد جاکے ان دونوں درخت کو سمجھا دے آپس میں میرے جاتے ہی وہ دونوں درخت سبز بخت فوراً حاضر حضور ہوئے اور آپس میں مل گئے ہوئے آنحضرت نے انکی آڑ میں رفع حاجت فرمائی پھر وہ دونوں درخت حسب الحکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے مقام پر چلے گئے دوسرے یہ کہ آگے چلکے ایک مقام پر جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونق افروز ہوئے دیکھا تو بڑا مجمع ہے اور ایک اونٹ بلبلاتا چلا آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو دیکھکر زار زار روکر عرض کرنے لگا کہ یا رسول مجکو انکی مار سے چھڑائیے اور انکو آنحضرت کی مار سے بچائیے کہ مجکو ناحق مارتے ہیں اور خود فرمان برداری جناب باری سے جی چراتے ہیں آنحضرت نے اُس قوم سے فرمایا کیوں اس حیوان بے زبان کو مارتے ہو اور قیامت کے دن آپ مار کھانے کا کام کرتے ہو سب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ چند روز سے یہ اونٹ باؤلا ہو گیا ہے کہ ہر ایک کو کاٹتا لات مارتا ہے مجبوری اسکا ذبح کرنا مناسب جانا مبادا کوئی شخص ناحق ایذا پاوے تب حضرت اونٹ کی طرف متوجہ ہوئے کہ تو کیوں دیوانہ ہوا ہے

فائدہ ... فاتحہ وغیرہ سورتوں کا ثواب مردوں کو بخشنا الیا ہی ہے اور طرف یہ کہ بخشنے والا بھی ثواب پاتا ہے اور کوئی مسئلہ ... یہ کہ ... نزدیک ... قبر پر ... اور درود وغیرہ فاتحہ کا ... بخشے یا ... کا نام آئے ... خدا ... اور رسول کے نام پر درود شریف پڑھے ۱۲

کہ سب کو کاٹتا لات مارتا ہے جب اُنہے صاف صاف عرض کیا کہ یا رسول اللہ چند روز سے اس قوم نے نماز عشا کی بالکل چھوڑ دی ہے اور کھا پی کر خواب غفلت میں ایسے سوتے ہیں کہ پہر کروٹ نہیں لیتے ہیں خوف الٰہی سے کانپتا تھراتا ہوں کہ مبادا انکے وبال میں میں بھی گرفتار ہو جاؤں کہ فرض الٰہی سے منہ پھیرنا گویا قہر الٰہی اپنے سر پر لینا ہے اسی حالت بیقراری میں کبھی انکو منہ سے کبھی پیر سے چونکاتا ہوں یہ ہرگز نہیں چونکتے اور جانتے ہیں کہ یہ اونٹ دیوانہ ہو گیا جو رسی توڑاتا کاٹتا لات مارتا ہے آپ اس قوم کو عذاب آخرت سے ڈرائے اور خوب تنبیہ فرمائے کہ اول نماز عشا سے ہرگز نہ سوئیں پہر جو میں کچھ حرکت کروں تو خطا دار اور ہر سزا کا سزاوار ہوں تب حضرت نے اس قوم کو نہایت تنبیہ وتاکید فرمائی اور سب نے توبہ کی اور پہر کبھی نماز عشا ترک نہ کی تیسرے یہ کہ جب وہاں سے آگے چلے تو ایک جنگل میں مجکو پیاس سے نہایت بیقراری ہوئی وہاں ایک پہاڑ تھا حضرت نے ارشاد کیا کہ اس پہاڑ کے پاس جا کر کہو کہ نبی آخر الزمان نے تجکو پانی پینے کو بھیجا ہے چنانچہ میں گیا اور پیام ادا کیا پہاڑ کمال تعظیم سے پیش آیا اور مارے ندامت میں ڈوب گیا اور کہنے لگا کہ میرا سلام ونیاز عرض کرنا کہ یا حضرت جس روز سے یہ کہ میں اول پارہ کی فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ سنی ہے خوف عذاب دوزخ سے ہوش وحواس باختہ ہیں اور رات دن زار زار روتا چلاتا ہوں کہ اے خداوند میرے دوزخ کے عذاب سے بچانا اس سبب سے مجپر ایک قطرہ پانی کا نام ونشان نہیں ہے چنانچہ درخت جھاڑ سے کسی قسم کا بھی میرے اوپر نہیں ہے ف حکایت ۲۵ نقل ہے عبداللہ بن مالک سے ابو الطرطوسی سے کہ میں نے محمد بن احمد عابد سے کہ ائمہ کرام سے ہیں سنا کہ فرماتے تھے ایک مرتبہ روز جمعہ بعد نماز عصر بیت المقدس میں باب سلیمان پر بیٹھا تھا کہ ناگاہ دو شخص نورانی صورت آئے ایک تو بہت مشابہ آدمی کے تھے وہ میرے پاس آبیٹھے اور دوسرے ذرا دور بیٹھے مجکو بہت ڈر معلوم ہوا مگر ڈرتے ڈرتے پوچھا کہ آپ کون ہیں کہا الیاس خضر [illegible]

عہ یعنی بس بچو اس آگ سے کہ جسکا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں ۱۲ ف [illegible] [illegible] الی الابصار مقام عبرت [illegible] علیہ السلام [illegible] واللہ اعلم وعلمہ احکم ۱۲ [illegible] دنیا میں قائم [illegible] اور اوتاد سمجھے گئے ہیں ۱۲

Marfat.com

وہ الیاس ہیں پھر مجھکو کہا کہ تم کچھ خطرہ نکرو تمکو ایک دعا مفید بتا دیں اُسپر عمل کروگے تو بہت فائدہ اٹھاؤگے یعنی جمعہ کے دن بعد نماز عصر رو بقبلہ بیٹھکر نماز مغرب تک فقط یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم پڑھنا خدا تعالی مراد دلی پوری کریگا تب تو میں بہت خوش ہوا اور جھجک اور ڈر سب جاتا رہا پھر میں نے پوچھا کہ اولیاء اللہ کا حال تو آپکو خوب مفصل معلوم ہوگا کہا کہ ہاں! حقیقت حال یہ ہے کہ جب آفتاب عالمتاب جود باوجود سراپا سود جناب رسالتمآب اس دار ناپائدار سے غروب ہوا اور تمام جہان بچشم جہانیاں تنگ و تاریک ہوگیا زمین نے بکمال نالہ وزاری جناب باری میں عرض کیا کہ خداوندا تو نے اپنے حبیب جان جہان کو اُٹھا لیا گویا جی جان کو نکال لیا اور مجھکو طوفان غم والم میں ڈبا دیا اور انکی رونق سے مجکو بے رونق کردیا اب قیامت تک کوئی نبی نہ ہوگا کہ جس کے سہارے سے اپنے دل رفتہ کی تسکین کروں اور اس جلے جی کو سمجھاؤں حکم حاکم حقیقی آیا کہ اے زمین نہ گھبرا اور واویلا نہ مچا کہ تجکو روشنی اولیائے امت محمدیہ سے آفتاب سا چمکا دونگا اور آسمان سے زیادہ رونق بخشدونگا کہ ان کے دل انبیاء روشن ہوں کے سے روشن ہونگے اور سب کارخانے تیرے ان کے واسطے سے بدستور جاری رہیں گے چنانچہ جناب باری نے ویسا ہی کیا کہ ہر زمانے میں تین سو اولیائے اللہ کے واسطے سے یہ سب کارخانے دنیا و آخرت کے جاری فرمائے اور ان کو اہل خدمت مقرر کیا اور وہ اولیاء اللہ کہلاتے ہیں اور ستر اور ہیں وہ نجبا اور ابدال کہلاتے ہیں اور چالیس اور ہیں وہ اوتاد کرکے مشہور ہیں اور دس بلقب نقبا ملقب ہیں اور سات بعرفا نام زد ہیں اور تین مختار دن کہلاتے ہیں اور جو سب کے سردار ہیں وہ غوث کہلاتے ہیں جب وقت وفات غوث کا آتا ہے تو انکے مقام پر ایک صاحب اُن تین میں سے قائم ہوتے ہیں اور ایک صاحب سات میں سے بجائے انکے اور دس میں سے ایک صاحب مقام انکے اور چالیس میں سے ایک صاحب بعہدہ انکے اور ستر سے ایک صاحب بمنصب ان کے اور تین سو سے ایک صاحب بخدمت انکے مقرر و قائم ہوتے ہیں اور اسی طرح یہ سلسلہ درجہ بدرجہ تا قیامت جاری رہیگا اور بعضے انسے مثل غوث روشن دل ہیں بحکم محکم فخر بنی آدم علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ہم پہلو انبیا علیہم السلام العزم کے ہیں اور حقیقت

سب انبیا ایک ہی راہ حق پر ہیں مگر بظاہر بعضے احکام میں تفاوت ہو گیا تا فی الجملہ ہر ایک
کے دین مذہب میں فرق پیدا ہو جاوے اور دوسرے نبی کے آنے کی وجہ موجہ ہویدا
ہو جاوے اور ان مراتب مذکورہ اولیاء اللہ سے اصلا ایک دوسرے کو ایک دوسرے کی
حقیقت سے کما حقہٗ آگاہی نہیں ہے ورنہ جو اعلیٰ درجہ والا اپنے ادنیٰ درجے والے کے
درجہ و مرتبہ سے مطلع ہو تو کہنے کہ یہ فرقہ اصلا خدا کی خدائی سے آگاہ و خبردار نہیں قابل
سزا ہے علیٰ ہذا القیاس ہر فرقہ کو اسی قیاس پر قیاس کر لینا چاہئے یہ بات سنکر مجھکو
بہت اچنبھا ہوا فرمایا کہ سورہ کہف میں میرا اور موسیٰؑ کا قصہ تو نے نہیں پڑھا جو اسقدر
تعجب کرتا ہے پھر میں نے کہا کہ مقام قیام آپکا کہاں ہے فرمایا کچھ مقرر نہیں ا
ہر دم اپنی خدمت مقرری میں ہمدم اور سرگرم رہتے ہیں مجھکو جنگل
کی خدمت ہے کہ بھولے چوکے کو راہ بتاتا ہوں اور آفت زدہ کو نجات
دیتا ہوں اور عورت کو جنّات کے دکھ درد سے چھڑاتا ہوں اور الیاس
کو دریا کی خدمت ہے کشتی آدمی جانور ڈوبتے کو بچاتے ہیں میں نے کہا مجھ
کو پھر کبھی دونوں صاحبوں کی زیارت نصیب ہوگی کہا کہ ہاں وقت حج اور
رحلت اولیاء اللہ میں کہ ہم دونوں شامل ہوتے ہیں اور ایک کاغذ جیب سے نکالا
کہ تمام اولیاء اللہ کے نام لکھے تھے پھر دونوں صاحب چلے میں نے کہا میں
بھی چلوں بولے تم ہمارے ساتھ چل نہ سکو گے پھر حضرت خضر نے فرمایا
کہ میں صبح کی نماز مکہ معظمہ میں رکن شامی پر ادا کر کے بعد نماز اشراق پھر اپنی
خدمت پر جاتا ہوں پھر نماز ظہر مدینہ منورہ میں گذارتا ہوں اور روضۂ جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و دعا پڑھکے پھر خدمت مقرری پر جاتا ہوں اور نماز
عصر بیت المقدس میں پڑھتا ہوں بعدہ خدمت معمولی پر سرگرم ہوتا ہوں اور نماز مغرب
طور سینا پر ہمراہ اولیاء اللہ کے ادا کرتا ہوں پھر اپنی خدمت پر مستعد ہوتا ہوں اور نماز عشا
سد یاجوج پر پڑھتا ہوں پھر صبح کی نماز مکہ معظمہ میں جا کے پڑھتا ہوں اسی طرح تا
قیامت حکم حاکم حقیقی میں سرگرم رہوں گا حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ کوئی شخص
اپنے لڑکے کو حضرت عمرؓ کی خدمت میں لایا اور عرض کیا یا امیر المؤمنین اسکو نصیحت
فرمائے کہ ہرگز میری تابعداری نہیں بلکہ ہر بات میں مخالفت کرتا ہے آپنے لڑکے کو

Marfat.com

جھڑک کے ارشاد کیا کہ باپ کی تابعداری میں کیوں عذر اور نافرمانی کرتا ہے اسنے عرض کیا
کہ یا حضرت سب حقوق باپ کے بیٹے ہی پر ہیں یا کچھ بیٹے کا بھی حق باپ پر ہے فرمایا کہ ہاں
بیٹے کے بھی تین حق باپ پر ہیں اول یہ کہ اسکی ماں لونڈی باندی نہو تا کہ اسکو اپنے
ہمچشموں میں ذلت نہو دوسرے یہ کہ علم دین تعلیم کرے تیسرے نام اچھا رکھے عرض کیا کہ یا حضرت
ان تینوں باتوں میں سے میرے باپ نے ایک بھی ادا نہیں کی تو جو چاہیں دریافت فرما لیجیے کہ میری
ماں یہودی مجوسیہ لونڈی ہے اور علم دین سے ایک حرف بھی مجھکو تعلیم نہیں کیا اور
نام جعل رکھا ہے تب تو حضرت امیر المومنین اس شخص پر بہت ناخوش ہوئے اور فرمایا
یہاں سے چلا جا کہ اول زیادتی تیری طرف سے ہوئی پھر اس لڑکے کی طرف سے حکایت
نقل ہے ابوالحسن کہ صاحب کتاب مناقب ہیں لکھا ہے کہ ایک شخص جہاز پر سوار تھا
ناگاہ قدرت خدا سے ایسی ہوا چلی کہ دریا میں طوفان آگیا اور جہاز ٹکڑے ٹکڑے ہو کے
تباہ ہو گیا سب آدمی ڈوب گئے مگر یہ شخص فضل الہی سے بچ گیا اور ایک تختے پر بہہ گیا زندگی کی
ناامید ہو چکا تھا کہ اتفاقاً قدرت خدا سے وہ تختہ بہتا بہتا کسی ٹاپو میں جا لگا یہ وہاں اتر
گیا اور شکر خدائے تعالیٰ کا بجا لایا آگے جا کر دیکھے تو ایک مکان میں دو آدمی بیٹھے ہیں
اُن سے سلام علیک ہوئی اُنسے کہا تو کون ہے کہاں سے آیا میں نے سرگذشت اپنی بیان
کی پوچھا کس امت سے ہے کہا کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوں پھر میں نے
پوچھا تم کون ہو کہا میں امت نوح سے ہوں اور ہم دو بھائی تھے رات عبادت الہی میں مشغول
رہتے تھے اتفاقاً قضائے الہی سے وہ فوت ہو گیا میں تنہا رہ گیا تیرا جی چاہے تو خوبی یہاں رہ
کہ ہم تم باقی عمر عبادت الہی میں بسر کریں میں نے کہا بہت بہتر ہے چنانچہ مدت تک میں وہاں
رہا ایک مرتبہ تفریحاً جنگل میں پھرتا تھا کہ ایک چشمہ نظر آیا اُسکے کنارے کنارے چلا
گیا اتفاقاً ایک مقام پر پہنچا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص کنارے پر زنجیروں سے جکڑا ہوا
تہ معلق ہے اور شدت پیاس سے واویلا کرتا ہے مجھے دیکھکے کہنے لگا کہ للہ ذرا پانی پلا
جب ہی میں اُسکے منہ کے پاس پانی لیگیا زنجیریں اوپر کو کھنچ گئیں تین مرتبہ یہی معاملہ گذرا
پھر میں نے ماجرا دریافت کیا کہ تو کون ہے بولا کہ میں قابیل ہوں بھائی ہابیل کا ناحق قتل

لہ جعل یعنی گوبر کا کیڑا ۱۲ ف یعنی اول تو نے اسکا حق ادا نہ کیا تب اسنے تیرا حق ادا نہ کیا پس زیادتی اور حق تلفی
تیری طرف سے شروع ہوئی پس دعویٰ تیرا محض فضول ہے نہ قابل قبول ۱۲ ع

Marfat.com

کیا تھا اُسکے بدلے اس عذاب میں گرفتار ہوں اور روز حشر تک گرفتار رہوں گا اور جو کوئی کسیکو ناحق قتل کریگا اسکا عذاب بھی میرے اعمال نامے میں لکھا جاتا ہے پھر میں ڈر کر الٹا آیا اور یہ سب قصہ اس عابد سے کہا بعد عرصہ دراز کے ناگاہ خیال گھر کا آگیا مجھکو زار زار رلا گیا اُس عابد نے کہا آج تیری طبیعت کیوں اداس ہے کیا وطن کے خیال نے تجھکو پریشان حال کیا میں نے کہا کہ ہاں بولا کہ تیرا کونسے شہر میں گھر ہے میں نے کہا بصرے میں پھر بادلوں کو بلا کر پوچھا تمکو کہاں تک جانیکا حکم ہے کہا فلانے شہر تک پھر دوسرے بادلوں کو بلایا اُن سے بھی پوچھا انہوں نے کہا ہمکو بصرے تک جانے کا حکم ہے پھر انکو اشارہ کیا وہ مجھکو ہوا سا اُڑا لے گئے اور ایک لحظہ میں میرے مکان کی چھت پر کھڑا کر گئے ف حکایت نقل ہے جب حجاج بن یوسف نے ملک پر تسلط پایا اور جناب الٰہی سے بیخوف ہو گیا اور ناحق خون کرنیکا مزا پایا تو وہ درپے قتل حضرت سعید بن جبیر کے ہوا اور انکو تلاش کرایا کہیں نہ پایا ناگہاں ایک مخبر بداطوار نے پتا بتایا کہ فلانے پہاڑ پر نصرانی عابد کے عبادتخانے کے پاس ہیں اس ظالم جابر نے بیس پیادے دوڑائے کہ جلد پکڑ لاؤ جب پیادے پہنچے اس عابد سے پوچھا اسنے کہا وہ عبادت کرتے ہیں پھر سب پیادے انکے پاس جا حاضر ہوئے جب فارغ ہوئے کہا کہ حاکم وقت نے تمکو بلایا ہے فرمایا ہم سے کیا کام ہے بولے واللہ اعلم ہمکو کیا معلوم ناگاہ شام ہو گئی نصرانی عابد نے آواز دیکر کہا کہ تم سب میرے پاس آ جاؤ ورنہ رات کو شیر سب کو کھا جاویں گے پھر پیادے جلدی سے عابد کی طرف چلے اور حضرت سعید کو سے چلنے آپ نہ گئے کہ خلاف مذہب کے مکان میں میں نہ جاؤنگا پیادوں نے کہا ہمکو ڈر ہے کہ کہیں بھاگ نہ جائیے یا کہیں شیر نہ کھا جائے تو ہم امیر کو کیا جواب دینگے فرمایا یہ خیال اپنے جی سے دور کرو پھر وہ سب عبادتخانہ کی چھت پر چڑھ گئے اور وہاں سے نگہبانی کرتے رہے جب بہت رات گئی سعید عبادت الٰہی میں مشغول ہوئے اور شیر گرد انکے حفاظت کرنے لگے جب عبادت سے فارغ ہوئے اور صبح ہو گئی آپنے فرمایا اے شیر اگر کچھ کہنا ہے تو کہہ ورنہ چلا جا میری عبادت میں ناحق خلل نہ ڈال پھر وہ شیر عاجزی کرتا دم ہلاتا چلا گیا آپنے نماز صبح کی ادا کی یہ حال دیکھکے وہ سب پیادے انکے

ف قدرت خدا ہے اس قسم کی امور واسطے اولیاء اللہ کے ظہور میں آتے ہیں کچھ دور نہیں کہ کرامت الاولیاء حق ۱۲

ان کے قدموں پر گر پڑے اور بہت معذرت کرنے لگے کہ واے ہمارے اسلام پر
جو ایسے کامل الاسلام کو ناحق قتل کرانے کو لئے جاتے ہیں پھر سب نے کہا
ہم سب ان کی مرضی کے تابع ہیں گر آپ اس بلا سے بچ جائیں اور ہم سب
مارے جائیں بلا سے فرمایا تمہاری عنایت ہے مگر مجھ کو اپنے بدلے کسی کو
ایذا دینی منظور نہیں جانیکا کیا ذکر ہے اگر مقدر میں موت اسی کے
ہاتھ سے لکھی ہے تو کچھ غم نہیں آخر ایک روز مرنا ہے موت سے
کیونکر بچا گناہ ہے پھر آپ انکے ساتھ گئے جب قریب شہر پہنچے فرمایا مجھکو وقت اپنا اخیر معلوم
ہوتا ہے آجکی رات مہلت دو تو کچھ سامان سفر آخرت کروں اور اپنے خداوند حقیقی کی دل بھر کے
بندگی ادا کروں شاید عذاب دوزخ اور آفت قیامت سے نجات پاؤں پھر سب زار زار روئے
لگے اور اپنے نفس پر ہزاروں نفریں کرتے اور کمال ایمانداری حضرت سعید بن جبیر پر
لاکھوں آفریں کہتے تھے پھر آپ غسل کرکے کپڑے بدل کے خوشبو لگا کے جی
جان سے تمام شب عبادت الٰہی میں مصروف رہے بعد صبح کے ان مظلوم
کو اس ظالم کے آگے لے گئے اور جاتے ہی اس ظالم سے کہا کہ ہمنے انسے عجیب و
غریب کرامتیں دیکھیں کہ نہ کبھی دیکھیں نہ سنیں بولا جا ؤ تم اپنا کام کرو بہت
مداہنت گرم نکرو پھر سعید کو اپنے آگے بلایا اور سخت نالائقی سے پیش
آیا کہ یہ ظالم ان مظلوم سے عداوت قلبی رکھتا تھا بباعث اپنی بیدینی اور
انکی کمال دینداری اور حق گوئی سے پھر بیہودہ بکتا تھا اور ہر بات ناصواب کے جواب با
صواب سے دل کباب کرتا تھا غرض اس جستجو میں تھا کہ کوئی الزام رکھکے انکو قتل کروں
ورنہ بلا سبب قتل کرنے میں مبادا بلوہ نہو جائے کہ یہ صاحب وجاہت اور اہل
کرامت ہیں اور ایک عالم انکا معتقد ہے تب اس کندۂ ناتراش نے یہ مضمون تراشا اور
اون حق آگاہ کو ناحق اس نامعقول نے مقتول کرنیکا قصد کیا اور سوال فضول کرنے شروع
کئے کہا جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کیا اعتقاد رکھتے ہو فرمایا وہ نبی برحق
اور ہادی مطلق ہیں پھر بولا حضرت صدیق اکبرؓ کی حق میں کیا کہتے ہو کہا وہ یار غار اور خلیفہ
ابرار ہیں پھر حضرت عمرؓ کو پوچھا کہا کہ وہ ناصر دین اور حامی اہل یقین ہیں پھر حضرت عثمانؓ کو
پوچھا کہا وہ پاک کرنیوالے گنہگاروں کے اور حمایتی دینداروں کے ہیں پھر بولا حضرت

Marfat.com

علی کرم اللہ وجہہ کے حق میں کیا کہتے ہو کہا وہ دروازہ علم و حلم اور داماد رسول خدا ہیں
میں پھر امیر معاویہ کو پوچھا کہا وہ صحابی اور کاتب وحی ہیں تب تو حسب مقولہ مقبولہ سعدی
علیہ الرحمہ سے حسود یکہ یک جو خیانت ندیدہ بکارش نیاید چو گندم طپید بیک بارگی شعلہ سا
بھڑک کر آتش غضب سے جل گیا کہا اے سعید تم کو خرابی ہو آپنے کہا کہ ہاں جو نافرمان
جناب باری ہو بلاشک اسکی دارین میں خواری ہو بولا تمہیں کیسی قتل کروں فرمایا جس
طرح اپنی خواری حشر میں منظور ہو بولا بخشش چاہتے ہو فرمایا بخشش خاصہ خاص
خدا ہے پھر حکم دیا کہ باہر لے جا کے قتل کرو آپ ہنسے بلایا اور کہا یہ وقت رونے
کا ہے یا ہنسنے کا بولے کہ مجکو حیرت ہے کہ ادھر تیرا ظلم حد سے گذرا ادھر حلم
خدا حد سے گذرا جو سزا تجھ سے ظالم ناسزا کی روز جزا پر رکھی پھر
تو غصہ کی آگ میں جل کر خاک ہوگیا اور اسنے آگے قتل کا حکم دیا وہ قبلہ
عالم رو بقبلہ لیٹے اور یہ آیۂ کریمہ ساتویں پارہ سورہ انعام کی اِنِّی وَجَّھْتُ وَجْھِیَ
لِلَّذِی فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ پڑھتے
تھے یہ حال دیکھکے اور بھی آگ ہوگیا بولا قبلہ رو نہ لٹاؤ تب آپنے یہ آیۂ کریمہ
پارہ الم سورہ بقر کی وَلِلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ
پڑھی پھر اس اوندھے بخت نے کہا کہ اوندھا لٹاؤ تب آپنے یہ آیۂ کریمہ
سولہویں پارہ سورہ طٰہٰ کی مِنْھَا خَلَقْنٰکُمْ وَفِیْھَا نُعِیْدُکُمْ وَمِنْھَا نُخْرِجُکُمْ
تَارَۃً اُخْرٰی آپکی زبان پر تھی اور تلوار گردن پر پھر شہید ہوگئے حکایت
نقل ہے کہ ایک مرتبہ کسی بادشاہ کافر نے اپنا وکیل بغداد شریف میں بھیجا
اور تین باتیں اسکو تعلیم کردیں کہ جو کوئی اسکا جواب دے اپنے دین پر رہے
ورنہ ہمارا دین قبول کرے اول یہ کہ خدا کیا کرتا ہے دوسرے یہ کہ کیا کھاتا پیتا ہے
تیسری یہ کہ وہ کیا چیز ہے اور منہ اسکا کس طرف ہے پھر اسنے سب لوگوں کو جمع کرکے یہ
تین باتیں بآواز بلند کہیں اتفاقاً کسی سے اس حاکم ظالم کو ڈر سے اسوقت جواب نہ آیا
چالیس دن کی مہلت لی کہ اس عرصہ میں جواب دینگے ورنہ تمہارا دین قبول کرینگے قدرتِ خدا
سے ایام وعدہ پورے ہوگئے وہ وکیل شاہی میدان میں ایک ممبر بچھا کے بیٹھا اور سب شہر والوں کو جمع
کیا کہ جواب دو ورنہ اپنا دین چھوڑو اتفاقاً بمقتضائے عالم البشریت ایسی ہیبت حکومت

سب پر چھپا گئی کہ سب لاجواب ہو گئے اور زار زار روتے تھے اتفاقاً امام ابو حنیفہؒ
اس مجمع میں تھے اور پندرہ برس کی عمر تھی آپ نے فرمایا ہم منبر پر بیٹھ کر جواب دیں کہ جواب دینے
والے پھر انکے پاس جا کر کہنے لگے کہ تم منبر سے اترو ہم منبر پر بیٹھ کر جواب دیں کہ جواب دینے والے
کا درجہ پوچھنے والے سے زیادہ ہے پس وہ سنتے ہی یہ کلام حق ہیبت حق سے ڈر کر فوراً
اتر کھڑا ہوا آپ نے منبر پر بیٹھ کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہی کرتا ہے کہ تجھے اتار دیا مجھکو چڑھا دیا
تجھکو ذلت دی مجھے عزت دی حسب حکم اپنے تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ الخ
یعنی ہے کسیکو عزت دیتا ہے کسی کو ذلت کسی کو مارتا کسیکو جلاتا ہے کہ سکے یہی شایان
شان عالی شان ہے حسب حکم قرآن واجب الاذعان سورۂ رحمان کہ کُلَّ یَوْمٍ هُوَ
فِي شَأْنٍ دوسرے یہ کہ وہ ذات پاک کھانے پینے سے پاک ہے کسی چیز کی حاجت
نہیں رکھتا اور وہ سب کی حاجت روا کرتا ہے تیسرے یہ کہ شمع جو شب کو روشن ہوتی
ہے اسکا منہ بتاؤ کہ کس طرف کو ہے تب ہم اس شمع شبستان دارین روشن کرنے
والے کا منہ بتادینگے کہ اس طرف ہے تب وہ کافر کافور ہو گیا اور سب مسلمانوں کا
دل نور سے معمور ہو گیا فـ حکایت نقل ہے داؤد طائی شاگرد امام اعظمؒ کی کہ جب
دولت عرفانی اور نعمت ایمانی کی بدولت ان کا دل محبت الٰہی میں چور اور
سب جسم و جان نور الٰہی سے معمور ہو گیا تو دنیا اور معاملات دنیا سے انکا جی کوسوں
دور ہو گیا چنانچہ پرانے مکان موروثی میں گذران کرتے تھے اور شب و روز
یاد الٰہی میں گذراتے تھے جب وہ مکان بالکل برباد ہو جاتا اور قابل رہنے کے نہ رہتا تو
دوسرے مکان میں گذر کرتے اور اصلاح مرمت کا خیال نہ کرتے اتفاقاً ہارون رشید
بادشاہ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ انکی زیارت کو گئے انہوں نے دروازہ بند کر لیا
ہرچند پکارا نہ کھولا تب ابو یوسفؒ نے تنگ ہو کے کہا جو علم تم نے پڑھا ہے اس میں
یہ بھی مسئلہ ہوگا کہ جو کوئی ملاقات کو آوے تو اس سے ملاقات نہ کرے اور
دروازہ بند کرلے فرمایا کہ ہاں یہ علم جو میں پڑھتا ہوں تم سے لوگوں کی ملاقات کو

قولہ فی الحقیقت باطل حق کے مقابل ہوتے ہی بھاگ جاتا ہے جیسے تاریکی روشنی کے آتے ہی گم ہو جاتی ہے چنانچہ
اس مدعا پر کلام خدا کا شاہد ہے کہ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا یعنی
حق کے آتے ہی باطل سرک جاتا ہے اس واسطے کہ باطل میں ہرگز لیاقت مقابل ہونے
حق کی نہیں ۱۲

Marfat.com

منع کرتا ہے جیسا جناب مولانا فرماتے ہیں سے

علم چون بر دل زنی یاری بود	علم چون بر تن زنی ماری بود
علمہای اہل دل حمال شان	علمہای اہل تن احمال شان

اور وصف علم اہل دل میں سے

خاتم ملک سلیمان ست علم	جملہ عالم صورت و جان ست علم

پھر ناچار ہو گئے آپکی والدہ کی خدمت میں عرض کیا جب انھوں نے حکم کیا تو مجبور ہو کے دروازہ کھولدیا اور اخلاق فرمایا اور حکم محکم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فوراً عمل کیا کہ اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ اَقْدَامِ اُمَّھَاتِکُمْ الحدیث یعنی حصول جنت ماں کی فرمانبرداری اور خدمتگذاری میں حاصل ہے بادشاہ نے کہا کچھ حاجت ہو تو ارشاد فرمایا کہ ہاں بادشاہ ایک گٹھری آٹا اپنے سر پر رکھکے لادیں بادشاہ نے کہا بہت اچھا مگر رات کو فرمایا کہ دن کو لاؤ تو جنگل کی طرف سے لاؤں گا کہا دن کو لاؤ اور بیچ بازار میں سے آؤ تب تو بادشاہ چپ ہو گیا اور کچھ جواب نہ دیا آپنے کہا کہ مجھکو حاجت آٹے کی نہیں ہے صرف تم کو آزمانا تھا کہ اسی بوتے پر بادشاہت کرنے چلے اور سارے جہان کا بوجھ اپنی گردن پر لینے کو تیار ہوئے کہ اہل دنیا سے اس قدر شرم آتی اور اہل اللہ اور مقربان بارگاہ خدا سے کبھی شرم نہ آئی پھر بادشاہ زار زار رونے لگا اور بہت زر و جواہر انکے پاس رکھکے چلا گیا آپنے وہ سب زر و جواہر باہر مکان کے پھینکوا دیا مجبور ہو کر وہ دونوں صاحب ٹہل کرنے گئے ف حکایت نقل ہے کہ ایک بادشاہ قوم بنی اسرائیل سے بہت بڑا ظالم تھا طرح طرح کی بنا ظلم ڈالتا تھا چنانچہ ایک مکان نیا بنانا شروع کیا ملازموں کو حکم دیا کہ حاملہ عورتوں سے اینٹ گارا ڈھلواؤ اور جلد مکان تیار کراؤ ناگاہ ایک عورت حاملہ کے دن پورے ہو چکے تھے اسکو کہا ہر چند اس نے

ف سچ ہے جس نے نقد جان کو نثار محبت جانان کیا اس نے زر و جواہر دنیا کو خاک میں ملا دیا جیسا کہ شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں سے [illegible]

سبحان اللہ کیا اخلاق ہے کہ حق تعالیٰ نے [illegible] اخلاق [illegible] تو فرمایا سید عالم [illegible] کہ ہے کہ داعی [illegible] امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے [illegible] ہے ۱۲

عذر کیا کہ مجھکو ذرا مہلت دو کہ دُکھ درد جنے سے نجات پاؤں تو تمہارے کام میں بخوبی مستعد رہوں ملازموں نے نہ مانا بلکہ اسکو مارنا پیٹنا شروع کیا اس مصیبت زدہ کو دُکھ درد پیٹ سے اُٹھنا بیٹھنا بھی دشوار تھا سر پر بوجھ اُٹھانے اور درد سر کا کیا ذکر تھا آخر کار اُسکو جب ہر طرف سے مار دھاڑ ہونے لگی اسکو اپنی زندگی پہاڑ ہوگئی تب جان سے تنگ آکر جناب الہی میں بکمال نالہ و آہ رو کر کہنے لگی کہ اے میرے مالک تیری لونڈی اس مصیبت اور آفت میں گرفتار ہے اس حال سراپا و بال میں کون اسکا غمگسار ہے اور حسب ارشاد جناب مولانا مدح خدا میں بخود تھی سے

ای کریم و ای رحیم سرمدی	در گزار از بد سگالان این بدی
لیکن از من حمل ناہموار را	تا ببینم روضۂ انوار را
ای سعادت بخش جان انبیا	یا بکش یا باز خوانم کہ بیا
آنکہ زد ہر سرو آزادی کند	قادرست از غصہ را شادی کند
آنکہ آتش راکند درد و شجر	ہم تواند کرد این را بی ضرر

کیا تو اسکے حال سے نہیں خبردار ہے ایسی زندگی سے تو موت بھلی ہے پھر یکایک قہر الہی نازل ہوا کہ وہ بادشاہ ظالم مع سب دربار کے فوراً زمین میں دھس گیا حکایت نقل ہے کہ ایک بزرگ کی کسی نے دعوت کی اور اپنے گھر لے گیا وہاں جاکے کہا تھوڑی دیر کے بعد تشریف لائیے ابھی کھانا تیار نہیں ہوا وہ لوٹ آئے اسی وقت میں پھر دوڑا آیا کہ جلد چلئے کھانا ٹھنڈا ہوتا ہے جب اسکے گھر آئے بولا ذرا دیر کے بعد آنا پھر وہ بزرگ پھر گئے جب ہی اپنے مکان پر پہنچے تب ہی پھر دوڑا گیا کہ حضرت چلئے کھانا تیار ہے غرض اسی طرح سات بار اُن بزرگوار کو دوڑایا اور اُن اخلاق مجسّم کی تیوری پر ذرا بل نہ آیا ہر بار خندہ پیشانی آتے اور جاتے اور حرف شکایت زبان پر نہ لاتے بعد اس کے اس شخص نے بہت معذرت کی اور عفو تقصیر کرائی کہ اس قدر گستاخی اور تکلیف دہی صرف واسطے آزمائش اور دریافت کرنے آپ کے حلم کے ظہور میں آئی فی الحقیقت جیسا سنا تھا اس

Marfat.com

سے بھی زیادہ نہ پایا فرمایا کیا بڑی بات ہے ہر کتے میں یہ خصلت موجود ہے جب اسکو کھانا دکھاؤ گے فوراً چلا آوے گا اور جب جھڑک دوگے چلا جاوے گا چاہو ہزار بار اس کے ساتھ یہ معاملہ کرو کبھی تنگ نہ ہوگا حکایت نقل ہے کہ اخیر وقت حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو کمال حق پرستی اور حق کیشی سے قوت ملکی حاصل ہوگئی تھی کہ کھانا پینا یک قلم چھٹ گیا تھا حسب ارشاد جناب مولانا سے

تو بہ تن حیوان بجانی از ملک	تا روی ہم بر زمین ہم بر فلک
کعبۂ جبریل و جانہا سدرہ	کعبۂ عبد البطون شد سفرۂ

رات دن عبادت الٰہی میں مشغول رہتے اور کبھی جو کچھ کھانے کو جی چاہتا تو مسافرین اور مساکین کے ساتھ کھاتے اور سنت حضرت ابراہیمؑ کی ادا کرتے اتفاقاً کسی حاسد کو انکا یہ حال سنکر اعتقاد نہ ہوا چپکے سے رات کو مسجد میں جا بیٹھا کہ دیکھوں امام ابوحنیفہ کب تک عبادت کرتے ہیں اور کیا کیفیت اُٹھاتے ہیں دیکھا تو امام صاحب نے نماز عشا سے فراغت کرکے نوافل پڑھنا شروع کئے اور ذوق شوق محبت عبادت الٰہی میں بیخود ہوگئے آخر کو وہ حاسد نیند کے غلبہ سے بدحواس ہوکے وہیں ایک طرف پڑ رہا جب چونکتا تھا امام کو عبادت میں مصروف پاتا تھا یہاں تک کہ صبح کو بعد نماز صبح آپ کے قدموں پر گر پڑا اور بہت معذرت کرنے لگا کہ یا حضرت میں آپ کو ایسا نہ جانتا تھا اور بہت بدگمان تھا اللہ مجھ کو معاف کیجئے آپ نے معاف کر دیا فا حکایت نقل ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کہ محبت الٰہی میں جی جان سے جو سراپا نور تھے خوف الٰہی سے جس وقت جوش و خروش میں آتے اور زار زار روتے تو کوسوں اُن کے رونے کی آواز جاتی اور ذکر قلبی کی آواز بھی کوسں بھر جاتی اور چہرہ مبارک اُنکا جو آفتاب و مثال ہے :

ف: گویا اس حکم محکم وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا کا جان وزبان اس صاحب عرفاں سے جاری وساری تھا کہ حقیقتہً یہ حکم واسطے تعلیم امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے بوجوہ من وجہ واللہ عادل بکنفیہ الاشارہ ۱۲

نکل گیا ہے اور تاب آفتاب کو شرماتا تھا ایسا ہو جاتا کہ زردی میں
زعفران کو پشیمان کرتا تھا

فصل ۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو یصلی وفی جوفہ ازیز
کازیز المرجل وفی روایۃ یبکی وفی صدرہ ازیز کازیز الرحی راوی بیان کرتا ہے
کہ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ نماز پڑھتے تھے اور آپ کے اندر آواز جوش کی
تھی مثل آواز دیگ کے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کے سینے کی آواز مثل آواز چکی
کے ہوتی تھی یہ حال آپ پر بقدر خوف خدا زیادہ ہوتی تھی اور یہ مرتبہ زیادہ ہے کیونکہ
حضرت کی شان میں آیت ناطق ہے کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم یعنی بڑی عزت
والا خدا کے نزدیک وہ ہے جو خدا سے زیادہ ڈرے اور دوسری آیہ کریمہ میں بھی ارشاد ہے
تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربہم ثم تلین جلودہم وقلوبہم
الی ذکر اللہ یعنی رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں کھال پر ان لوگوں کی جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے
پھر نرم ہوتے ہیں انکی کھالیں اور انکے دل اللہ کی یاد کی طرف سے عاشق از حق چوں غذا
یابد حیات روحانی گر شوم اے رفیق بدیل لکن فی ذکرہ تقشعر الجلد بین
جانبی والعظام یعنی میرے بدن پر اسکی یاد سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اور سب
کھال کی ہڈیوں میں اسکا اثر ہوتا ہے ۱۲

تمت

ہر قسم کی
سستی کتابیں ملنے کا پتہ
ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز و تاجران کتب کشمیری بازار بل روڈ لاہور

ذخیرہ ... احمد شرقپوری نقشبندی مجددی ۔ لاہور پاکستان

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com